روحانی مرکز کا روحانی رسالہ

ماہنامہ طلسماتی دنیا دیوبند

ایک منفرد رسالہ جو روحانی عالم میں ایک رہنما کی حیثیت رکھتا ہے

جنوری ۱۹۹۶ء

مبارک ہو نیا سال

اور خدا کرے اس سال ہمارے ملک میں اسلام کا بول بالا ہو

UPLOAD BY SALIMSALKHAN--JAN-1996

فنونِ عملیات، علم جفر، علم الاعداد

پامسٹری، علم القیافہ، علم النفس

دانش نگاری

ہیبتناک واقعات، پراسرار علوم، کرشمۂ اعداد

Rs 40

کیا ● اور ● کہاں

نورھدایت ۵
مختلف باغوں کے پھول ۶
احوالِ واقعی ۹
غزلیں ۱۰
صنم خانۂ عملیات ۱۱
روحانی ڈاک ۱۹
درسِ عملیات ۲۳
اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ علاج ۲۵
علم الاعداد ۲۹
نبوی کی شریکِ حیات ۳۱
رنگ اور روشنی سے علاج ۳۵
جانوروں کے طبی اور روحانی فائدے ۳۷
بھوتوں کا دیش ۴۳
علم النفس ۴۹
غمِ فردا سے بچیئے ۶۱
دائرۃ الحاضرات ۶۷
عجائب الحیوانات ۶۹
استخارہ ایک عجیب و غریب ۷۳
طبی فارمولے ۸۲
خوفناک حویلی ۸۳
کعبے سے بتخانے تک ۸۶

نورِ ھدایت

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ کھیل کود اور ایک طرح کی دل لگی اور تمہارا ایک دوسرے پر رشک کرنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ـــــ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی جگہ بارش ہو جائے تو اس کے ذریعہ پیدا ہونے والی ہریالی کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو جاتے ہیں۔

پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے۔ پھر زرد ہو کر بھس بن جاتی ہے۔

اس کے برخلاف آخرت وہ جگہ ہے۔ جہاں سخت عذاب ہے۔ اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے۔ دنیا کی زندگی تو ایک دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

دوڑو ـــــ اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور جنّت کی طرف جس کی وسعت زمین و آسمان تک برابر ہے۔ جو تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہوں۔

یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

اللہ بے شک بڑے فضل والا ہے۔

(سپارہ ۲۷ سورۃ الحدید)

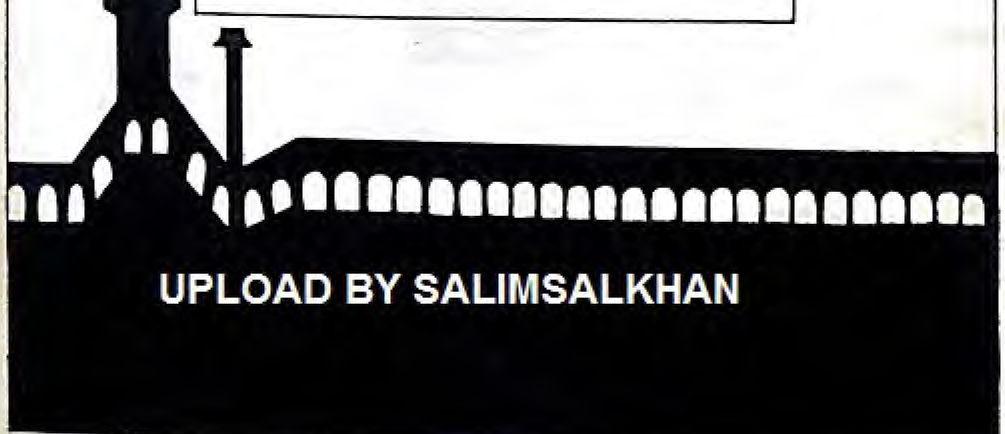

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

مختلف باغوں

دل کی موت

خواجہ شبلیؒ نے تحفۃ العارفین میں لکھا ہے کہ انسان کی شرافت کا دارومدار دل پر ہے۔ دل سنور جاتا ہے تو آدمی کی ہر شے سنور جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ دل بھی حیات و موت سے دوچار ہوتا ہے۔ دل دنیا کی مشغولیات میں الجھ جانے سے مرجاتا ہے۔ اس کو زندگی ملتی ہے تو ذکر اللہ کے ذکر سے۔ دنیا کی لذتیں، اس کی خواہشات اور کھانے پینے کی دلچسپیاں انسان کے دل کو سیاہ کر دیتی ہیں۔ اور جب دل سیاہ ہو جاتا ہے تو گویا اس پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس زمین میں کنکر پتھر وغیرہ ہوں۔ وہ بیج قبول نہیں کرتی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یہ زمین مُردہ ہے۔ یہی کیفیت دل کی ہے۔ جب دل میں نافرمانی اور حکم سے سرتابی کے جراثیم ہوں تو دل نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ اور اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ دل بالکل مُردہ ہو چکا ہے۔

تنبیہ

حضرت ابو الدرداءؓ ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے۔ کسی راستہ چلنے والے نے پوچھا کہ کس کا جنازہ ہے تو حضرت ابو الدرداءؓ نے جواب دیا کہ تو اسے اپنا جنازہ سمجھ اور اگر تجھے یہ بات ناگوار گزرے تو اسے تو میرا جنازہ سمجھ لے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ جنازہ دیکھ کر انسان کو چاہئے کہ خاموشی اختیار کرے اور اپنی موت کا تصور کرے۔ اس وقت کسی بھی طرح کی لایعنی باتیں موت سے غفلت کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں۔

ہمتِ مرداں

سمندر کی موجوں سے لڑنے کیلئے آپ ایسے آدمی کبھی پیدا نہیں کر سکتے جو سمندر میں اترنے سے پہلے سمندر کی موجوں سے لڑنے کی قوت رکھتے ہوں۔ یہ قوت تو سمندر میں کودنے ہی سے اور اس کی موجوں سے ٹکرانے ہی سے پیدا ہوتی ہے۔

جو لوگ بہادر ہوتے ہیں وہ طوفانوں میں گھر کر اپنے حوصلے کو برقرار رکھ کر بہادری کا لقب پالیتے ہیں۔

بہادر بننا ہو تو طوفانوں میں کود پڑیئے اور اپنے حوصلے کو زندہ رکھیے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ہمتِ مرداں مددِ خدا......

یہ بات سچ ہے

جب تم یہ محسوس کرو کہ تمہاری عقل فانی چیزوں کو باقی رہنے والی اشیاء پر ترجیح دیتی ہے تو سمجھ لو کہ تمہارا عقلی توازن برقرار نہیں۔ اور جب تمہارے دل سے محبت الٰہی اور خدا سے ملنے کی تمنا رخصت ہو جائے اور اس کے بجائے مخلوق اور دنیا کی محبت گھر کر لے تو جان لو کہ دل کی موت ہو گئی۔ اور جب تمہاری آنکھ خدا کے خوف میں ایک قطرہ آنسو گرانے سے بھی انکار کر دے تو سمجھ لو کہ قساوتِ قلبی کی حد ہو گئی۔ اور جب تمہارا نفس خدا کی یاد سے گھبرائے اور دنیا اور دنیاداری کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے تو سمجھ لو کہ اب تمہارا اور راہِ حق کا راستہ الگ ہو چکا۔ کیونکہ یہ علامتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایمان کا مزاج بیمار ہے اور خواہشات کی نبض زوروں پر ہے۔

اقوالِ زریں

● آنکھیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔
جسمانی آنکھ جو انسانوں اور حیوانوں دونوں کو حاصل ہے۔ اس کا فعل صرف دیکھنا ہے۔
عقلی آنکھ بصیرت کہلاتی ہے۔ جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔
ایمانی آنکھ خدا پرستوں کی ملکیت ہے۔ جو دنیا کے علاوہ عالمِ بالا کا بھی نظارہ کرتی ہے۔

● آدمی کے علم میں جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ دوسروں کی غلطیوں اور خامیوں سے چشم پوشی کرتا ہے۔

● ذہانت و بلاغت بالعموم غریبوں کے حصے میں آتی ہے۔ اور تاریخ اس کی تائید کرتی ہے کہ قوم و وطن کے لیڈر ہمیشہ متوسط درجے کے لوگوں ہی میں سے ملتے ہیں۔

● دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جس قدر کہ انسان کو دولت اور مرتبہ کی حرص نقصان پہنچاتی ہے۔

نادان کی خاموشی

امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں ایک شخص بیٹھا کرتا تھا جو ہمیشہ خاموش رہا کرتا تھا۔ اسے کبھی مجلس میں گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا تھا۔

ایک دن امام ابو یوسفؒ نے اس سے کہا۔

کے پھول

گل چیں
مسز یٰسین صدیقی

میاں تم ہمیشہ چپ کیوں رہتے ہو۔ کبھی کچھ بولا بھی کرو۔ تو اس نے جواب دیا۔ اچھا حضور ایک مسئلہ بتائیے کہ روزہ دار افطار کس وقت کرے۔

امام ابو یوسفؒ نے جواباً فرمایا جب سورج ڈوب جائے۔ اس نے کہا۔ اگر سورج آدھی رات تک بھی نہ ڈوبے تو روزہ دار کیا کرے؟

حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا۔ میاں تمہارا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

دست شناسی

تمہارے ہاتھ کی ریکھاؤں میں کیا لکھا ہے۔ میں سب
پڑھ کر سنا دوں گا
تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔
نئے موسم اور اس کے رخ سے پردے ہٹا دوں گا۔
ابھی اچھی رُتوں کے دن نہیں آئے۔
ابھی غنچے نہیں چٹکے۔
ابھی طائر نہیں چہکے۔
مگر وہ بادلوں میں کھڑی لڑکی ابھی سے منتظر کیوں ہے؟
وہ اکثر پوچھتی ہے راستہ روک کر میرا بتاؤ تو
یہ اذیت ناک لمحے کیسے گزریں گے؟
برہنہ ٹہنیوں پر برگ کس موسم میں آئیں گے؟
مرے طائر مُعطّر سے مجھے کب تک سنائیں گے؟
ہوائیں کب خوشی کے پیام لے کر آئیں گی؟
مری انگنائی میں شہنائیاں کس روز باجیں گی؟
مری سکھیاں کب تک خوشی کے گیت گائیں گی؟
حنا میری ہتھیلی پر سجائیں گی؟
مجھے دلہن بنائیں گی؟
میں اس کی بات سنتا ہوں۔
مگر خاموش رہتا ہوں۔
بس اتنا سوچتا رہتا ہوں میں۔
اسے کیسے بتاؤں گا۔
وہ لمحے اب نہ آئیں گے۔

انعام

اپنی شرارت آمیز عادت اور فطرت کی وجہ سے وہ شہر میں ہمیشہ فتنہ انگیزی کرتا رہا۔ اس کی شرارتوں کی وجہ سے کئی بار فرقہ وارانہ فسادات بھی ہوئے جس سے خاصا مالی اور جانی نقصان ہوا۔ لیکن پولیس اسے پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ بالآخر وہ خود اپنی شرارتوں سے پریشان ہو گیا۔ اور اس نے بُری زندگی کو طلاق دے کر خدمتِ خلق کرنے اور مظلومین کا ساتھ دینے کی ٹھانی۔ اسی زمانے میں شہر میں ایک فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ اس شخص نے اپنے گناہوں کی تلافی کی غرض سے ستم زدہ لوگوں کی مدد کا بیڑا اٹھایا۔ اور ان تمام انسانوں کی مدد کی جو فساد کی لپیٹ میں آ کر شدید زخمی ہو گئے تھے۔ اسی دوران اسے پولیس پکڑ کر لے گئی۔ اور اس پر فرقہ وارانہ فساد کرانے کا الزام عائد کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

منتخب اشعار

بس اک ترے خیال کے آنگن پر تھی
رنگینیوں میں ڈوب گئی ساری کائنات

●

دہرائے گا جب بھی کوئی افسانہ وفا کا
بے ساختہ یاد آئیں گے اے دوست تجھ کو

●

بس اتنی سی خطا پر رہبری چھینی گئی ہم سے
کہ ہم سے قافلے راہوں میں لٹوائے نہیں جاتے

●

اس کے خلوص میں بھی ضرورت کا رنگ تھا
وہ دے رہا تھا مجھ کو دعا میرے سامنے

●

دیکھی ہے اس کی آنکھ میں پہلی دفعہ نمی
یوں لگ رہا ہے جیسے سمندر اداس ہے

●

پتھر کا شہر اور تعلق کی آرزو۔
کس کو دکھائیں زخم کوئی بولتا نہیں۔

●

جو دوستی نہیں ممکن تو پھر یہ عہد کریں
کہ دشمنی میں بہت دور تک نہ جائیں گے

●

اپنی آشفتہ مزاجی پہ ہنسی آتی ہے
دشمنی سنگ سے اور کانچ کا پیکر رکھنا

●

تم اگر سنگ بکف ہو تو تذبذب رکھنا
پھول ہی برساؤں گا میں تم پہ درختوں کی طرح

●

یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے
کہ سنگ تجھ پہ گرے اور زخم آئے مجھے

●

اب اس کے لیے کوئی نیا حشر بتاؤ۔
اس انتہا محبت کا معیار ٹوٹ گیا ہے۔

●

موسم زردی میں اک دل کو بچاؤں کیسے
ایسی رت میں تو گھنے پیڑ بھی جھڑ جاتے ہیں

شعری ڈکشنری

رشتے دار — ان سے تو اچھے کہیں اور جا بسیں۔
عشق — جتنے حسین مرض ہیں سب لاعلاج ہیں۔
شادی — تمام حسرتیں سنائی دیتی ہیں۔
کنوارا — مجھ کو کہاں کہ سایۂ دیوار بھی نہیں۔
بیوی — تیری حسین کے یہاں آنے بھی سلامت ہیں۔
ساس — میں سو بھی جاؤں تو تیرے خواب جگا دیتے ہیں۔
شوہر — یہ مرا کام ہی ایسا ہے کہ بجھے جاتے ہیں
بچے — جن ہی سے عمر ہی لوٹ کے اس کا کیا
دوست — چار گھر کا یہ جھگڑا آخری حماقت ہے۔

زلزلہ

ایک بہت موٹی عورت پلنگ پر سو رہی تھی کہ اچانک زلزلہ آگیا۔ جس کی وجہ سے موٹی عورت پلنگ سے نیچے گر گئی۔ قریب ہی اس کا شوہر بھی سو رہا تھا اس کی بھی آنکھ کھل گئی، وہ فوراً بولا۔

بیگم زلزلہ آنے سے تم گری ہو یا تمہارے گرنے سے زلزلہ آیا ہے۔

ایک جیسی زندگی

ایک نئی نویلی دلہن سے پوچھا گیا۔ شادی کے بعد آپ نے کوئی خاص فرق اپنی زندگی میں محسوس کیا۔

نئی نویلی دلہن نے کہا۔ بالکل نہیں۔ پہلے مجھے آدھی رات تک یہ انتظار کرنا پڑتا تھا کہ سہیلی اپنے گھر چلی جائے اور اب آدھی رات تک یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ سہیلی اپنے گھر چلی جائے۔

احتیاط

ایک شخص کی ساس کسی دوسرے شہر میں مر گئیں۔ اس کے مذہب کا آس پاس کے لوگوں کو پتہ نہ تھا۔ اس شخص کو تار ملا کہ آپ کی ساس چل بسیں انہیں تابوت میں رکھ کر دفن کریں، یا پانی میں بہا دیں یا جلا دیں، وہ شخص نے فوراً جوابی تار بھیجا۔ خطرہ ہرگز ہرگز مول نہ لیں۔ میرے خیال میں تینوں طریقوں پر عمل کریں۔

غلط اندازہ

شرابی کی بیوی نے ایک بار شراب کے گلاس میں سے ایک گھونٹ بھرا اور فوراً تھوک کر کہنے لگی، توبہ توبہ تم کیسی گندی اور تلخ چیز پیتے ہو، اسے پی کر تو جی متلانے لگتا ہے۔

شوہر نے کہا۔ اور اس پر بھی تم یہ سمجھتی ہو کہ میں مزے کرتا ہوں۔

مثالی شوہر

دو خواتین چڑیا گھر دیکھنے گئیں، جب شتر مرغ کے پنجرے کے پاس پہنچیں تو چڑیا گھر کے گائیڈ نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

یہ شتر مرغ ہے، یہ بڑا سیدھا سادا جانور ہے۔ اسے دور کا دکھائی نہیں دیتا۔ اور یہ سننے کی بھی از خود کوشش نہیں کرتا، یہ تقریباً ہر چیز کھا لیتا ہے اور آسانی ہضم بھی کر لیتا ہے، یہ کسی بات پر ناراض نہیں ہوتا۔

یہ سن کر ایک خاتون نے چپکے سے دوسری خاتون سے کہا، یہ تو مثالی شوہر معلوم ہوتا ہے۔

اس تکلف کی کیا ضرورت ہے

ایک ڈاکٹر صاحب دوسرے گاؤں میں کسی مریض کو دیکھنے جا رہے تھے، راستہ خطرناک تھا۔ اس لیے ایک بندوق بھی ان کے کاندھے پر لٹکی ہوئی تھی ایک شخص نے انہیں جاتے دیکھ کر پوچھا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا، قریبی گاؤں میں ایک مریض کو دیکھنے جا رہا ہوں، اس شخص نے کہا مریض کیلئے آپ کی دوا ہی کافی ہوگی۔ بندوق کی کیا ضرورت ہے۔

مسکراہٹ

مسکراہٹ وہ تجارت ہے جس میں کوئی سرمایہ نہیں لگتا جس میں نفع ہی نفع ہے لینے والوں کے لئے بھی اور دینے والوں کیلئے بھی، مسکراہٹ وقت نہیں لیتی لیکن اس کی یاد سالہا سال تک رہتی ہے۔

مسکراہٹ۔ تھکے ہوئے انسان کیلئے طاقت ہے، بہت آزردہ لوگوں کیلئے امید کی کرن ہے اور مصیبت زدہ کیلئے راحت کا پیغام ہے۔

مسکراہٹ وہ نعمت ہے جو خریدی نہیں جا سکتی۔ چوری نہیں ہو سکتی، قرض پر اٹھائی نہیں جا سکتی خیرات میں مانگی نہیں جا سکتی۔ اس کا لطف رکھنے میں نہیں ہے۔ بانٹنے میں ہے۔ ہنسی بلاشبہ ہوائی طاقت ہے اور آنسو آبی طاقت کے مترادف ہیں۔ اور بلاشبہ آبی طاقت کے مقابلے میں ہوائی طاقت زیادہ زور دار ہوتی ہے۔ پانی کا رخ ہوا ہی متعین کرتی ہے۔ مسکراہٹ کی سب سے زیادہ ضرورت اسی کو ہے جس کا چہرہ تلخ اور ترش ہے۔ مسکراؤ روح کو سکون ملے گا۔

مسکراہٹ عطا کرتے رہو تمہاری جیب خالی نہ ہوگی۔

غم

غم عقل کی زکوٰۃ ہے۔ انسان پر جتنے غم آتے ہیں اتنی ہی اس کی عقل میں نکھار آتا ہے۔ خوشیاں ذہن کی وسعت کو سکیڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ جبکہ غم عقل و فہم کے نئے دریچے کھول دیتا ہے۔ لہٰذا غم پیش آجانے پر اظہار شکر کرو کہ موسم عقل کے نکھار کا آیا ہے۔

ایک اچھی بات

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو چیونٹی سے سبق لو جو بار بار گر کر بھی ہمت نہیں ہارتی اور اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

طریقہ ۲۲

ملازمت کے حصول، روزگار کی فراہمی اور دولت مندی کیلئے یہ عمل کریں۔ کہ مٹی کے چار چراغ لیکر اس پر ماہِ محرم کی ۲، تاریخ سے ۴ تاریخ تک بشرطیکہ قمر عقرب میں نہ ہو مندرجہ ذیل نقش کالی روشنائی سے لکھیں اور اس کے چاروں طرف عزیمت بھی تحریر کریں۔ ہر روز اس نقش کے ۴ فلیتے بنا کر چاروں چراغوں میں روشن کریں۔ چراغ اصلی گھی میں جلائیں اور اس میں تھوڑا سا خالص شہد بھی ملا لیں۔ چراغوں کو اپنے چاروں سمتوں میں رکھ کر اس عزیمت کو جو نقش کے چاروں طرف لکھی ہوئی ہے۔ ۱۴۵۰ مرتبہ پڑھیں۔ اس کے بعد اسمائے موکلات ۱۱۹۲ مرتبہ پڑھیں۔ دورانِ عمل اگربتی یا لوبان جلائیں۔ اس طرح لگاتار چالیس دن تک اس عمل کو جاری رکھیں۔ انشاء اللہ تصور اور توقع سے کہیں زیادہ آمدنی والی ملازمت ملے گی یا روزگار کا ایسا بندوبست ہوگا کہ عقلیں حیران رہ جائیں گی۔ اور مال و دولت کی حد سے زیادہ فراوانی ہوگی۔ چلہ پورا ہونے کے بعد ہر ماہ چاند کی ۲۰، ۲۱ اور ۲۲ تاریخوں میں اگر یہ عمل جاری رکھیں تو مالداری کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے اور انشاء اللہ مال و زر کی کبھی پریشانی نہیں ہوگی۔
نقش یہ ہے۔

اجب یا مقصد ائیل بحق یا غنی

۳۰۱	۲۹۸	۲۹۱	۳۰۴
۲۹۳	۳۰۳	۳۰۲	۲۹۷
۳۰۶	۲۹۳	۲۹۶	۲۹۹
۲۹۵	۳۰۰	۳۰۵	۲۹۴

اسمائے موکلات یہ ہیں ـــــ یا کلکائیلُ یا خیوشُ بحق یا علزدائیلُ اجیودُ ھائی یا عزیزُ یا ملیکُ۔

طریقہ ۲۳

بحوالہ روحانی دنیا کراچی حضرت کاش البرنی کی یہ عبارت منقول ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنیؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خداوند عالم نے اپنے کلام میں جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی ان ہی کے پاس زمینوں اور آسمانوں کی کنجیاں ہیں۔ تو وہ کنجیاں کیا ہیں۔ اور کیا وہ کسی کو مل سکتی ہیں۔؟

آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ کنجیاں مجھے معلوم ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے اثرات بیان فرمائے۔ کتب احادیث میں ان آیات کے بیشمار اوصاف و اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ یہ آیات غربت و وطن سے واپس آنے، تمام دل کی مرادات کو پورا کرنے، دشمن کی سازشوں سے بچنے، امراضِ جسمانی سے نجات حاصل کرنے، قرض سے چھٹکارا پانے، رنج و غم سے خلاصی حاصل کرنے، بے روزگاری کی دلدل سے باہر نکلنے ملازمت اور غنا کے حصول اور قید و بند سے آزادی کیلئے نافع اور مفید ہیں۔ جو ان آیات کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد روزانہ ان آیات کو ۱۰۰ مرتبہ تلاوت کرے گا۔ خدا کے مقرر کردہ فرشتے اس کی اور اس کے ہر ہر کام کی محافظت کریں گے اور ان کا ورد کرنے والا دنیا کے کسی بڑے غم میں مبتلا نہیں ہوگا۔ از راہِ تقدیر جو اس پر مصیبت آئے گی وہ بھی ٹل جائے گی۔ یا اس کا احساس برائے نام ہوگا۔ ان آیات کا ورد رکھنے والا اگر بے روزگار ہوگا تو برسرِ روزگار ہو جائے گا۔ اور اگر غریب ہوگا تو مالدار ہو جائے گا۔ اگر وہ برسرِ روزگار ہوگا تو اس کے روزگار میں خوب خیر و برکت ہوگی۔ ملازم ہوگا تو

تنخواہ میں اضافہ ہوگا۔ تاجر ہوگا تو اس کی تجارت کو فروغ ہوگا۔

وہ آیات یہ ہیں ـــــ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ـــ وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ـــ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ـــ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ـــ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ـــ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔

اگر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد ان آیات کو صرف ایک رات چھ سو مرتبہ پڑھنے کے بعد کوئی دعا کرے گا تو وہ فوراً قبول ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد روزانہ ساٹھ مرتبہ پڑھنا انسان کو سعید اور نیک بخت بناتا ہے۔ اور دین و دنیا کی ترقیاں نصیب ہوتی ہیں۔

راقم الحروف نے ان آیات کا ایک نقش بھی تیار کیا ہے۔ جسے مختلف امور میں بالخصوص ملازمت، شادی اور حصولِ غنا وغیرہ جیسے امور میں بہت مؤثر اور مفید پایا گیا ـــــ اس نقش کو اگر نوچندی اتوار کو ساعتِ شمس میں لکھیں۔ گلاب و زعفران سے لکھیں۔ نئے قلم سے لکھیں۔ اور پھر اس قلم سے کچھ نہ لکھیں۔ اسے کسی ہرے بھرے درخت کی جڑ میں دبا دیں تو اور بھی افضل ہے۔ ورنہ کسی بھی اتوار کو عروج ماہ میں باقی دوسری شرائط کے ساتھ جو اوپر بیان کی ہیں لکھ لیں اور سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے دائیں بازو پر باندھ لیں۔ ان شاء اللہ بے روزگاری دور ہوگی۔ غربت دور ہوگی۔ بیاہ شادی کی تمنا پوری ہوگی۔ قرض کی لعنت سے نجات ملے گی قید سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ اور دل کی مرادیں پوری ہونے کے اسباب پیدا ہوں گے۔

ان آیات کے مجموعی اعداد ۱۵۴۳ ہیں۔ اور ان کا نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۸۵	۳۸۸	۳۹۱	۳۷۷
۳۹۰	۳۷۸	۳۸۳	۳۸۹
۳۷۹	۳۹۳	۳۸۶	۳۸۳
۳۸۷	۳۸۲	۳۸۰	۳۹۲

اس نقش پر اگر ۷ مرتبہ مذکورہ چھ آیات پڑھ کر دم کر دی جائیں تو اس نقش کی افادیت و تاثیر میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان آیات کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ ۱۵۴۳ مرتبہ ۱۲۰ روز تک انہیں بہ نیت زکوٰۃ عشاء کی نماز کے بعد پڑھا جائے ـــــ اور دورانِ تلاوت پہلے دن سے آخری دن تک ایک ہی لباس رہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ لباس دورانِ تلاوت پہن کر پھر اتار کر رکھ دیا جائے۔ اور ۱۲۰ دن پورے ہونے پر یہ لباس کسی کو صدقہ کر دیا جائے۔

طریقہ ۲۴ یہ عمل بھی بے روزگاروں، مقروضوں، ضرورت مندوں، قیدیوں، غریبوں اور ناحق مقدموں میں پھنسے ہوئے لوگوں کیلئے ہیں۔ ان کیلئے یہ عمل تیر بہدف ہے۔ جو لوگ سفارش کرانے کے باوجود اور بھاگ دوڑ کے باوجود ملازمتوں کے حصول میں ناکام رہے ہوں۔ وہ اس عمل کو اختیار کر کے دیکھیں کس طرح کامیابی ملتی ہیں ـــــ نوچندی اتوار گزار کر جو رات آئے گی۔ اس رات کو یہ عمل کرنا ہے۔ تین بجے رات کو اٹھیں اور غسل کریں۔ اگر اندیشہ ہو کہ آنکھیں نہیں کھلیں گی تو پھر ۱۲ بجے کے بعد غسل کریں۔ اور احرام باندھیں۔ دو رکعت نماز بہ نیت قضائے حاجت پڑھیں۔ اس کے بعد ۱۴ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد ۷۰ مرتبہ ک، ہا، یا، عین، صاد۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ حا، میم، عین، سین۔ قاف حمایتنا پڑھیں اس کے بعد پھر ۱۴ مرتبہ درود شریف۔ نماز اور درود کے علاوہ یہ اہتمام کریں کہ زبان کو تالو سے چپکائے رکھیں۔ اسی طرح چھ رکعت نماز ادا کریں اور تین مرتبہ یہ عمل پڑھیں۔ اگر بے اختیار زبان تالو سے الگ ہو جائے یا از راہِ بھول الگ ہو جائے تو عمل میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ لیکن جیسے ہی احساس ہو جائے کہ زبان تالو سے الگ ہے۔ فوراً پھر زبان کو تالو سے لگا لیں۔ عمل سے فراغت کے بعد صبح تک درود شریف پڑھتے رہیں اور اپنے مقصد کو ذہن میں رکھیں۔ اسی طرح چودہ روز تک لگاتار یہ عمل کریں۔ ۱۴ دن کے بعد عمل چھوڑ دیں۔ اس دوران یا تو مقصد پورا ہو جائے گا۔ یہ پورا ہونے کے اسباب بن جائیں گے۔ یا پھر مقصد سے بہتر کوئی صورت سامنے آئے گی جو زیادہ سکون بخش اور نفع رساں ہوگی۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ عمل کی محنت رائیگاں جائے۔ اگر اس عمل کے ذریعہ بادشاہت بھی طلب کی جائے گی تو ان شاء اللہ عطا ہوگی۔

اکابرین نے اس عمل کو بے شمار مرتبہ اختیار کیا ہے اور بھرپور کامیابی انہیں منجانب اللہ عطا ہوئی ہیں۔ قدر دانوں کے لئے منقل کر دیا گیا ہے ورنہ یہ عمل راز میں رکھنے کی دولت ہے۔

طریقہ ۲۵ دستِ غیب کے ہم کئی اچھے عمل پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں۔ ایک عمل پھر یاد آ گیا ہے۔ یہ عمل ملازمت کی تلاش میں بھی کارگر ثابت ہوتا ہے اور دستِ غیب میں بھی۔ لیکن اس عمل میں پرہیز اور احتیاط حد سے زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ عامل کو زبردست نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جب سورج برجِ ثور، یا برجِ اسد میں ہو تو رات کو ٹھیک آٹھ بجے باوضو ہو کر بستر پر اس طرح لیٹ جائیں کہ چاند بالکل نظروں کے سامنے رہے ـــــ چاند کو نظریں جما کر دیکھتے رہیں۔ اور کوشش کریں کہ پلک کم سے کم جھپکے اسی طرح کم سے کم ایک گھنٹے تک چاند کو دیکھتے رہیں۔ اور یہ وظیفہ پڑھتے رہیں۔

يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ اَنْتَ فِىْ ذَاتِ لَهُوًا۔

آٹھویں شب کو بھی یہی عمل کریں۔ لیکن اس رات وقت کی قید نہیں ہے۔ خواہ آٹھ بجے شروع کریں خواہ نو بجے۔ لیکن تنہائی اور مکمل سکون شرط ہے۔ چاند کی ۱۴ تاریخ تک یہی عمل کرنا ہے۔ اس کے بعد اس عمل کو ترک کر دیں۔ اور پھر سورج کے طلوع ہوتے اور غروب ہونے کے وقت نصف گھنٹے تک سورج کی طرف نظریں جما کر یہ وظیفہ بلا تعداد پڑھتے رہیں۔ دوسرے مہینے جب چاند کی ساتویں تاریخ ہو تو سورج کو دیکھنا ترک کر دے اور پھر چاند سے نظریں لڑا کر ایک گھنٹے تک یہ وظیفہ پڑھے۔ اس کے بعد اس مہینے بھی پہلے مہینے کے مطابق عمل جاری رکھے۔ تیسرے مہینے اس عمل کی تکمیل کے بعد ایک نورانی پیکر آسمان سے اُترے گا۔ اس سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ سلام و جواب کے بعد اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں اور اس سے یا تو مطلوبہ ملازمت کا تذکرہ کریں۔ یا کچھ نقد رقم طلب کریں۔ اگر اس نے ملازمت کا وعدہ کر لیا تو مطلوبہ ملازمت کیلئے عجیب و غریب طریقے سے راہیں بنیں گی۔ اور اگر اس نے نقد رقم کا وعدہ کر لیا تو تکیہ کے نیچے سے روزانہ رقم ملے گی۔

عمل کے دوران ہر قسم کے گوشت سے پرہیز رکھیں۔ لہسن وغیرہ استعمال نہ کریں۔ یہ عمل کرنے سے ایک ہفتے قبل ہلکی پھلکی غذائیں لیں۔ عمل کے دوران نماز باجماعت ادا کریں۔ تین ماہ تک جھوٹ اور غیبت سے پرہیز رکھیں اور لوگوں سے گفتگو اور میل جول حسب ضرورت رکھیں۔ تنہائی میں درود شریف بکثرت پڑھتے رہیں اور پھر کرشمۂ قدرت دیکھیں۔ کس طرح انہونی ہوتی ہے۔

طریقہ ۲۶ اگر کوشش کے باوجود ملازمت نہ مل رہی ہو تو عروجِ ماہ میں ہفتے کے دن روزہ رکھیں اور بالکل خالی مکان میں رات کو آسمان کے نیچے ننگے پاؤں اور ننگے سر کھڑے ہو کر ایک ہزار مرتبہ "یا وَہَّابُ" پڑھیں ـــــ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ سات دن تک لگاتار یہ عمل کریں۔ ان شاء اللہ ملازمت مل جائے گی۔

طریقہ ۲۷ یہ عمل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں سے منقول ہے اور اس کی برکت سے اکثر پریشان حال لوگوں کی پریشانی اور

افلاس دور ہوگیا ہے۔

عمل یہ ہے ــــ عشاء کی نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ درود شریف پھر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پھر تین سو مرتبہ یَا کَافِیُ یَا غَنِیُّ یَا رَزَّاقُ یَا فَتَّاحُ پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر عمل ختم کریں۔ لگاتار ۷ دن تک یہ عمل کریں۔ انشاء اللہ اسی مدت میں روزگار مل جائے گا۔

طریقہ ۲۸ نوچندی جمعرات کو چنبیلی کے تین پھول نمازِ عصر کے بعد درخت سے توڑے اور ہر پھول پر وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ سات سو تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور پھر کسی پرانی قبر میں انہیں دفن کردیں۔ ۲۱ دن تک لگاتار یہ عمل کرتے رہیں۔ انشاء اللہ اس عرصے میں ملازمت لگ جائیگی۔

طریقہ ۲۹ ساعتِ مشتری میں عروجِ ماہ کی کسی بھی جمعرات کو مندرجہ ذیل نقش لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھیں۔ انشاء اللہ بے روزگاری دور ہوگی۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

إِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	يُضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ	وَاللّٰهُ شَكُورٌ عَلِيمٌ	عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
۶۸۷	۲۱۶۳	۲۸۳۳	۲۳۳۱
۲۱۶۲	۶۸۳	۲۳۳۳	۲۸۳۵
۲۳۳۲	۲۸۳۶	۲۱۶۱	۶۸۵

طریقہ ۳۰ حضرت کاشف البرنیؒ نے عاملِ کامل میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت سہیل ابن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں رزق کی تنگی اور بے روزگاری میں مبتلا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا بھی فرمادیں اور میری رہنمائی بھی کردیں۔ آپؐ نے ایک آسان عمل اس کیلئے تجویز فرمایا کہ تم جب بھی اپنے گھر میں داخل ہو۔ کوئی وہاں موجود ہو یا نہ ہو کہو السلام علیکم اس کے بعد کہو السلام علیک یارسول اللہ اس کے بعد سورۂ اخلاص ایک بار پڑھو۔ اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری بے روزگاری اور مفلسی کو دور کردے گا۔ حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر کچھ دن عمل کیا تو روزی کے دروازے ہر طرف سے کھلتے چلے گئے اور کچھ ہی دنوں کے بعد میں اتنا مالدار ہوگیا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کرنے لگا۔

بلاشبہ یہ عمل بہت آسان ہے۔ اس عمل کو پڑھتے وقت یہ یقین رکھنا ضروری نہیں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ شرعًا درست نہیں ہے۔ البتہ اس عمل کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا احترام کرتے ہوئے پورے یقین و ایمان کے ساتھ پڑھا جائے اور یقین رکھیں کہ اگر اس عمل کو کسی بھی شخص نے احترامًا انجام دیا تو مایوسی کا سامنا نہیں ہوگا۔ اور مصیبتیں راحتوں سے بدل جائیں گی۔ انشاء اللہ

طریقہ ۳۱ یہ عمل روزگار، فتوحات، ملازمت اور دستِ غیب کیلئے زبردست عمل ہے۔ جو شخص اس عمل کو انجام دینا چاہے تو وہ اس عمل کو شروع کرنے سے ایک ماہ پہلے تمام ممنوعاتِ شرعیہ سے بچنے کا عہد کرے۔ نماز بروقت ادا کرے اور جھوٹ

اور حرام روزی سے خود کو بچائے۔ سفید لباس کے سوا کوئی لباس اس زمانے میں نہ پہنے۔ اور عمل کے دوران سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے۔ نوچندی جمعرات کو روزہ رکھے۔ کشمش سے روزہ افطار کرے اور دو رکعت بعد نمازِ عشاء بہ نیت قضائے حاجت ادا کرے۔ اور اس کے بعد یہ دعا دس ہزار مرتبہ پڑھے۔ اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔

دعا یہ ہے ــــ يَا لَطِيفُ يَا خَفِيَّ الْأَلْطَافِ أَدْرِكْنِي بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ الَّذِي مَنْ لَطُفْتَ بِهِ كُفِيَ۔

مؤکل انشاء اللہ اس عمل کے دوران حاضر ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی۔ اس کا لباس سفید ہوگا۔ اور وہ عامل سے کہے گا کہ تیری حاجت کیا ہے؟ اور اس سے خوف نہ کرے۔ وہ عامل کو نقدی دے گا۔ اور ملازمت کی بات اگر کسی جگہ چل رہی ہوگی تو وہاں اعانت کرے گا۔ اور دوستی کا عہد کرے گا اور ایک سیاہ رنگ کا پتھر دے گا۔ اور اس کے بعد جب بھی اس مؤکل کو بلانا ہو۔ تو آگ میں اس پتھر کو ڈالیں۔ انشاء اللہ فورًا مؤکل حاضر ہوگا۔ اور جو کام بتاؤ گے فورًا کرے گا۔

مؤکل کو رخصت کرتے وقت یہ دعا کرنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي تَبَرَّأْتُ مِنْ حَوْلِي وَقُوَّتِي وَالْتَجَأْتُ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ فَأَدِّ فِي عَجَائِبِ صُنْعِ لُطْفِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

طریقہ ۳۲ علم جفر کا ایک نادر عمل پیش کیا جارہا ہے۔ جو دولتِ بیش بہا سے کسی درجہ کم نہیں ہے۔ یہ عمل اوجِ شمس میں ہوتا ہے۔ اور اوجِ شمس اس وقت ہوتا ہے جب شمس برج سرطان میں درجۂ بیس پر فائز ہو۔ جو لوگ ترقی کے حقدار ہیں۔ لیکن برابر ان کی حق تلفی ہورہی ہے، کوئی شخص ملازمت کیلئے کوشاں ہے لیکن اس کو ملازمت نہیں مل رہی ہے۔ کوئی شخص ضرورت مند ہے اور ملازم بھی ہے۔ لیکن تنخواہ میں اضافہ نہیں ہو پارہا ہے، یا کسی شخص کو بے وجہ معزول کردیا گیا ہو۔ وغیرہ ــــ بہرحال اوجِ شمس میں ایک سونے کی لوح تیار کی جائے یا پھر چاندی کی لوح تیار کرکے اور اس پر نقش کندہ کرکے سونے کا پانی اس لوح پر چڑھوا لیا جائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر سفید رنگ کے کاغذ پر گلاب و زعفران سے نقش لکھ کر اس پر سونے کا ورق رکھ کر تعویذ بند کیا جائے۔

طریقہ یہ ہے کہ اپنا نام مع والدہ اور مطلب جو بھی ہے وہ ایک سطر میں لکھیں۔ دوسری سطر میں سَلٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ لکھیں۔ دونوں سطریں بسطِ حرفی کے ساتھ ساتھ الگ الگ حروف میں لکھیں پھر دونوں سطروں کو امتزاج دیکر ایک سطر تیار کرلیں۔ جب زمام نکلے تو اس میں سے حروف نورانی الگ کرلیں اور حروف ظلمانی الگ کرلیں۔

لوح یا نقش کے ایک طرف تمام حروف نورانی کے اعداد نکال کر ایک مربع میں پُر کریں۔ اور اس مربع کے اردگرد وہ کلمات لکھے جائیں جو حروفِ نورانی والی سطر میں اپنا نام اور مقصد ملا کر امتزاج دیکر حاصل کئے گئے تھے۔ یعنی ایک سطر حروف نورانی لکھ کر دوسری سطر میں اپنا نام اور مطلوب یا مقصد لکھ کر ان کے امتزاج کے چار حرفی کلمات بنا کر لوح یا نقش کے اردگرد لکھیں۔ اگر بعد میں چار حرف سے کم باقی رہیں تو آخر میں ان ہی کا کلمہ بنالیں۔ اس طرح یا نقش کی پشت پر ایک اور مربع نقش لکھیں۔ یہ نقش آیتِ کریمہ اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ کا ہے۔

۷۸۶

۳۱۴	۳۲۸	۳۲۳	۳۲۱
۳۲۵	۳۲۰	۳۱۵	۳۲۷
۳۱۹	۳۲۲	۳۳۰	۳۱۶
۳۲۹	۳۱۷	۳۱۸	۳۲۳

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

اس نقش کے نیچے دو اسم مؤکل کے تحریر کر دیں۔ یاکیفول یا علیقول

اس کے بعد متعلقہ افسر کا نام مع عہدہ ایک سطر میں الگ الگ حروف میں لکھ لیں اور دوسری سطر میں وہ تمام حروف ظلمانی جو تکسیر سے نکلے ہیں۔ وہ لکھے جائیں۔ دونوں کو امتزاج دیکر ان کے تین حرفی یا پانچ حرفی کلمات بنالئے جائیں۔ آخیر بقیہ حروف کا کلمہ بنالیں۔ خواہ وہ کتنے بھی ہوں۔

تکسیر سے جس قدر بھی حروفِ ظلمانی نکلے ہوں۔ ان کے اعداد نکال کر ایک مثلث نقش خاکی چال سے پُر کریں۔ اور اس کے اردگرد ان کلمات کو فٹ کر دیں۔ یہ لوح سیسے پر تیار کریں۔ اس کی پشت پر اپنا مطلب لکھیں۔ وہی جو تکسیر والی سطر میں لکھا گیا تھا۔

اب یہ عمل مکمل ہوگیا۔ لوح نورانی یا نقش نورانی کو چاندی کی ڈبیا میں کرا کے اپنی جیب میں رکھا جائے یا سیدھے بازو پر باندھا جائے اور جس دن بھی آپ کی فائل پر کسی میٹنگ میں غور و فکر ہونے والا ہو۔ یا آپ اپنی درخواست کسی افسر کو دینے والے ہوں۔ یا متعلقہ افسر سے ملاقات کرنے والے ہوں تو لوح نورانی یا نقش کو آگ کے نزدیک دفن کرو۔ یا کسی بھی طرح اسے آنچ پہنچاؤ۔ جب تک ملازمت کی وجہ سے گھر سے باہر رہو اور جب گھر واپس آؤ تو پھر اس کو سیدھے بازو پر باندھ لو۔

اور لوحِ ظلمانی کو دفتر میں یا اپنی کسی فائل میں کسی طرح چسپاں کر دو۔ یا کسی الماری میں فائلوں کے نیچے دبا دو اور یہ سب ممکن نہ ہو تو پھر اس کو اپنے ہی گھر میں کسی جگہ دبا دو۔ جب کام بن جائے تو دونوں لوحیں یا نقش جنگل میں جا کر قبرستان کے علاوہ کسی ایک ہی جگہ دبا دی جائیں۔ اس عمل کے ذریعہ اس طرح کام بنتا ہے اور اسبابِ کار اس طرح بنتے چلے جاتے ہیں کہ خود عامل حیران ہو جاتا ہے اور علم جفر کی طاقت کا قائل ہو جاتا ہے بشکر ادا کرنا چاہیئے اُس ربُّ العٰلمین کا جس نے اپنے بندوں کو ایسے ایسے جوہر اور کرشمے عطا کئے ہیں۔

اس عمل کو ایک مثال کے ذریعہ بھی سمجھ لیں۔ تاکہ جو بات سمجھ میں نہ آتی ہو تو مثال سے سمجھ میں آجائے۔

مثلاً یوں سمجھئے کہ طالب اختر ہے اور مقصد ہے ملازمت۔ محکمہ ہے۔ ک چ ہ ری۔ انہیں الگ الگ حروف میں لکھا اور دوسری سطر میں آیت مذکورہ الگ الگ حروف میں لکھی پھر انہیں باہم امتزاج دیا ـــــ اس کی مثال یہ ہے۔

اخ ت د م ل از م ت ک چ ہ ر ی ـــــ س ل ام ق ل ام ن د ب ال ر ح ی م۔

امتزاج ـــ س ال خ ات م د م م ق ل اا م ز ن م ر ت ب ک اچ ل ہ ر ر ح ی م

اب اس کی تکسیر کر کے زمام نکال لیں اور تکسیر کے بعد آخری سطر کو چھوڑ کر حروف ظلمانی اور حروف نورانی الگ الگ دو سطروں میں کرلیں۔

حروف نورانی یہ ہیں۔ ا ح۔ ر۔ س۔ ص۔ ط۔ ع۔ ک۔ ق۔ ل۔ م۔ ن۔ ہ۔ ی

حروف ظلمانی یہ ہیں۔ ب۔ ت۔ ج۔ ح۔ خ۔ د۔ ذ۔ ز۔ ش۔ ض۔ ظ۔ غ۔ ف۔ و

م	ی	ح	ر	ر	ہ	ل	چ	ا	ک	ب	ت	ر	م	ن	ز	م	ا	ا	ل	ق	م	م	ز	م	ت	ا	خ	ل	ا	س
خ	م	ن	ا	م	ا	ر	ل	ت	ق	ب	م	ک	م	ا	د	چ	م	ل	ت	ہ	ا	ر	خ	د	ل	ح	ا	ی	س	م
ر	چ	ا	م	م	ل	ک	ت	م	ہ	ب	ا	ق	ر	ت	خ	ل	ر	ر	ل	ا	ح	م	ا	ا	ی	ن	س	م	م	ذ
خ	ل	ت	ر	ر	ر	ق	ل	ا	ا	ب	ح	ہ	م	م	ا	ت	ا	ک	ا	ل	ق	م	س	م	م	ا	م	چ	ز	ر
ا	ت	م	ا	م	ک	ہ	ا	ح	ل	ب	ن	ا	م	م	س	ل	م	ق	م	ر	ا	ر	م	ر	چ	ت	ن	ل	ر	خ
س	ل	ا	م	م	ق	ا	م	ن	ر	ب	ا	ل	ر	ح	م	ا	ر	ہ	چ	ک	ت	م	ز	ا	ل	م	ر	ت	خ	ا
م	ی	ح	ر	ر	ہ	ل	چ	ا	ک	ب	ت	ر	م	ن	ر	م	ا	ا	ل	ق	م	م	ر	م	ت	ا	خ	ل	ا	س

تکسیر کی آخری سطر کو چھوڑ کر تمام حروف نورانی اور حروف ظلماتی الگ الگ کیئے۔

حروف نورانی س۔ا۔ل۔ا۔م۔ر۔م۔م۔ق۔ل۔ا۔ا۔م۔ن۔م۔ر۔ک۔ا۔ل۔ہ۔ہ۔ر۔ر۔ح۔ی۔م۔م۔س۔ی۔ا۔ ح۔ل۔ر۔ا۔ہ۔ل۔م۔ر۔ا۔م۔ک۔م۔ق۔ل۔ر۔ا۔م۔ا۔ن۔م۔م۔س۔ن۔ی۔لا۔م۔ح۔ا۔ل۔ر۔ر۔ل۔ر۔ق۔ا۔ ب۔ہ۔م۔ت۔ک۔ل۔م۔م۔ا۔ر۔ر۔م۔ر۔م۔م۔س۔م۔ن۔ل۔ا۔ک۔ا۔ت۔ا۔م۔م۔ہ۔ح۔ب۔ا۔ا۔ل۔ق۔ر۔ر۔ ر۔ت۔ل۔ر۔ل۔ر۔م۔ر۔ا۔ر۔م۔ق۔م۔ل۔س۔ا۔م۔ان۔ب۔ل۔ح۔ا۔ہ۔ک۔م۔ا۔م۔ت۔ا۔ا۔ر۔م۔ل۔ا۔ م۔ت۔ک۔ہ۔ر۔ا۔م۔ح۔ر۔ل۔ا۔ب۔ر۔ن۔م۔ق۔م۔ا۔ل۔س۔س۔ا۔ل۔ا۔م۔ر۔م۔ق۔ل۔ا۔ا۔م۔ن۔م۔ن۔ م۔ر۔ب۔ک۔ا۔ل۔ہ۔ر۔ر۔ح۔ی۔م ـــــــ اعداد ۸۳۴۰

حروفِ ظلماتی۔ خ۔ ت۔ ز۔ ت۔ ب۔ چ۔ خ۔ ت۔ چ۔ ب۔ ت۔ ز۔ ز۔ خ۔ ت۔ چ۔ ز۔ خ۔ خ۔ ز۔ چ۔ خ۔ ت۔ ز۔ چ۔ خ۔ ت۔ ز۔ ت۔ چ ـــــ اعداد ۸۴۴۰

حروفِ نورانی کا مربع نقش اس طرح بنے گا ـــــ اور نقش میں کسر آرہی ہے۔ اس لئے پانچویں خانے میں اضافہ کرنا ہے۔ نقش یہ ہے۔

اختر ملازمت ۷۸۶

۲۰۶۹	۲۰۷۳	۲۰۷۶	۲۰۶۲
۲۰۷۵	۲۰۶۳	۲۰۶۸	۲۰۷۴
۲۰۶۴	۲۰۷۸	۲۰۷۱	۲۰۶۷
۲۰۷۲	۲۰۶۶	۲۰۶۵	۲۰۷۷

اختر ملازمت

اختر ملازمت

اختر ملازمت

اس نقش کے چاروں طرف نام اور مقصد تحریر کر دیں گے۔ جیسا اوپر نقش میں کیا گیا ہے۔
ظلماتی حروف کا نقش مثلث خاکی چال سے بھرا جائے گا۔
نقش یہ ہے۔

۷۸۶ کچہری نام افسر جو بھی ہو۔

۲۸۱۹	۲۸۲۴	۲۸۱۷
۲۸۱۸	۲۸۲۰	۲۸۲۲
۲۸۲۳	۲۸۱۶	۲۸۲۱

کچہری نام افسر جو بھی ہو

کچہری نام افسر جو بھی ہو

کچہری نام افسر جو بھی ہو

اس نقش کے اردگرد محکمہ اور افسر کا نام لکھ دیں ـــــــــ یا متعلقہ فرد اور متعلقہ دفتر وغیرہ کا نام کسی بھی زبان میں

اس عمل کو اوجِ شمس کے وقت ہی کرنا مؤثر ہوتا ہے۔ عمل باوضو کریں۔ اور مکمل تنہائی میں کریں۔ اور پھر دیکھیں کس طرح مددِ الٰہی ہوتی

یہ بات یاد رکھیں کہ اگر حروف نورانی یا حروف ظلمانی کے حکمات بنانا مشکل ہوں تو پھر مربع کی چاروں طرف طالب ہے ــــــــ اور مطلوب کا نام لکھ کر حروف نورانی لکھدیں۔ اور مثلث کے چاروں طرف متعلقہ محکمہ اور افسر کا نام (کہ جس کے ذریعہ ملازمت یا ترقی کا حصول ہوتا ہے) لکھ کر چاروں طرف حروف ظلمانی تحریر کردیں۔

یہ عمل اہم ترین امور میں اختیار کرکے راقم الحروف فائدہ اٹھا چکا ہے۔ آپ بھی اس کا فائدہ اٹھائیں اور اس عمل کے ایجاد کرنے والے اکابرین کو ایصالِ ثواب کریں۔

طریقہ ۳۳ حصولِ روزگار اور حصولِ ملازمت کیلئے چار نقش دیئے جارہے ہیں۔ ان کے استعمال سے روزگار اور ملازمت مل جاتی ہے۔ اور غیبی طور پر مدد ہوتی ہے۔ نقش ۱ کو لکھنے کے بعد اس پر آیتِ کریمہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا سو مرتبہ پڑھ کر دم کردیں۔ اور اس نقش کو کسی درخت پر لٹکادیں۔ نقش ۲ کو لکھنے کے بعد اس پر سو مرتبہ آیتِ کریمہ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھ کر دم کردیں اور اس نقش کو زمین میں دبادیں۔ نقش ۳ لکھنے کے بعد اس پر آیتِ کریمہ وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ سو مرتبہ پڑھ کر دم کردیں اور اس کو آٹے میں گولی بنا کر کسی دریا میں ڈال دیں۔ نقش ۴ پر آیتِ کریمہ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ سو مرتبہ پڑھ کر دم کردیں۔

نقوش یہ ہیں۔

نقش ۱ ۷۸۶

۳۰۰	۳۱۴	۳۱۱	۳۰۸
۳۱۲	۳۰۷	۳۰۱	۳۱۳
۳۰۶	۳۰۹	۳۱۶	۳۰۲
۳۱۵	۳۰۳	۳۰۵	۳۱۰

نقش ۲ ۷۸۶

۱۹۶	۲۱۰	۲۰۶	۲۰۳
۲۰۷	۲۰۲	۱۹۷	۲۰۹
۲۰۱	۲۰۳	۲۱۲	۱۹۸
۲۱۱	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۵

نقش ۳ ۷۸۶

۵۴۲	۵۵۶	۵۵۲	۵۴۹
۵۵۳	۵۴۸	۵۴۳	۵۵۵
۵۴۷	۵۵۰	۵۵۸	۵۴۴
۵۷	۵۴۵	۵۴۶	۵۵۱

نقش ۴ ۷۸۶

۳۱۴	۳۲۸	۳۲۴	۳۲۱
۳۲۵	۳۲۰	۳۱۵	۳۲۷
۳۱۹	۳۲۲	۳۳۰	۳۱۶
۳۲۹	۳۱۷	۳۱۸	۳۲۳

دستِ غیب اور حصولِ روزگار کے فارمولوں پر عمل کرنے والوں سے درخواست ہے کہ محنت اور مشقت سے حاصل کی گئی روزی کا مزا ہی کچھ اور ہے۔ فلہٰذا اضطراب کی حالت ہی میں ان فارمولوں پر عمل کی اجازت ہے۔ انہیں عام حالات میں تجربات میں نہ لائیں۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

انسانی مسائل کا روحانی حل

مستقل عنوان

روحانی ڈاک

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

ہر شخص خواہ وہ طلسماتی دنیا کا خریدار ہو یا نہ ہو۔ ایک وقت میں تین سوالات کرسکتا ہے۔ جوابات حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ ضرور ساتھ بھیجا جائے۔ اگر اسے کالم میں جگہ نہ مل سکی تو ڈاک سے جوابات دیدیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

مرض کی تشخیص کا مسئلہ

سوال از: محمد غفران شیلا ماسٹر ــــــــ جمشید

اس سے قبل بھی میں نے ایک خط میں لکھا تھا کہ مریض کی تشخیص کیلئے کوئی مجرب تشخیص طریقہ بتلائیں جس سے یہ پتہ چلے کہ آیا آسیب وغیرہ ہے یا سحر یا کوئی بیماری۔ میں نے آج آپ کا جنات نمبر رسالہ میں بھی پڑھا کہ تین طریقہ لکھے ہوئے ہیں۔

جیسا کہ کورے سکورے پر نقش کالی روشنائی سے لکھ کر دہکتی ہوئی آگ میں رکھیں ایک مریض جس کو ایک عرصہ سے تپ تھی اور کام کاج سے پریشان تھا۔ دم وغیرہ کرنے کیلئے اور تجربہ کرنے کی غرض سے میں نے سکورے پر نقش لکھ کر آگ میں تپایا۔ پورا لال ہونے کے بعد نکالا تو حروف بالکل غائب ہوگئے۔ لیکن جن آسیب ہونے کی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس کے بعد پھر میں نے اپنے اوپر ایک نیا سکورے کہ سات مرتبہ گردش دیکر تپایا تو پھر حروف غائب ہوگئے۔ بہرحال تجربہ میں یہ طریقہ ناکام ثابت ہوا۔

عملیات کی لائن کے الگ الگ جو بھی اعمال ہیں وہ میں ان سب کو جانچ پرکھ کر تجربہ کرکے ہی میں مطمئن رہوں گا۔ کسی ایک عمل میں جب تک مکمل فنکاری حاصل نہ ہوجائے اس وقت تک میدان میں آنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔

جواب جنات نمبر میں ہم نے متعدد طریقے مرض کی تشخیص کے نقل کئے تھے۔ اگر آپ کسی ایک طریقے میں ناکام رہے تو کسی دوسرے طریقے پر عمل کرکے دیکھئے حالانکہ جس طریقے میں آپ کو کئی بار ناکامی ہوئی ہے۔ وہ طریقہ عملیات کی لائن میں خاصا رائج ہے۔ اور راقم الحروف نے بھی بے شمار مرتبہ اس طریقے کا استعمال کیا ہے۔ ایک آدھ بار اس میں ناکامی مجھے بھی ہوئی ہے۔ لیکن بالعموم یہ طریقہ مرض کی تشخیص کے سلسلے میں صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ خدا ہی جانے کیا وجہ رہی ہوگی کہ آپ اسمیں ناکام رہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ دو مرتبہ آپ نے یہ عمل کیا۔ اور دونوں ہی مرتبہ سکورے پر سے حروف غائب ہوگئے۔ حروف کا غائب ہوجانا عمل کی ناکامی کی علامت نہیں ہے۔ بلکہ حروف کا غائب ہوجانا تو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مریض آسیبی اثرات کا شکار ہے۔ آپ علیحدگی کے اوپر سے سکورے کو گھمائے آگ میں ڈال کر دیکھیں اگر پھر بھی حروف غائب ہوجائیں تب آپ اسے عمل کی ناکامی پر محمول کریں۔ اور اگر خدانخواستہ اس طریقے میں آپ ناکام ہوجائیں تو دوسرے طریقے کو اپنائیں۔

روحانی طور پر مرض کی تشخیص کیلئے سب سے زیادہ مؤثر طریقہ سورۂ مزمل کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مریض کے قد کے برابر نیلے رنگ کے سات دھاگے ناپ کر ان پر سات مرتبہ سورۂ مزمل پڑھ کر دم کیا جائے پھر دوبارہ انہیں ناپا جائے اگر دھاگے جوں کے توں رہیں تو جسمانی بیماری پر قیاس کیا جائے۔ اگر دھاگے گھٹ جائیں تو سحر سمجھا جائے اگر بڑھ جائیں تو سمجھیں کہ مریض آسیبی اثرات کا شکار ہے۔

سورۂ مزمل کا یہ عمل بھی صحیح معنوں میں اس وقت کارگر ہوتا ہے جب چالیس روز تک زکوٰۃ کی نیت سے چالیس ہی مرتبہ روزانہ سورۂ مزمل کی تلاوت کیجائے۔

اور اگر عامل اس طرح کی محنت کیلئے تیار نہیں ہے تو پھر صرف علامات پر علاج کرنا چاہئے۔ جادو اور جن کے اثرات کی علامتیں متعین ہیں۔ مثلاً سوتے ہوئے ڈرنا، دردِ مختلف قسم کے دورے پڑنے کی عادت، سر چکرانے کی شکایت، پنڈلیوں میں درد وغیرہ آسیبی اثرات کی علامات ہیں۔ آنکھیں اگر بوجھل اور اداس ہوں تو نظر لگنے کی علامت ہے۔ اور اگر مریض کو گھر میں خون کے دھبے نظر آئے ہوں یا اس کے کپڑوں پر خون نظر آیا ہو، طبیعت میں گراوٹ ہو۔ اور طبیعت میں چڑچڑاپن پیدا ہوگیا ہو۔ گھر میں ناچاقی کی صورت پیدا ہوگئی ہو۔ کاروبار متاثر ہو وغیرہ تو یہ سب سحر اور جادو کی علامت ہیں۔ بالخصوص اگر مریض نماز اور دوسری عبادات سے تھکن محسوس کرتا ہے اور اس پر سستی اور نحوست چھائی ہو تو سمجھئے کہ سفلی اور گندے عمل سے متاثر ہے۔ وغیرہ یہ اور ان جیسی دیگر علامات مریض پر ظاہر نہ ہوں تو جسمانی بیماری پر محمول کریں۔ اور جسمانی امراض کا علاج کریں۔ یا حکیم و ڈاکٹر سے رجوع کرنے کا مشورہ دیں۔

جب اس دور کے ڈاکٹر اور حکیم آج کل صرف علامات ہی پر اکتفا کرکے علاج کررہے ہیں اور نباضی کی صفت تقریباً ختم ہوچکی ہے تو پھر روحانی علاج کے سلسلے میں نباضی کو فرض میں اور ناگزیر سمجھ لینا کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے بیشک پہلے زمانے کے وہ اطباء جو نبض پر انگلیاں رکھ کر یہ بتادیا کرتے تھے کہ مریض کس

ورنہ بیماری کا شکار ہے۔ اور یہ بیماری کیسے پیدا ہوئی ہے اپنے وقت کے مقبول ترین اطبا تھے لیکن اب تو زمانہ وہ ہے کہ طبیب مریض سے خود ہی پوچھتا ہے کہ اس نے کیا کیا پرہیز یاں کی ہیں، اور پھر مختلف علامات کی چھان بین کرنے کے بعد مرض کی تشخیص کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی اولتے بدلتے علاج سے مرض کی تشخیص کی جانکاری حاصل کرتا ہے۔ یہی سب کچھ اگر روحانی علاج میں بھی کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ جب تک مرض کی تشخیص میں مہارت اور دسترس حاصل نہ ہو جائے، اُس وقت تک علامات ہی پر روحانی علاج کرنے پر قناعت کریں۔ مریض کو متاثر کرنے کیلئے لمبے چوڑے دعوے اور اٹکل پچو باتیں کرنا شرعاً جائز نہیں۔

حرکاتِ عاملین کا گلہ

سوال از: (ایضاً)

عملیات کی لائن میں جہاں جہاں بھی عاملین حضرات کام کرتے ہیں۔ میں نے اچھی طرح سے مشاہدہ و تجربے کے طور پر خوب دیکھا ہے۔ قریب قریب تمام عاملین پر خدا کی لعنت و پھٹکار ہے اور ہر جگہ عاملین پر ذلت و رسوائی کا بول بالا دیکھا ہے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں میرے اندازے کے مطابق یہی زیادہ ہے کہ عاملین اکثر بغیر تشخیص و اندازے کے مریض کا علاج کرنا شروع کر دیتے ہیں یا حیلے بہانے کچھ مرض بتاتے چلے جاتے ہیں۔ اور جھوٹ بول کر کام کرتے ہیں یعنی دیگر ہی کام شروع کرتے ہیں۔ فریب دے کر روپیہ وصول کرتے ہیں۔ کام شروع کرتے ہی اگر فوری طور پر کامیابی مل جائے پر بھی جھوٹ اور فریب دے کر روپیہ وصول کرتے ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق ان تمام برائیوں کی وجہ سے ہی عاملین پر لوگوں کی ذلت و رسوائی چھائی ہوئی رہتی ہے۔

عاملین کو چاہئے کہ چاہے غیر مسلم ہی ہو۔ سچ بول میں کام کرنا چاہئے۔ یہ مرض سمجھ میں نہ آئے تو منع کر دینا چاہئے۔

جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ روحانی عملیات کی لائن کافی بدنام ہو گئی ہے۔ دراصل اس لائن میں اسّی فیصد وہ لوگ دندنا رہے ہیں جنہوں نے اس لائن کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے کیلئے اپنی زندگی کی ایک رات بھی قربان نہیں کی جو لوگ آسان املا لکھنے کے بھی اہل نہیں ہیں وہ خود کو "عامل کامل" باور کرا رہے ہیں۔ ان جاہل عاملین نے ایک مقدس فن کو زبردست صدمہ پہنچایا ہے۔ ہمارے خیال میں ایسے لوگوں کو عامل سمجھنا اور عامل کہنا بھی عملیات کی کھلی توہین ہے۔

اکابرین کی رائے میں نمازی ہوتے نہیں گھبراتا۔ البتہ چور نمازی کی صورت اختیار کرکے مسجد میں آ سکتا ہے۔ اسی طرح عامل کبھی دھوکے باز نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے کہ کوئی دھوکے باز عامل کی وضع قطع اختیار کرکے روحانیت کا مقدس لباس اختیار کرلے اور خدا کے بندوں کو الّو بنائے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ الّو بنانا تو ہے ہی بُرا، لیکن جو لوگ بعد شوق الّو بنتے پھر رہے ہیں، وہ بھی کچھ کم قصوروار نہیں ہیں۔ غیب کی باتیں بیان کرنا جس قدر غلط ہے، اسی قدر غلط غیب کی باتوں سے محظوظ ہونا بھی ہے۔

اس دور کے عوام و خواص کا حال یہ ہے کہ جب تک انہیں اُلٹی سیدھی باتیں نہ بتائی جائیں اور جب تک زمین کے چھپے ہوئے رازوں اور سمندر کی گہرائی میں مدفون کرشمات کا ذکر خیر نہ کیا جائے تو یہ عامل سے مطمئن ہی نہیں ہوتے۔ اب بازاری عاملین نے اپنی دکانوں پر وہی سودا رکھ لیا ہے جو دو خریدار چاہتے ہوں۔ جس معاشرے میں جھوٹ ہی کی پوچھ ہو اور لن ترانیوں ہی کی قیمت اٹھتی ہو، وہاں صرف وہی سچ بول سکتا ہے جو اپنی محنت کا صلہ مرنے کے بعد چاہتا ہے۔ جسے دنیا بنانی ہے وہ سچ بول کر لوگوں سے کیا لے لے گا۔

یہ دنیا کتنی بھی بُری ہو جائے۔ لیکن اچھے لوگوں سے کبھی خالی نہیں ہو سکتی۔ آج بھی روحانی عملیات کی لائن میں ۲۰ فیصد ہی سہی۔ قابلِ اعتماد لوگ موجود ہیں اور اس کی پرواہ کئے بغیر کہ بھیڑ چھٹ جائے گی یا گھٹ جائے گی وہ صاف بات کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

آپ نے تو ایک لائن سے سبھی کو ہانک دیا ہے، اور تمام عاملین کو دھتکار قرار دے دیا ہے۔ اور اس پر بھی آپ آرزومند ہیں خود عامل بننے کے۔ جب لائن اس قدر گندی اور مکدر و کشیش ہے تو اس طرف نہ آئیں تو بہتر ہے کسی اور لائن پر اپنا سفر شروع کریں۔ ویسے ہمارا اپنا دعویٰ یہ ہے کہ اب دنیا میں کوئی بھی لائن ایسی نہیں ہے کہ جہاں صدق و صدق سچ اور حقیقت پسندی کا دور دورہ ہو۔ لائن پیری مریدی کی ہو، یا تدریس کی، تعلیم کی ہو یا تبلیغ کی، دینداری کی ہو یا دنیاداری کی جھوٹ، چرب زبانی، توہم پرستی اور مبالغہ آمیزی کا رنگ آپ کو ہر جگہ مل جائے گا۔

ہماری رائے یہ ہے کہ راستہ کوئی بھی اختیار کیا جائے۔ انسان کو صرف اپنی اصلاح کی فکر بنیادی طور پر ہونی چاہئے۔ اگر ہم کنول کا پھول بن جائیں گے تو ان شاء اللہ ارد گرد بکھری ہوئی کیچڑ بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی اور ہمارے دامن کو گدلا نہیں کر سکے گی۔ اور اگر ہم خود تو صاف نہ ہوں اور ساری دنیا پر تبصرے کرتے رہیں تو اس سے قطعاً کوئی مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ آپ عاملین پر تبرا کرنے کے بجائے خود کچھ بن کر دکھائیں۔ تاکہ آئینۂ عملیات پر جمی ہوئی گرد کچھ تو صاف ہو۔

رشتوں کی ضرورت

سوال از: (نام ندارد) ——— ریاست رامپور

میری تین لڑکیاں ہیں۔ میری دو بڑی لڑکیوں کی شادی بہت ہی کم عمر میں ہو گئی۔ میری سب سے چھوٹی لڑکی کی شادی نہیں ہو پا رہی ہے۔ کئی جگہ سے بات چلتی ہے ختم ہو جاتی ہے۔ کئی مرتبہ عورتیں دیکھنے آئیں اور دیکھ کر چلی گئیں۔ بعد میں کوئی ذکر نہیں۔ کئی جگہ فالیں کھلوائیں۔ تعویذ وغیرہ گلے میں ڈالے، قرآن کی کئی سورتیں بتائیں وہ بھی پڑھیں۔ زیادہ تر سورۂ یوسف پڑھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ کوئی پابندی کرائیں، کوئی فائدہ نہ ہوا۔ زیادہ تر فال میں نکلتا ہے کہ اس لڑکی کے اوپر کسی بزرگ کی نظر ہے۔ وہ شادی نہیں ہونے دیتے کبھی کبھی رشتہ آتا ہے ہمارے منع ہو جاتی ہے۔ آپ مجھے میری لڑکی کیلئے کوئی ایسا روحانی علاج بتائیں جو میں آسانی سے کر سکوں یا لڑکی کر سکے۔ جن بزرگ کی نظر ہے وہ راضی ہو جائیں اور شادی ہو جائے۔ اپنے گھر میں خوش و خرم رہے۔ آپ میرے اس خط کو ضرور اپنے خطوں میں شامل کریں۔ مجھے امید ہے آپ میرے اس خط کا جواب ضرور دیں گے۔

جواب جمعہ کے دن سورۂ یوسف ایک مرتبہ جمعرات کے دن سورۂ رحمٰن تین مرتبہ اور جمعہ کے دن سورۂ احزاب ایک مرتبہ پڑھ کر لڑکیوں کے رشتوں کی دعا کریں۔ تینوں دن عصر کی نماز کے بعد تلاوت کریں۔ ان شاء اللہ تین ماہ کے اندر رشتے آئیں گے اور مناسب جگہ رشتے طے ہو جائیں گے۔ پورے یقین کے ساتھ یہ عمل کریں، صرف تجربہ نہ کریں۔ اور پھر کلام اللہ کی برکت دیکھیں۔ یہ عمل کئی حضرات کو بھی کرا کر دیکھا ہے ہمیشہ کامیابی ملی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ آپکو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

اور رہی بزرگوں کی نظر والی بات تو اس بارے میں یہ عرض ہے کہ ان باتوں کی حقیقت بس خدا ہی جانتا ہے۔ ہم تو ان باتوں کے قائل نہیں ہیں۔ اور بزرگوں کو ایسا نہیں سمجھتے کہ وہ لڑکیوں پر نظریں رکھیں گے اور ان کی شادیوں میں روڑے اٹکائیں گے۔ ایسا تصور رکھنا تو بزرگوں کی توہین کرنے کے برابر ہے۔ بہتر ہے کہ آپ بھی اس طرح کے تصورات سے باز آئیں۔ اور اپنے مالک و مختار سے فریاد کریں۔ وہی ہر گتھی کو سلجھانے کی قدرت رکھتا ہے۔ آپ اس پر اور اس کے کلام پر بھروسہ کریں گی تو ان شاء اللہ مایوسی کا منہ دیکھنا نہیں پڑے گا۔

اپنے حق کی پامالی کی فکر

سوال از: ——— (نام از راہ مصلحت حذف کر دیا گیا)

حسن الہاشمی صاحب! دکھ والوں کے مدد کرنے والے اللہ آپ کی مدد کرے آمین ——— عرض گزارش یہ کہ میں ہمیشہ ہی اچھی کتابوں میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ مثلاً خاتونِ مشرق، پاکیزہ آنچل۔ ایک روز اچانک میری نظر طلسماتی دنیا پر پڑی۔ میں پانچ مہینے سے لگاتار پڑھ رہی ہوں۔ اور ان شاء اللہ پڑھتی رہوں گی۔ یقین جانیے پڑھ کر اتنی دعا نکلی کہ ہاشمی صاحب اللہ آپکے ہر نیک مقصد کو پورا کرے آمین۔

عرض یہ ہے کہ میرے شوہر اور ان کے بڑے بھائی میرے جیٹھ دونوں کا گھر ہے۔ لیکن ہمارے شوہر کے بڑے بھائی حصہ دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ بڑی عمر ۱۹ سال ہے۔ شادی ہوئے دو سال ہو گئے۔ یہ دو سال میں نے کیسے گزارے اللہ ہی کو معلوم ہے۔ میرے جیٹھ کی بڑی بچی مجھے بہت تنگ کرتی ہے۔ طرح طرح کے طعنے مارتی ہے۔ بہ سب اس لئے کہ میں نے جو بھی بات آپ سے کہی وہ شبہ ہے کہ میں ان سے ہی باتیں لیتی تو علاج وغیرہ اور جیٹھانیوں نے آپ سے «طلسماتی دنیا» میں لکھوایا ہے۔ آپ نے پوری بات نہیں بتائی ——— میں بہت امید سے آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔ آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے مایوس مت کرنا۔ مجھے کوئی آسان سا عمل بتا دیجئے جس سے میرا حق مجھے مل جائے۔ میں آپ کو ایک عجوبہ بتاتی ہوں۔ ہاں ایک بات کہ کچھ تعویذ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پانی میں ڈال کر پئیں۔ معلوم ہو جائے کہ ہمارے یہاں قرآنیات بہت ہی ہے اس لئے کوئی پڑھنے کا عمل بتا دیجئے۔ دسمبر کے بعد میں ہر جواب بھیج دیجئے تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی کیوں کہ میں بہت پریشان ہوں۔ اللہ آپ کی بھی ہر پریشانی دور کرے۔

میرے خط کا جواب طلسماتی دنیا میں ضرور دیجئے گا۔ میں انتظار کروں گی۔

جواب روزانہ عشاء کی نماز کے بعد سات مرتبہ سورۂ اذا جاء نصر اللہ پوری سورت پڑھیں اس کے بعد ۲۱ مرتبہ یہ آیت نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ۔ اس کے بعد پھر سورۂ نصر سات مرتبہ پڑھیں۔ اس عمل کے شروع اور آخر میں تین تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس عمل کو مکمل کرکے روزانہ اللہ سے دعا کریں کہ آپ کا حق آپ کو آسانی مل جائے۔ ۱۲۰ دن یا ۳ ماہ تک لگاتار اس عمل کو کریں جن دنوں میں عورتیں نماز نہیں پڑھتیں، ان دنوں میں اس عمل کو نہ کریں۔ ان شاء اللہ اس عمل کی برکت سے آپ کے شوہر کو اپنا حق مل جائے گا، اور آپکے جیٹھ وغیرہ آپ کے حق میں نرم ہو جائیں گے۔

اولاد نہ ہونے کا غم بھی ہے

سوال از: (ایضاً)

مجھے اولاد بھی نہیں ہے آپ یقین مانئے یہ خط لکھتے وقت آنسو بھر آئے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ میں اپنے کسی ہمدرد کو دکھ سنا رہی ہوں۔ خدارا میرا مسئلہ حل کر دیجئے دسمبر کے مہینے میں تھوڑی جگہ دے کر شکریہ ادا کرنے کا موقع عطا کریں۔ میرا خط پڑھ کر جیسے گالت کیوں کہ مجھے اردو لکھنا بالکل نہیں آتا ہے۔

ایک شعر عرض ہے۔

وہ دل ہی کیا جسے محسوس ہوا اپنا ہی درد

دل تو وہ ہے جو درد کا رازی بنے کے دل میں ہو

اب میں آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

جواب اولاد کیلئے جولائی [illegible] کے شمارے میں اتارا گیا جو عمل دیا گیا تھا وہ بہت کامیاب عمل ہے۔ اس عمل کو ایک بار پھر کریں اور عمل کے بعد اگلے ہی دن ایک سو چھٹنے چنے کسی بچوں میں تقسیم کریں۔ اگر گھر کے بچے یا محلے کے بچے ہی چنے لے لیں، تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن کوشش اس بات کی کریں کہ بڑوں کو یہ چنے نہ دیں۔ یہ دراصل اس عمل کی زکوٰۃ ہے۔ امید ہے کہ اس مرتبہ آپ ضرور

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اس مرتبہ بھی اگر خدانخواستہ کامیاب نہ ہوں تو پھر جوابی بند لفافہ بھیجیں ہم اولاد کیلئے نقش روانہ کریں گے اور اس کی برکت سے آپ کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا کر دیں گے۔

مفرد عدد بھی بتائیے

سوال از: اختر النساء ۔۔۔ ۱۲۵ املک بازار دھلی ۶

میرا لڑکا احمد کمال، تاریخ پیدائش ۵ ۔ ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء (رجٹ ۲۵) بارہویں جماعت کا طالب علم ہے۔ حافظ قرآن ہے۔ اور پابند نماز بھی ۔۔۔ اس کو میرا میڈیکل میں بھیجنے کا ارادہ ہے۔ جس کے ٹیسٹ دسمبر سے شروع ہو جاتے ہیں۔ مہربانی فرما کر کوئی وظیفہ ایسا بتائیں جسے میں پڑھ سکوں اور اس سال ہی میڈیکل کالج میں داخل ہو جائے کم وقت کی کوئی چیز وہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کا مفرد عدد بھی بتلائیے گا نیز اس کی خصوصیات وغیرہ ۔۔۔ کچھ دعائیں وغیرہ تو پڑھتی ہوں۔

جواب احمد کمال سے کہہ دیں کہ وہ اپنی زندگی کے مختلف امتحان اور آزمائش کے وقت "یا اللہ یا لطیف یا خبیر" ۴۴ مرتبہ روزانہ پڑھا کریں۔ اور اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔ اگر انہوں نے اس وظیفے کو اپنے روز مرہ کے معمولات میں شامل کر لیا تو ہمیں یقین ہے کہ ان کو زندگی کے کسی بھی معاملے اور آزمائش میں ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا وہ ہر جگہ سرخرو رہیں گے۔ اور ہر معاملے میں کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

آپ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد یا اللہ یا لطیف یا ناصر ۶ سو مرتبہ پڑھا کریں۔ اور اوّل و آخر تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں اور پھر احمد کمال کے داخلے کی دعا کریں۔ انشاء اللہ آپ کی آرزو پوری ہوگی۔ اور میڈیکل کالج میں داخلے کی سبیلیں فراہم ہو جائیں گی۔

احمد کمال کا مفرد عدد ۱ ہے اور ۹ کا عدد مکمل اور کامیاب عدد ہے ہر انگریزی مہینے کی ۹، ۱۰، اور ۲۷ تاریخیں آپ کے صاحبزادے کیلئے اہم ثابت ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

بہن کی شادی کا مسئلہ

سوال از: (ایضاً)

میری بہن کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ سرٹیفکیٹ وغیرہ میں شمیم سلطانہ نام ہے۔ والدہ کا نام رابعہ سلطانہ۔ گھر میں اور خاندان والے ناصرہ کہتے ہیں۔ ایک لڑکا بھی ہے نظر میں۔ نیز کوئی ایسی چیز پڑھنے کیلئے بتائیے کہ ان کی شادی ہو سکے۔ یا اس لڑکے سے نہیں تو کسی اور جگہ انتظام ہو جائے ۔۔۔ پڑھنے کیلئے مجھے بتائیے۔ میں ہی پڑھ سکتی ہوں کہ دونوں شادی کیلئے راضی ہو جائیں۔ بس کسی مناسب جگہ شادی چاہتی ہوں۔ بہن کو بہت پریشانی ہے۔ ضرور کچھ بتائیے گا۔

جواب جمعرات کا دن گزار کر جو رات آتی ہے۔ اس میں مغرب کے بعد دو نفل بہ نیت قضائے حاجت پڑھیں اور دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں یہ دعا ستّر مرتبہ پڑھیں۔ یَا اَللّٰہُ یَا رَبُّ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِکَ اَسْتَغِیْثُ اور اس کے بعد دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شمیم سلطانہ کا من پسند یا مناسب رشتہ طے کرا دیں۔ انشاء اللہ ۷ مرتبہ ۷ جمعراتوں تک یہ عمل کرنے سے رشتہ کسی مناسب جگہ طے ہو جائے گا اور ممکن ہے کہ من پسند جگہ ہی طے ہو جائے۔ حق تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

کیا ایک عمل سب کے لئے کافی ہے

سوال از: (ایضاً)

مختلف لوگ آپ سے مختلف سوال کرتے ہیں۔ وہی مسائل دوسروں کے بھی ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ چیز جو آپ کسی مخصوص شخص کے جواب میں بتاتے ہیں۔ دوسرے بھی پڑھ سکتے ہیں؟ اور کیا ان کا اتنا ہی اثر ہوگا جتنا اس مخصوص شخص پر جس کا آپ نے جواب دیا ہے۔

جواب ایک دوا تمام مریضوں کیلئے خواہ وہ ایک ہی طرح کے مرض میں مبتلا ہوں۔ مفید نہیں ہو سکتی۔ دوا اور مرض ایک ہونے کے ساتھ اگر مریضوں کے مزاجوں میں یکسانیت ہوگی تو بات بنے گی۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ اسی طرح روحانی عملیات میں بھی مزاج اور شخصیت کے بدل جانے سے بات بدل جائیگی۔ کسی کیلئے "یا لطیف" سو مرتبہ پڑھنا کافی ہوتا ہے۔ اور کسی کیلئے پانچ سو مرتبہ پڑھنا بھی کافی نہیں ہوتا کیونکہ ہر شخص کا نام، مزاج اور نام کے اعداد مختلف ہوتے ہیں۔ البتہ بعض وظائف اور عملیات یکساں طور پر مفید ہوتے ہیں۔ اور سبھی لوگ ان کو یکساں طور پر پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بہتر ہے کہ روحانی ڈاک میں دیئے گئے جوابات کو اپنی الجھن کا حل سمجھنے کے بجائے ہم سے ضرور رجوع کر لیں۔ اسی میں عافیت و بھلائی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو طریقۂ علاج زید کیلئے مفید ہو وہ خالد کے لئے مفید نہ ہو۔ کیونکہ زید اور خالد کے ناموں میں اور مزاجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

عملیات سے نابلد لوگوں کی حالت

سوال از: محمد سلیم ۔۔۔ دہلی۔

بعض لوگ طلسماتی دنیا کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور بعض لوگ اسکی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عملیات انسان کو گمراہی کا راستہ دکھاتے ہیں آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں۔

جواب بات یہ ہے کہ جو لوگ بینائی سے محروم ہوتے ہیں وہ روشنی کی قدر و قیمت نہیں پہچان سکتے اور روشنی انکی آنکھوں میں چونکہ بینائی پیدا کر سکتی ہے لیکن انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اسی طرح جو انسان اس علم سے محروم ہوگا وہ اس کی مخالفت کرنے لگتا ہے۔ اور بجائے اپنے جہل پر شرمندہ ہونے کے اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کیلئے علم کی کرشمہ سازی کا مذاق بنا لیتا ہے اور رہا ہمارا معاملہ تو ہم مدح و ذم اور تحریف و تنقیص سے بالاتر ہو کر خدمت خلق کرتے اور اپنی [illegible] اور حسن نیت کا صلہ صرف اللہ سے چاہتے ہیں۔

درس عملیات

قسط ۱۵ — درس ۱۵

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

قرآن حکیم کی آیات کی زکوٰۃ کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آیت کریمہ کو ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ پڑھیں اور چالیس دن میں سوا لاکھ کی تعداد پوری کریں۔ اور اگر ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ پڑھنا ممکن نہ ہو تو ۶۲۵۰ مرتبہ روزانہ پڑھ کر ۲۰ دن میں سوا لاکھ کی تعداد پوری کریں۔

آیات کریمہ کی زکوٰۃ اگر سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کر ادا کر دی جائے اور پھر اس آیت کو حتی المقدور روزانہ تلاوت میں رکھا جائے تو مزید کسی زکوٰۃ کی احتیاج نہیں رہتی۔ اور اس آیت کے نقش کیلئے بھی الگ سے کسی اور زکوٰۃ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہی زکوٰۃ نقوش میں بھی اپنا اثر دکھا دیتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد عامل کی زبان میں ایک طرح کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اور ملائکہ عامل سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر اس میدان میں کود پڑتے ہیں، انہیں قدم قدم پر ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ان کے عمل اثر سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے مشائخ نے زکوٰۃ پر بہت زور دیا ہے۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر اس لائن میں قدم رکھنے کو نامناسب بھی قرار دیا ہے اور ناجائز بھی۔

عامل کو سب سے پہلے حروف تہجی کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک حرف کو باموکل ۱۱۱ مرتبہ پڑھیں۔ یہ زکوٰۃ اصغر ہے ۔۔۔ اور زکوٰۃ اکبر کا طریقہ یہ ہے کہ ہر حرف کو باموکل ۴۴۴ مرتبہ پڑھا جائے۔ فی زمانہ اگر حروف کی زکوٰۃ اصغر ہی ادا کر دی جائے تو یہی کافی ہے اور اس کے بعد ہر حرف صرف ۴۰ مرتبہ پڑھتے رہنے چاہیئے۔

زکوٰۃ کی شروعات اس دن کی جائے جب قمر منزل شرطین میں ہو ۔۔۔ یعنی اس دن جس دن قمر منزل شرطین میں حرف الف کی زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کے بعد بالترتیب تمام حروف کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

اس کا پورا خاکہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ تاکہ شائقین زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی دشواری نہ ہو۔

ت	حروف	منازل قمر	طریقۂ زکوٰۃ
۱	ا	شرطین۔	اجب یا اسرافیل بحق الف۔
۲	ب	بطین۔	اجب یا جبرائیل بحق با۔
۳	ج	ثریا۔	اجب یا کلکائیل بحق جیم۔
۴	د	دبران۔	اجب یا دردائیل بحق دال۔
۵	ہ	ہقعہ۔	اجب یا دوریائیل بحق ھا۔
۶	و	ہنعہ۔	اجب یا رفتمائیل بحق واؤ۔
۷	ز	ذراعہ۔	اجب یا شرکائیل بحق زا۔
۸	ح	نثرہ۔	اجب یا تنکفیل بحق حا۔
۹	ط	طرف۔	اجب یا اسمائیل بحق طا۔
۱۰	ی	جبہہ۔	اجب یا سرائیکطائیل بحق یا۔
۱۱	ک	زبرہ۔	اجب یا حردائیل بحق کاف۔
۱۲	ل	صرفہ۔	اجب یا طاطائیل بحق لام۔
۱۳	م	عوا۔	اجب یا رمائیل بحق میم۔
۱۴	ن	سماک۔	اجب یا حولائیل بحق نون۔
۱۵	س	غفر۔	اجب یا ہمرائیل بحق سین۔
۱۶	ع	زبانا۔	اجب یا لومائیل بحق عین۔
۱۷	ف	اکلیل۔	اجب یا سرحمائیل بحق فا۔
۱۸	ص	قلب۔	اجب یا اہجمائیل بحق صاد۔
۱۹	ق	شولہ۔	اجب یا عطرائیل بحق قاف۔
۲۰	ر	نعائم۔	اجب یا امرائیل بحق را۔
۲۱	ش	بلدہ۔	اجب یا ہمزائیل بحق شین۔
۲۲	ت	ذابح۔	اجب یا عزرائیل بحق تا۔
۲۳	ث	بلعہ۔	اجب یا میکائیل بحق ثا۔
۲۴	خ	سعود۔	اجب یا سمکائیل بحق خا۔
۲۵	ذ	اخبیہ۔	اجب یا اہرائیل بحق ذال۔
۲۶	ض	مقدم۔	اجب یا عطکائیل بحق ضاد۔
۲۷	ظ	موخر۔	اجب یا لوذائیل بحق ظا۔
۲۸	غ	رشا۔	اجب یا لوخائیل بحق غین۔

(قسط ۵)

نبیوں کی شریکِ حیات

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

رحمت، زوجۂ ایوب علیہ السلام

رحمت افرائیم کی بیٹی اور حضرت یوسفؑ کی پوتی تھیں۔ بعض مورخین نے ان کا نام ماخیر اور ان کے باپ کا نام منشا تحریر کیا ہے۔ منشا دراصل افرائیم کے بھائی تھے۔ مگر اس قول کو اکثر مورخین نے رد کیا ہے۔

حضرت رحمت دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ صبر و شکر کرنے والی تھیں۔ ان میں استقلال و استحکام کی جو اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں، وہ بہت کم عورتوں میں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں برس گزر جانے کے باوجود آج تک ان کے صبر و شکر کی مثالیں دی جاتی ہیں اور انہیں عزت و احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ دنیا میں جب بھی کسی ایسی عورت کا ذکر ہوگا جو اپنے شوہر کی ہر حال میں فرمانبردار ہو تو اس وقت حضرت رحمت کو بھی ضرور یاد کیا جائے گا کیونکہ انہوں نے اچھے برے ہر حال میں اپنے شوہر کے ساتھ وفا اور اطاعت گزاری کا مظاہرہ کیا۔

اب تک شام و روم اور مصر و عرب میں حضرت رحمت کے حسن و جمال کی یکتائی کے ساتھ ساتھ ان کی وفاداری اور استقلال ضرب المثل ہے اور قیامت تک ضرب المثل ہی رہے گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام ایک تندرست، خوبصورت، خوش حال، کثیر الاولاد اور وجاہت والے تھے۔ آپ اکثر مسافروں، گزرنے والوں اور مہمانوں پر اپنا وقت اور مال بے دریغ خرچ کیا کرتے تھے۔ اور ان کی بیوی حضرت رحمت بھی فیاضی و سخاوت اور دیگر نیک کاموں میں ان کے قدم بہ قدم چلا کرتی تھیں۔ اسی خوشحالی، مالداری اور سخاوت و فیاضی کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی کے اسّی سال گزارے۔ اس کے بعد ان کی آزمائش کا دور شروع ہوا جو تاریخِ انسانی کی ایک اہم یادگار ہے۔[لہ]

تمام اولاد اور مویشی فنا ہو گئے اور ساری دولت و جائداد دم بھر میں بالکل ختم ہو گیا۔ اور نہ صرف یہ کہ دولت ضائع ہو گئی بلکہ وہ جذام جیسے مہلک مرض کا شکار ہو گئے۔ جسم میں ایک پھوڑا اصل کر وہ بڑھتے بڑھتے پورے جسم میں پھیل گیا۔ پھر سڑ گیا۔ اور آپ کے بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ جب آپ کی بیماری طول پکڑ گئی تو رشتہ داروں نے اور بستی کے لوگوں نے آپ کو بستی سے باہر پہنچا دیا۔ جنگل میں ایک جھونپڑی میں لا کر ان کو لٹا دیا۔ وہ وہاں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں پڑے رہے۔ کوئی یار و مددگار ساتھ نہیں تھا۔ سبھی قرابت داروں اور دوستوں نے آپ سے دوری اختیار کر لی تھی۔ اور ہر کوئی آپ سے آپ کے موذی مرض کی وجہ سے گھن کرتا تھا۔ اس نازک وقت میں حضرت رحمت آپ کے ساتھ رہیں۔ اور صبر و ضبط کے ساتھ آپ کی خدمت کرتی رہیں۔

حضرت رحمت شہر جاتیں، مزدوری کرتیں۔ اور پھر اپنے شوہر کیلئے غذا اور دوا کا بندوبست کر کے شام کو واپس آتی تھیں۔ کچھ عرصے کے بعد یہ ہوا کہ حضرت رحمت کو لوگوں نے کام دینا بند کر دیا۔ اب معاش کی بالکل ہی تنگی ہو گئی۔ اور فقر و فاقہ کی نوبت آ گئی۔

حضرت رحمت کے بال بہت لمبے تھے، اور ایک عورت ان کے بالوں پر فریفتہ تھی۔ جب آپ کا روزگار مفقود ہو گیا تو ایک دن اچانک حضرت رحمت کو وہ عورت ملی اور اس نے حضرت رحمت کو کچھ رقم دے کر ان کے بالوں کی لٹیں کٹوا لیں۔ جب حضرت

لہ حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے مورخین نے لکھا ہے کہ ایک دن شیطان لعین نے بارگاہِ خداوندی میں یہ عرض کیا کہ اے رب تیرا بندہ ایوب جو تیری عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے اظہارِ ہمدردی کرتا ہے صرف یہ اس بنا پر ہے کہ تو نے ہر طرح سے خوش رکھا ہے۔ پھر بھی اگر مجھے اس کے قریب جانے دے تو میں اسے تیری عبادت سے روک دوں گا۔ اللہ نے شیطان کو حضرت ایوب علیہ السلام تک پہنچنے دیا اور دیکھا کہ حضرت ایوبؑ عبادت میں مشغول ہیں۔ شیطان نے چاہا کہ حضرت ایوبؑ کو ورغلائے۔ مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا ——— اس کے بعد شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ ایوبؑ کے ثابت قدم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے انہیں مال و منال سے سرفراز کر رکھا ہے۔ اگر تو انہیں فقر و فاقے میں مبتلا کر دے اور ان سے اولاد کا سکون واپس لے لے تو پھر میں انہیں ورغلانے میں کامیاب ہو جاؤں گا ——— اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی عظمت و برتری ثابت کرنے کیلئے ان کو امتحان میں مبتلا کر دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ ان کے مویشی کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی۔ لاتعداد کھیت تھے اور کثیر خادم تھے۔ مکانات منہدم ہو گئے اور دولت ضائع ہو گئی۔ اور آپ کو جس وقت تباہی کی اطلاع ملی کہ جانوروں میں بیماری پھیل گئی ہے۔ اور ایک ایک کر کے سب مر گئے ہیں۔ مکانات پے در پے زلزلے آنے کی وجہ سے گر گئے ہیں۔ اور مال و دولت سب کا سب ختم ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ایوبؑ نے فرمایا: جس نے دیا تھا اسی نے لے لیا۔ غم اور رنج کی بات ہی کیا ہے۔ آپ جب یہاں ثابت قدم رہے تو شیطان نے کہا ابھی اولاد باقی ہے۔ جب اولاد نہیں رہے گی تو آپ کا ذہنی سکون پراگندہ ہوگا۔ اور آپ کا ایمان ڈگمگا جائے گا۔ چنانچہ آپ کے سب بچے بھی مکان کا چھت

رحمت حضرت ایوبؑ کے پاس واپس آئیں تو آپ نے دیکھا کہ حضرت رحمت کے بال کٹے ہوئے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے بالوں کے گم ہونے کی وجہ پوچھی تو بی بی رحمت نے فرمایا کہ میں نے آپ کی غذا اور دوا کی خاطر اپنے بال ایک عورت کو فروخت کر دیئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ایوبؑ کو بہت دکھ ہوا۔ لیکن آپ نے صبر و ضبط کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

معاش کے ذرائع بند ہونے کے بعد حضرت رحمت نے بھیک بھی مانگی۔ یہ وہ بستی میں رہائش اور اہلِ ثروت حضرات سے اپنے بیمار شوہر کی خاطر اپنا دامن پھیلاتی تھیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام بالکل بے بس ہو چکے تھے۔ انہیں اپنی بیوی کی آمد و رفت اور لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر بڑا دکھ ہوتا تھا لیکن وہ بالکل مجبور و معذور تھے۔ اس لئے خاموش رہتے تھے۔ ایک دن بی بی رحمت حسبِ معمول جب گھر سے نکل کر بستی کی طرف جا رہی تھیں۔ تو شیطان راستے میں ملا اور اس نے بہکانے کی کوشش کی۔ اور پوچھا کہ بی بی تمہارے شوہر کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ بی بی رحمت نے جواب دیا کہ فلاں جگہ ایک جھونپڑی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور شدید بیمار ہیں ــــــ شیطان نے کہا۔ کیا تمہیں اپنا وہ وقت یاد نہیں۔ جب تمہاری بے شمار اولاد تھیں۔ تمہارے پاس کثیر دولت تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں اونٹ، گائے اور بکریاں تھیں۔ غرضیکہ دنیا کی ہر عیش و راحت تم لوگوں کو میسر تھی۔ اور اب تمہارا حال یہ ہو گیا کہ بھیک مانگنے کے لئے اپنا دامن پھیلاتی پھرتی ہو۔ اور تمہارے شوہر کسی بھی کروٹ کے نہیں رہے۔ آخر ایسی زندگی سے کیا فائدہ۔ یہ مصائب تو دائمی ہیں۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ انسان مر جائے۔ یہ سن کر بی بی رحمت رو پڑیں۔ اور آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ شیطان نے سمجھ لیا کہ میرا تیر نشانے پر لگ گیا۔ اب میں آسانی سے رحمت کو بہکا لوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک بکری کا بچہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ اس بچے کو لے جاؤ۔ اور اپنے شوہر سے کہو کہ وہ اسے میرے نام پر ذبح کر دیں۔ اور انہوں نے ایسا کر دیا تو وہ بہت جلد شفا یاب ہو جائیں گے۔ اور تمہاری مصیبت کے یہ دن گزر جائیں گے۔

بی بی رحمت روتی ہوئی حضرت ایوبؑ کے پاس آئیں اور بولیں کہ تم اپنے رب سے بار بار دعا کرتے ہو اور وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور مجھ سے اب تمہاری مصیبت دیکھی نہیں جاتی۔ مجھے آج ایک شخص ملا تھا جو یہ کہتا ہے کہ اگر تم میرے نام پر بکری کا بچہ ذبح کر دو۔ تو تمہارے مصائب کے دن ختم ہو جائیں گے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اگر تم اس کی بات مان لیں گے تو ہمیں ان دکھوں سے نجات مل جائے گی۔

یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام تاب نہ لا سکے۔ اور بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے پھر آپ نے لڑکھڑاتے ہوئے ہلتے ہوئے کہا ــــــ رحمت! تجھے اللہ کے دشمن نے بہکایا ہے۔ میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ وہ دولت اور راحت جو کل ہمارے پاس تھی، وہ کس کی عطا کردہ تھی۔ بی بی رحمت نے جواب دیا اللہ کی۔ حضرت ایوبؑ نے فرمایا اور وہ کتنے دن ہمارے پاس رہی۔ بی بی رحمت نے فرمایا۔ اسّی برس۔ حضرت ایوبؑ نے پوچھا کہ مصائب کو مسلط ہوئے ہم پر کتنا عرصہ ہوا۔ بی بی رحمت نے کہا۔ سات برس۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کی بندی۔ اگر مصیبت کو اسّی برس سے زیادہ ہو جاتے۔ تب بھی تو غیر اللہ کے آگے سر جھکانا اچھی نہیں لگتی۔ ابھی تو صرف سات سال ہوئے ہیں۔ جب کہ تو نے اسّی برس تک خوشحالی دیکھی ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں ٹھیک ہو گیا تو تجھے اس بات کی پاداش میں سو کوڑے لگاؤں گا۔ اور جا تو اب یہاں سے چلی جا۔ اب تیری رفاقت کو میں پسند نہیں کروں گا۔ اس کے بعد حضرت بی بی رحمت بھی آپ سے رخصت ہو گئیں۔

لے دے کے آپ کے پاس ایک ہی ذات تھی وہ تھیں آپ کی شریکِ حیات اور جب وہ بھی جدا ہو گئیں تو آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ــــــ اے رب مجھے بیماری نے گھیر رکھا ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کا امتحان لے لیا تھا۔ اور آپ اس امتحان میں پوری طرح کامیاب ہو چکے تھے۔ اب رحمتِ خداوندی کو جوش آ گیا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ اپنے پیر کو زمین پر مارو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے پیر کو اسی وقت زمین پر مارا تو وہاں سے پانی جاری ہو گیا۔ پھر حکم ہوا کہ اس پانی سے غسل کرو۔ آپ نے اس پانی سے غسل کیا۔ اور غسل کرنا تھا کہ آپ بالکل صحت مند ہو گئے۔ جسم پر کہیں بھی بیماری کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ آپ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور توانا دکھائی دینے لگے۔ آپ نے سجدے میں جا کر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اور اس کے بعد آپ جھونپڑی سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ اور اسی وقت اللہ نے اس جھونپڑی کو عالیشان محل کی صورت عطا کر دی۔

اب بی بی رحمت کا حال سنئے۔ بی بی رحمت شوہر کے جھڑکنے اور حکم دینے کی وجہ سے ان سے جدا تو ہو گئی تھیں۔ لیکن پھر آپ کو اس بات کا احساس ہوا کہ جنگل بیابان میں ان کا یوں بے یار و مددگار رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے سوچا کہ میں جا کر اپنے شوہر کی خوشامد کروں گی اور اپنی غلطی کی ان سے معافی تلافی کروں گی۔ یہ سوچ کر آپ واپس اپنے شوہر کی طرف چلیں۔ لیکن جب وہ وہاں آئیں جہاں اپنے شوہر کو چھوڑ کر گئی تھیں تو انہیں بڑی حیرت ہوئی۔ وہاں جھونپڑی کی جگہ ایک محل کھڑا تھا۔ اور حضرت ایوبؑ وہاں انہیں نظر نہیں آئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ حضرت ایوبؑ نے بی بی رحمت سے پوچھا کہ یہ رونے کی وجہ کیا ہے۔ بی بی رحمت نے جواب دیا کہ یہاں ایک جھونپڑی تھی اور اس میں ایک شخص بیمار تھا۔ اور وہ میرا

گر جانے کی وجہ سے اچانک شہید ہو گئے۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ اللہ کی امانت تھی۔ اور فرمایا الصبر مفتاح الفرج صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ شیطان نے یہ دیکھ کر کہا ابھی کیا بگڑا ہے ابھی ان کی صحت و تندرستی برقرار ہے۔ جب یہ نہیں رہے گی تب میں دیکھوں گا کہ کیسے اللہ کی نافرمانی اور ناشکری نہیں کرتے۔ اللہ نے پہلے سے بھی استقامت ثابت کرنے کیلئے ان پر بیماری مسلط کر دی جیسا کہ آپ کا بدن گل گیا اور بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ لیکن آپ نے دامنِ صبر کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ــــــ اللہ ہر مسلمان کو آپ کی تقلید کی توفیق دے۔

شوہر تھا اب دیانے وہ کہاں ہے۔ وہیں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

حضرت ایوبؑ نے فرمایا۔ رحمت ذرا غور سے دیکھو میں ہی ایوب ہوں اللہ نے تمہارے جانے کے بعد مجھے صحت مند اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت کر دیا ہے۔ اس لئے تم مجھے پہچان نہیں سکیں۔

یہ سنکر حضرت رحمت نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو نظر بھر کر دیکھا تو پہچان گئیں۔ اور بے اختیار ان سے لپٹ گئیں۔ اور اللہ نے اس کے بعد ان کی چھنی ہوئی تمام نعمتیں ان کو پھر واپس کر دیں۔ اور صبر و شکر کے بدلے میں پہلے سے کہیں زیادہ انعام و اکرام سے نوازا۔

اور پھر وحی نازل فرمائی کہ اے ایوب تم نے ٹھیک ہو جانے پر اپنی بیوی کو تو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی نہیں وہ قسم بھی پوری کرنی چاہئے۔ اور اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ تمہاری بیوی سے زیادہ وفادار اور صبر و شکر والی ہے۔ چنانچہ اللہ نے یہ صورت تجویز کی کہ سو تنکوں کی ایک جھاڑو بنا کر رحمت کے مارو اس طرح تمہاری بات بھی پوری ہو جائے گی اور رحمت کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہو پائے گی۔

حضرت ایوب اور رحمت علیہا السلام اس کے بعد کافی عرصے تک زندہ رہے اور اللہ نے آپ دونوں کو صالح اولاد عطا کی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ قرآن حکیم میں سورہ ص میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ (باقی آئندہ)

کیا ہاتھ کی لکیریں بولتی ہیں؟

(پامسٹری) ہاتھ کی لکیروں کا علم ایک مستند علم ہے۔ اس علم کے کئی نام ہیں۔ اسے سامدرک بھی کہتے ہیں۔ اس کو "علم الید" بھی کہا جاتا ہے اور اسی کو پامسٹری کا نام دیا جاتا ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور منطقی حضرات بھی اس علم کو صحیح مانتے ہیں۔ اور ان کی قابل قدر تصانیف اس علم کے بارے میں موجود ہیں۔ فی الحقیقت یہ بڑا وسیع علم ہے۔ اور علم جفر کی طرح یہ تحریر سے سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ علم ایسا ہے کہ ہر شخص کے ہاتھ اور اس کے خطوط دیکھ کر ہی سمجھ میں آسکتا ہے۔ جس طرح دنیا میں ہر شخص کی صورت اور سیرت جدا ہے اسی طرح ہاتھ کی لکیریں بھی ہر شخص کی جدا ہوتی ہیں۔

ہاتھ کی لکیروں میں وقتاً فوقتاً تغیر اور تبدل ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ تغیر و تبدل واقعات اور حوادث کے ماتحت ہوتا ہے۔ علمائے سامدرک نے ہاتھ کی لکیروں ہی تک اس علم کو محدود نہیں رکھا ہے بلکہ پیشانی کی لکیریں بھی اس بحث میں آتی ہیں۔ جس شخص کی پیشانی پر کوئی لکیر نہ ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی زندگی کم ہے۔ ایسا شخص اگرچہ صاحب علم و خبیر، متواضع اور با اخلاق ہوتا ہے۔ لیکن زندگی کم ہوتی ہے۔ علمائے سامدرک نے یہ بھی کہا ہے جس شخص کی پیشانی پر ایک بھی لکیر نہ ہو تو ایسا شخص ۲۵ سال کی عمر پاتا ہے۔ لیکن اگر اس کی موت ۲۵ سال کی عمر میں نہ ہو تو پھر اس کی عمر اسّی سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس شخص کی پیشانی پر ایک لکیر ابھرے اس کی عمر ۲۰ سال تک ہوتی ہے۔ اگر دو لکیریں پڑ گئیں تو عمر ۴۰ سال تک ہوگی اگر تین خطوط پڑیں تو عمر ۶۰ سال ہوگی اگر چار خطوط پڑیں تو عمر اسّی سال تک ہوگی اور اگر پانچ خطوط پڑیں تو عمر سو سال تک ہوگی۔ انشاء اللہ

جس شخص کی ہاتھ کی لکیریں چھوٹی چھوٹی ہوں اور نشانات مدھم ہوں۔ اور ہاتھ کا رنگ سرخی مائل نہ ہو تو ایسے شخص کی زندگی افلاس اور مصیبت میں بسر ہوتی ہے۔ اگر ہاتھ میں خط کم ہیں اور ہتھیلی سیاہی مائل ہے تو یہ مفلسی کی علامت ہے۔ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس جو لکیر ہتھیلی کی جڑ سے نکل کر پہلی انگلی تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی لکیر عمر کی لکیر ہے۔ اگر یہ لکیر صاف آخر تک چلی جائے تو ایسے شخص کی عمر طبعی ہوگی۔

یہ لکیر جہاں سے قطع ہوگی وہیں موت کا خطرہ ہوگا ——— یہ لکیر جس قدر صاف ہوگی اسی قدر زندگی امن و امان میں بسر ہوگی۔ سب سے چھوٹی انگلی کی جڑ میں جس قدر لکیریں سیدھی اور کھڑی ہوتی ہیں۔ اسی قدر لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس قدر ٹیڑھی اور چھوٹی لکیریں ہوتی ہیں۔ اسی قدر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر اس انگلی کے نیچے جگہ بالکل صاف ہے اور کوئی لکیر نہیں ہے تو اس کے اولاد نہیں ہوتی ہے اگر لکیر ہے لیکن ٹوٹی ہوئی ہے تو اولاد کم زندہ رہتی ہے۔ اگر لکیر پیچ در پیچ ہے تو اولاد بکثرت ہوتی ہے۔

جس عورت کے ہاتھ میں لکیریں بے شمار ہوں تو ایسی عورت بہت جلد بیوہ ہو جاتی ہے۔ ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس طرح کے علم سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں ان پر سو فیصد یقین نہیں رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اس طرح کے تمام علوم ظنی ہیں۔ اور کسی بھی ظنی علم پر سو فیصد بھروسہ کر لینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ ★

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں
——— (ادارہ)

رنگ اور روشنی سے علاج

خواجہ شمس الدین عظیمی

(قسط)

امراض میں مفید اور مضر غذائیں

معدے اور آنتوں کے امراض

مفید غذائیں ● سرخ ٹماٹر اور پیاز دونوں کو ملا کر کچومر بنائیں اور کھانے کے ساتھ استعمال کریں۔

● شلغم کا سالن یا کراس کا شوربا استعمال کریں۔

● لہسن کے منزی گولی بنا کر نگل جانے سے پیٹ کا درد فوری طور پر جاتا رہتا ہے۔

● ادرک، ادرک کا اچار، سبز گول مرچ کا اچار، بیر، پالک کا ساگ، توری کا سالن، خرفہ کا ساگ، ہرا دھنیا، لیموں کا پاپا نا اچار، سرسوں کا ساگ، کچنار کی سبزی وغیرہ معدہ اور آنتوں کے امراض میں اکثر مفید ثابت ہوئے ہیں۔

● پھلوں میں شیریں آم، انجیر، مربہ بیل گری، بہی وغیرہ مفید ہیں۔

● اگر پیٹ پھول جاتا ہے۔ سر پر پسینہ آتا ہے اور غشی کے دورے پڑتے ہیں۔ اور کبھی لرزہ اور بخار بھی ہو جاتا ہے۔ تو یہ معدہ میں خون یا دودھ وغیرہ جم جانے کی علامات ہیں اور ان کے دفعیہ کے لئے مشک پودینہ پیس کر کھلانا یا پودینہ کا عرق شکر کے ساتھ ملا کر پلانا یا بھنے ہوئے چنے نمک ملا کر استعمال کرنا چاہئے۔

● لہسن، ادرک، سیاہ مرچ، معدہ کی رطوبت کو کم یا خشک کر دیتی ہے۔

● لہسن، ترش انار کا شربت، آلو، انناس، پپیتہ، جامن، فالسہ، سنگترہ، ترنج، لیموں کا چھلکا، ناشپاتی، معدہ اور آنتوں کو قوت دیتی ہیں۔

مضر غذائیں بازار کا پسا ہوا نمک، بازار کے پسے ہوئے مصالحے، تیز مصالحہ دار غذائیں، تلی ہوئی چیزیں، بڑا گوشت، دیر ہضم، باسی چیزیں یعنی چیزوں میں فریج میں رکھی ہوئی چیزیں جس میں سے وٹامنس ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ان اشیاء کے اندر نائٹروجن "" کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر گوشت ذبح کئی گھنٹے کھلا ہوا ہے اگر رکھیں تو خراب نہیں ہوتا۔ اور فریج میں رکھا ہوا گوشت باہر نکال کر ایک گھنٹے کے لئے بھی رکھا جائے تو اس میں تعفن آ جاتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تعفن اس میں موجود تھا۔ لیکن ٹھنڈک کی شدت کے سبب وہ ظاہر نہیں ہوتا تھا گوشت، چربی، کھٹائی کی زیادتی اور دودھ کی ٹھنڈی بوتل معدہ میں غلاظت پیدا کرتی ہے۔

بیجوں اور آنتوں کے دیگر امراض میں زمین کے اندر پیدا ہونے والی چیزیں مضر ہیں۔

استسقاء

مفید غذائیں جنگلی روٹی، چولائی کا ساگ، کریلا اور موٹھ کی دال، کچنال کی جڑ، تازہ گڑ، ترے فروٹ، چقندر کا عرق، گاجر کا اچار، سرخ چاول، سالم اناج اور اونٹنی کا دودھ اس مرض میں مفید ہیں۔ اس کے علاوہ ایک چھٹانک چنے ایک پاؤ پانی میں جوش دیں۔ اور جب نصف پانی رہ جائے۔ چھان کر مریض کو پلائیں۔ تو اکثر مفید ثابت ہوتا ہے۔ سورج کی طرف پشت کرکے دھوپ سینکنا بھی مفید ہوتا ہے۔

مضر غذائیں۔ زیادہ پانی پینا اور نمک کا استعمال اس مرض میں مضر ہے۔

ٹی بی

مفید غذائیں کدو، بتھوے کا ساگ، مچھلی، چوزہ، بکری کا دودھ، سیب کا مربہ، پپیتا، گرم گھی، مٹر اور شہد مفید مطلب ہیں۔ دق اور سل کے جن مریضوں کو دودھ ہضم نہ ہوتا ہو۔ ان کیلئے ایک مجرب نسخہ درج ذیل ہے۔

ھو الشافی: دو گھونگوں کو بیس گھنٹے پانی میں بھگوئیں۔ اس کے بعد انہیں پانی سے نکال کر سائے میں خشک کر لیں۔ پھر پیس کر کے سفوف بنائیں۔ ایک ماشہ کے برابر سفوف منہ میں ڈال کر اوپر سے دودھ پی لیں۔ انشاء اللہ تمام دودھ ہضم ہو جائے گا۔ روغن زیتون، پھلوں کے عرق اور انڈے اس مرض میں مفید ہیں۔

مضر غذائیں مرچ، تیز مصالحہ دار غذائیں، ثقیل غذائیں، ترش اور اشیاء، جن میں تمباکو بھی شامل ہے، مضر ہے۔ گرد و غبار سے آلودہ فضا، گندگی، محنت و مشقت۔

جگر کے امراض

مفید غذائیں: جگر کی بڑھی ہوئی حرارت کو متوازن کرنے کیلئے انناس کا

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

سنگترہ، انگور اور سیب بہت مفید ہے۔ جن لوگوں کا معدہ کمزور ہو۔ ان کو کیلا ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ کیوں کہ یہ بدن کو کافی غذا بخشتا ہے۔ اور اس میں تغذیہ جگر کی قوت زیادہ پائی جاتی ہے۔

آب انار، سوزش جگر میں کمی کرنے کیلئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ سرسوں کا ساگ، کدو، آلو، کریلا، جامن، شہتوت، لیموں، فالسہ، رنگترا، خرفہ کا ساگ اور بتھوے کا ساگ، مفید اشیاء ہیں۔ تندرست بکرے کی کلیجی کی یخنی اور ترنج مفید مطلب ہیں۔

مفید غذائیں لہسن، زعفران، سرخ مرچ، جگر کی قدرت بڑھانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

گردہ کے امراض

مفید غذائیں گردہ کی کمزوری کیلئے آم بالخاصہ مفید ہے۔ مغز پستہ گردوں کی لاغری اور کمزوری میں نافع ہے۔ اس کے علاوہ مغز بادام اور مغز چلغوزہ اور انگور بھی مقوی گردہ ثابت ہوتے ہیں۔ ترکاریوں میں شلغم، بتھوے کا ساگ، مولی کا نمک اور چنگ بہت مفید ہے۔ اکثر گردوں میں ناقص فضلہ پک جاتا ہے۔ اور گردوں کے فعل کو سست کر دیتا ہے۔ لیموں اور ترنج کا عرق اس ناقص فضلہ کے اخراج کا باعث ہوتا ہے۔ مزید براں یہ گردوں کے فعل میں تحریک پیدا کرتا ہے۔

مضر غذائیں گرم مصالحہ، تیز مرچ، انڈا، تلی ہوئی مچھلی، بڑا گوشت، جھینگا، چائے، کافی، اور تمام گرم و خشک اشیاء مضر ہیں۔

بواسیر

مفید غذائیں سبز لہسن کی ترکاری، بتھوے کا ساگ، مولی، خربوزہ، شلغم، بکری کا دودھ اور کریلا۔ بادی بواسیر کیلئے مفید غذائیں ہیں۔ خونی بواسیر کیلئے توری کی ترکاری، پپیتہ، امرود، چولائی کا ساگ، کچنار کا سالن، شربت ترنج اور گائے کا دودھ مفید غذائیں ہیں۔

مضر غذائیں تیز مرچ، گرم مصالحہ، انڈا، مچھلی، بڑا گوشت، جھینگا، چائے، کافی اور تمام بادی اور ثقیل اشیاء سے پرہیز لازم ہے۔ پالک بھی اس مرض میں مضر ہے۔

ذیابیطس

مفید غذائیں گائے کے دودھ کا دہی، کریلا، گوار، ناریل کا پانی، سویابین کے آٹے کی روٹی، چنے کی روٹی، بھوسی کی روٹی، چنے کا پانی، مچھلی، ٹماٹر، ٹماٹر کی ترکاری، چھاچھ، اُبلے ہوئے انڈے، پنیر، اور شدت پیاس میں پھاڑے ہوئے دودھ کا پانی مفید اغذیہ ہیں۔ اس کے علاوہ گرم مزاج والے لوگوں کے لئے قندھاری انار کا زیادہ استعمال بہت مفید ہے۔ موسم سرما میں چلغوزہ کا کثرت سے استعمال مفید ہے۔ اس مرض میں انگور اور جامن کا استعمال بھی فائدہ مند ہے۔

مضر غذائیں:۔ تمام میٹھی اور ایسی اشیاء جن میں نشاستہ زیادہ ہو۔

کمزوری قلب اور اختلاج

مُفید غذائیں مربہ آملہ، شربت بادام، کدو کی ترکاری، کھیرا (بیج نکال کر)، گاجر اور گاجر کا مربہ، کشمش، پختہ امرود، شریفہ اور چقندر مقوی قلب ہیں۔ اگر انار، انگور اور سیب کو کثرت سے استعمال کیا جائے تو فائدے میں بڑے بڑے کشتہ جات کا نعم البدل ثابت ہوتے ہیں۔ تازہ انگور، چیری، اناناس، انار، سنگترہ اور شفتالو کا استعمال مفرح اور مقوی قلب ہے۔ مریض کو ذہنی اور جسمانی آرام ضرور کرنا چاہئے۔ لیموں کا استعمال مفرح قلب ہونے کی بنا پر اختلاج کے لئے فائدہ مند ہے۔

امراض قلب میں متذکرہ بالا پھلوں کے عرق کا استعمال بالخاصہ فائدہ مند ہے۔

مُضر غذائیں ایسی چیزیں جو گیس پیدا کرتی ہوں یا خون کو گاڑھا کرتی ہوں۔ ہرگز استعمال نہ کریں۔

حاملہ اور حمل کی حفاظت

مفید غذائیں حاملہ عورت کیلئے انگور ایک نعمت ہے۔ اس کا بلاناغہ استعمال اس کو غشی، چکر، مروڑ، اپھارہ اور قبض وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ نیز بچہ بھی تندرست ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کشمش اور کم مقدار میں کبھی کبھار سرکہ کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔ غذا میں زود ہضم اشیاء، تازہ سبزیاں، دودھ اور تازے پھلوں کا استعمال فائدہ مند ہے۔

مضر غذائیں حاملہ کو بوجھ اٹھانے، سیڑھیوں پر زور سے چڑھنے، اُچھلنے کودنے اور دست آور ادویات اور چار ماہ بعد ہمبستری سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ گرم مصالحہ، کھجوریں، سیاہ تل، کونین سے پرہیز کرنا چاہئے اور سرخ و سبز مرچ بھی کم استعمال کرنا چاہئے۔

عبادت

لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عبادت نام ہے نماز پڑھنے کا، یا روزہ رکھنے کا۔ لوگوں کا یہ خیال محدود خیال ہے۔ عبادت کا وسیع مفہوم یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کی مرضی اور منشاء اور ان کے احکامات کو پیش نظر رکھیں ــــ یاد رکھئے کہ نماز اور روزے کی پابندی آسان ہے لیکن اللہ کی مرضی کو پیش نظر رکھ کر زندگی گزارنا صرف اُن لوگوں کا کام ہے جو فی الحقیقت خوف آخرت رکھتے ہوں۔

منگیتر کی روح

م۔ فیروز راحیل

جناب! مجھے افسوس ہے کہ کتاب نمبر ۲۰۰ اس وقت اسٹاک میں موجود نہیں ہے!" سیلز مین نے شیشے پر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ سیلز مین کے جواب سے مایوسی بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا۔ نئی کتابوں کی فہرست مجھے بک شاپ کے مالک سے ملی تھی۔ ناشتے کے دوران میں نے فہرست پر سرسری سی نظر ڈالی اور کتابوں کا تعارف پڑھتے ہوئے اچانک میری نظر کتاب نمبر ۲۰۰ پر رک گئی۔ کتاب کے مختصر تعارف کے مطابق یہ نسخہ مسٹر جوزف جو کہ علم فلکیات اور نجوم کے دور سے تعلق رکھتا تھا جس میں زمانہ قدیم کی قوموں کے مذہبی عقائد کے ساتھ ساتھ روحوں کو اپنے اوپر سے ہم کلام ہونے کے متعلق مختلف طریقے بھی درج تھے۔ علاوہ ازیں مصری اور یہودیوں کے علوم ارواح اور ان سے ہم کلام ہونے کے پراسرار طریقوں کا اندراج بھی ایک باب میں تفصیل سے درج کیا گیا تھا۔

گزشتہ پچیس برسوں میں علوم ارواح کے موضوع پر اگرچہ بہت سی کتابیں میرے مطالعے سے گزری تھیں لیکن اس نسخے کے مختصر تعارف میں کچھ ایسی باتیں نظر آ رہی تھیں اور مجھے یقین ہو چلا تھا کہ یہ نسخہ فیوڈل ازم کے دور کے مشہور اور شہرت یافتہ ماہر نجوم ڈاکٹر جان ڈی کی تصنیف ہے، اور اگر میرا خیال درست ہے تو پھر یہ دنیا کی حقیر ترین اور نادر کتاب کہلانے کی حقیقت رکھتی ہے۔

چنانچہ جلدی جلدی چائے حلق میں انڈیلی اور میرا شوق مجھے ایجرٹن بک شاپ تک کھینچ لایا۔ آدھی ایجرٹن بک شاپ تک پہنچنے میں مجھے دس منٹ لگے ہوں گے اور آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سیلز مین کا جواب سن کر مجھے کتنی مایوسی ہوئی ہو گی...

سیلز مین نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا: "وہ دیکھئے مسٹر ایجرٹن آ رہے ہیں، بہتر ہے اس سلسلے میں آپ ان سے بات کر لیجئے"

میں دکان کے مالک کی طرف مڑا جو اس وقت غالباً دکان سے باہر جا رہا تھا۔

"مسٹر ایجرٹن! کیا فہرست میں درج شدہ کتاب نمبر ۲۰۰ بک چکی ہے؟" میں نے مسٹر ایجرٹن کو فہرست دکھاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ نسخہ ابھی نہیں بکا ہوگا۔ بہرحال میں صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

مجھے اس دکان سے کتابیں خریدتے پندرہ برس گزر چکے تھے۔ ایجرٹن جیسا با اخلاق اور ہمدرد قسم کے دکانداروں میں سے تھا اور اپنے پرانے گاہکوں کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کی پسند کا خیال رکھتا تھا۔

میرے سوال پر ایجرٹن رکا اور اسی لمحے میں نے محسوس کیا کہ اچانک اس کے چہرے پر کرب چھا گیا اور ماتھے کی لکیریں زیادہ گہری ہو گئیں۔ اس نے مجھے بڑی معنی خیز نظروں سے دیکھا اور قدرے توقف کے بعد مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا: "کیا آپ میرے ساتھ میرے کمرے میں تشریف لے چلیں گے؟"

میں کوئی جواب دیئے بغیر ایجرٹن کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ایجرٹن کا دفتر بالائی منزل پر تھا۔ ہم فہرست اسسٹنٹ کے کمرے کے ساتھ سے گھومتی ہوئی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ اگرچہ ایجرٹن کا بیشتر کاروبار عام کتابوں کی خرید و فروخت تھا۔ تاہم ایجرٹن بک شاپ کی ماہانہ فہرست میں کبھی کبھی نادر و نایاب کتابوں کے قدیم نسخے بھی نظر آ جاتے تھے۔ اس کی اصل وجہ دراصل ایجرٹن کی ذاتی دلچسپی تھی۔ وہ اپنے پرانے گاہکوں کا ذوق و خیال رکھتا تھا مگر ہر ماہ نئے نسخوں کی فہرست ازحد لگن سے اپنے گاہکوں کو مہیا کرتا تھا جن میں گزشتہ پانچ سو برسوں میں تقریباً نادر و نایاب نسخے۔ ایجرٹن چونکہ جانتا تھا میرے ساتھ کی شناسائی سے اچھے خاصے دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے۔

کتابوں کی خرید و فروخت کے علاوہ ایجرٹن خود بھی ایک علم دوست آدمی تھا، اور اپنی علمی تشنگی بجھانے کیلئے وہ اکثر یورپ کی بڑی لائبریریوں کی خاک چھانتا رہتا تھا۔ کئی بار ایجرٹن سے برٹش میوزیم کی لائبریری میں ملاقات ہو جاتی تھی۔

میں ایجرٹن کے ساتھ اس کے دفتر میں داخل ہوا۔ کمرہ کافی کشادہ تھا جس میں چاروں طرف لگی ہوئی الماریوں میں پرانی اور نئی کتابیں ترتیب سے سجی ہوئی تھیں۔ ایجرٹن نے بڑے تھکے تھکے انداز میں مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ جس نسخے کو ایک نظر دیکھنا چاہتے ہیں اسے میں نے خود تلف کر دیا ہے!"

ایجرٹن کے چہرے پر کرب کی لکیریں اور گہری ہو گئیں۔

"ارے ---- آخر کیوں؟" میری حیرانی کی حد نہ رہی "آخر آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"آپ کو یہ سب حقائق جان کر یقیناً دکھ ہو گا ---- یہ ایک حادثہ تھا ---- روح فرسا حادثہ!"

ایجرٹن نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور خالی خالی نظروں سے سامنے الماریوں کی طرف دیکھنے لگا۔ میرا اندازہ تھا کہ ایجرٹن اس معاملے میں زبان کھولتے ہوئے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ لیکن میں نسخے کے تلف ہونے کی تفصیل جاننا چاہتا تھا اور میرا تجسس لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جا رہا تھا۔ آخر چند لمحوں کے توقف کے بعد ایجرٹن مجھے دیکھ لینے میں بولا،

”میں جن دنوں فارغ تھی اور ناقابلِ یقین حد تک خوش ہوا تھا کرنے والا ہوں۔ اس سر عنوان پر آپ کو معلوم ہے کوئی وسیع ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس حادثے کے پس منظر کو ابھی طرح سمجھ سکیں گے —— ایجرٹن کی آواز جیسے کنویں کی گہرائی سے آرہی تھی۔ ایک لمبا سانس لے کر اس نے سر اٹھایا۔

”آپ میری دکان کے منیجر مسٹر مرٹن کو ابھی طرح جانتے ہوں گے؟“

”ہاں ہاں کیوں نہیں؟“ میں نے کہا۔ ”اس دکان میں مرٹن کو میں گزشتہ پندرہ سال سے دیکھ رہا ہوں۔“

”میرا خیال ہے اس سے پہلے میں نے مرٹن کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں بتایا۔“ ایجرٹن کے چہرے پر غم اور دکھ کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔

”مرٹن ۱۹۱۳ء میں آکسفورڈ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد کسی ملازمت کی غرض سے لندن آیا تھا۔ ان ہی دنوں یورپ میں جنگِ عظیم اول کے شعلے بھڑک اٹھے اور مرٹن کو بھی جبراً بھرتی کر لیا گیا۔ اس طرح جوانی کے چار سال تک وہ آگ اور خون کا یہ کھیل مختلف محاذوں پر اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ ہزاروں انسانوں کی لاشیں، متعفن لاشوں، یتیم ہوئے بچوں، والدین اور بھائیوں کے لیے روتی اور سسکتی نوجوان لڑکیاں، دو گھونٹ پانی کیلئے سسک سسک کر کراہتے ہوئے بے سہارا بوڑھے اور ایسے ہی ہزاروں دل خراش واقعات نے اس کے حساس ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور نتیجتاً وہ جدید تہذیب کی طمع بازی اور حصولِ اقتدار کے لیے انسانوں کی اندھی دوڑ دیکھ کر معاشرے سے متنفر ہو گیا۔ وہ ۱۹۱۸ء میں فوج سے فارغ ہوا۔ لیکن ذہنی طور پر مفلوج اور ایک اعصابی مریض بن کر۔

وطن واپس آنے پر اسے معلوم ہوا کہ جنگ کی آگ میں اس کے والدین بھی بھسم ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر پہلے اس پر سکتہ طاری ہو گیا —— پھر اسے کافی عرصہ لگا۔ زندہ رہنے کیلئے اب اسے کسی ملازمت کی ضرورت تھی اور اسی ضرورت نے اسے میرے پاس پہنچا دیا تھا۔ میری دکان میں وہ پندرہ برس تک نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے کام کرتا رہا۔“ یہ کہتے کہتے ایجرٹن کی آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے اور آواز بھرا گئی۔ تھوڑے سے توقف کے بعد اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

”دکان کے دوسرے معاملات کے علاوہ مرٹن کا اصل کام نئی آنے والی کتابوں کی ماہانہ فہرست تیار کر کے گاہکوں کو روانہ کرنا تھا۔ اسے مطالعے کا بھی شوق تھا اور کتابوں کا تعارف لکھنے کیلئے اسے بیشتر کتابوں کو پڑھنا بھی پڑتا تھا چنانچہ وہ دن رات کتابیں پڑھنے اور تعارف لکھنے میں مصروف رہتا۔ گزشتہ کئی برسوں کی فہرستوں کے مختصر لیکن جامع تعارف مرٹن ہی کی محنت کا نتیجہ ہیں۔ وہ قدرے تنک مزاج بھی تھا اور اپنی طبیعت کے خلاف معمولی سی بات بھی برداشت نہ کرتا تھا۔ لیکن مجھے اس کی ذہنی کیفیت سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ اصل میں ماضی کے تلخ واقعات نے ذہنی انتشار کے سوا اسے کچھ بھی نہ دیا تھا اور ایسے حالات میں اسے پیار اور ہمدردی کی اشد ضرورت تھی۔ وہ بنیادی طور پر وفادار یعنی نرم گو شخص تھا۔ کئی کئی ہفتے وہ بالکل خاموش رہتا اور اپنے کمرے میں کتابیں پڑھتا اور ان کے تعارف لکھنے میں مصروف رہتا۔ اس کی محنت اور اچھا کام مدِ نظر رکھتے ہوئے میں بھی اس کی چھوٹی موٹی غلطیاں درگزر کر دیتا تھا۔

گزشتہ برس غالباً ستمبر کے مہینے میں وہ ایک صبح میرے کمرے میں آیا اور مجھے بتایا کہ اس کی منگنی ہو گئی ہے اور جلد ہی اس کی شادی ہونے والی ہے۔ مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرانی بھی! تاہم میں نے اس کو نہایت گرم جوشی سے مبارکباد دی اور شادی کے بعد تنخواہ میں معقول اضافے کا بھی وعدہ کیا۔ اس کی منگیتر اکثر اس سے دکان پر بھی ملنے آیا کرتی تھی اور ایک بار مرٹن نے مجھ سے تعارف بھی کروایا تھا۔ پہلی نظر ہی میں مجھے وہ لڑکی پسند آئی۔ میرا خیال تھا مرٹن جیسے لاابالی شخص کو جیسی بیوی کی ضرورت تھی اس لڑکی میں تمام خوبیاں موجود تھیں۔ بہت جلد مرٹن اور وہ ایک دوسرے کے بہت قریب آچکے تھے۔ مرٹن بھی بہت بدل گیا تھا۔ اب نہ اس میں تنہائی اور خاموش رہنے کی عادت تھی نہ تنک مزاجی اور نہ پہلے کی سی جھجک بلکہ اس کی آنکھوں میں پھر سے زندگی کی چمک لوٹ آئی تھی۔

میں نے بڑی بے چینی سے اپنی کرسی میں پہلو بدلا۔ میں حیران تھا کہ اس کہانی سے آخر کتاب ”نمبر ۹“ کا کیا تعلق ہے۔ لیکن شاید ایجرٹن میری بے چینی بھانپ گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو کھولتے ہوئے کہا:

”آپ یہ خیال نہ کریں کہ اس کہانی کا اصل موضوع سے کوئی تعلق نہیں بلکہ آپ مزید واقعہ سن کر خود ہی تسلیم کریں گے کہ کتاب ”نمبر ۹“ کا اس تمام واقعے سے کتنا گہرا تعلق ہے۔

اسے بدقسمتی کہیے کہ چار ماہ کے بعد مرٹن کی منگیتر ایک موٹر کے حادثے میں ہلاک ہو گئی۔ قدرتی امر تھا کہ مرٹن کو اپنی منگیتر کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔ اس کے باوجود میں نے مرٹن کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہ دیکھے تھے۔ تاہم مرٹن پہلے سے بھی زیادہ خاموش ہو گیا تھا۔ ماضی کی تنہائی عود کر آئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے پہروں کمرے میں تنہا بیٹھا رہتا۔ چند ہی ہفتوں میں اس کے چہرے سے طویل بیماری کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ظاہر ہے اس کی روز بروز گرتی ہوئی صحت میرے لئے تشویش کا باعث تھی۔ چنانچہ میں نے اسے کسی ڈاکٹر سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے علاوہ ایک ماہ کی چھٹی دینے کا بھی وعدہ کیا لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ اگر وہ میرا قدیم کا آشنا پرانا اور محنتی ملازم نہ ہوتا تو ایسے حالات میں یقیناً میں اسے نوکری سے جواب دے دیتا۔ لیکن میں ہر طرح اس کی دلجوئی کرتا اور ان ہی دنوں مرٹن سے مختلف موضوعات پر بڑی تفصیل سے گفتگو بھی ہوئی جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ مافوق الفطرت اور کالے سحر جیسے علوم کے مطالعے نے اس کا ذہن بری طرح متاثر کیا ہے اور روحوں کو بلانے اور ان سے ہمکلام ہونے کے متعلق کچھ تجربے بھی کر چکا ہے۔ اس نے گفتگو کے دوران مافوق الفطرت علوم کے بارے میں میرا نظریہ بھی معلوم کرنا چاہا۔ دراصل ان طریقوں کے بارے میں مرٹن کا عمیق مطالعہ اور دلچسپی اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ وہ اپنی منگیتر کی روح کو بلا کر اس سے باتیں کرنے کا متمنی تھا اور اسے اپنی کامیابی کا پورا یقین بھی تھا۔ اگرچہ میں مرٹن کے گہرے مطالعے سے بہت متاثر ہوا تھا لیکن مجھے یہ سوچ کر سخت دکھ ہوا کہ ایک بالغ اور ذی شعور شخص پر ارواح و آسیب کا سودا سوار ہو چکا ہے۔

ان دنوں مرٹن کی حالت بڑی غیر تھی۔ میں نے شہر کی ایک لائبریری سستے داموں خریدی تھی۔ اس لائبریری

میں کئی قیمتی اور نادر نسخے موجود تھے۔ چند قلمی نسخے بھی تھے جو سو برس پہلے کے تصنیف کئے گئے تھے اور پراسرار علوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو جو فہرست بھیجی گئی تھی اس میں اس لائبریری کی صرف نصف کتب درج ہیں۔ لیکن میں بعد از حد تمام کتابوں کی فہرست اپنے پرانے اور باذوق گاہکوں کو بھیج دینا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مرٹن اس لائبریری کی صرف ایک تہائی کتابوں کی فہرست ہی تیار کر سکا تھا۔ باقی کام میں نے خود کیا ہے۔ ادارے کے دوسرے آدمی ابھی اس قابل نہیں کہ کتابوں کی فہرست اور ان کے جامع تعارف لکھ سکیں۔ یہ نہایت عرق ریزی کا کام ہے۔ آپ نے جو فہرست پڑھی ہے۔ اس میں مافوق الفطرت علوم کے بارے میں دوسری کتابوں کے علاوہ ”نمبر ۹“ بھی درج ہے۔ یہی وہ فہرست ہے جسے مرتب کرتے ہوئے مرٹن نے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ اس نے دن رات ان کتابوں کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا تھا۔ اپنی منگیتر کی موت کے بعد اسے اس طرح دلچسپی اور غیر معمولی طور پر کام کرتے ہوئے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور مجھے پوری امید تھی کہ مرٹن آہستہ آہستہ اپنی منگیتر کی موت کا صدمہ بھول جائے گا۔ اور پہلے کی طرح کام کرنے لگے گا۔

اس بات کو آج ایک ہفتہ گزرا کہ مرٹن دکان بند ہونے سے چند منٹ پہلے میرے پاس آیا اور کتاب ”نمبر ۹“ کی قیمت پندرہ پونڈ میرے سامنے رکھ دی۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کیونکہ اسے کتابیں جمع کرنے کا شوق نہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ اپنی تنخواہ کے مطابق اسے یہ مہنگا شوق راس نہیں آئے گا۔ چنانچہ میں نے انکار کر دیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے کتاب ”نمبر ۹“ کے صفحات الٹ پلٹ کر غور سے دیکھے۔ یہ کتاب روحوں کو بلانے کے متعلق یہودیوں کے قدیم عقائد اور طریقوں، افریقہ کے جنگلی قبیلوں کے روحوں کو بلانے کے مختلف ”عملیات“ منتروں، حضرت سلیمان کے پراسرار علوم وغیرہ سے بھری پڑی تھی۔ جگہ جگہ مختلف نقشے بنے ہوئے تھے۔ درحقیقت روحوں کو بلانے کے علم پر اب تک اتنی مکمل اور ضخیم کتاب میری نظر سے نہ گزری تھی۔ اس کتاب میں منتر پڑھ کر ٹونکے اور جادو کے ذریعے روحوں کو بلانے کے کئی طریقے لاطینی زبان میں بھی درج تھے۔ اس قسم کی کچھ کتابیں میں مطالعے سے گزار چکا ہوں۔ جس میں اور قدیم جنتر منتر زبان کے کئی وظیفے کالا جادو کرنے والے اکثر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے کچھ سوچ کر یہ کتاب تجوری میں رکھ دی اور اسے پھر کبھی خیال نہ آیا۔

پیر کے دن دوپہر کے وقت مرٹن نے مجھ سے تجوری کی چابی مانگی۔ مرٹن قابلِ اعتبار آدمی تھا۔ تجوری کی چابیاں اکثر اس کے پاس ہی رہتی تھیں۔ دراصل تجوری میں بہت نایاب کتابوں کے نسخے رکھے جاتے تھے۔ جب مرٹن ان کا تعارف لکھنا چاہتا تو چابیاں مجھ سے لے جاتا۔ میری دانست میں مرٹن کو ان کتابوں کا تعارف لکھنا تھا اس لیے میں نے اسے چابیاں دے دیں۔

ہم دکان شام کو اکثر چھ بجے کے قریب بند کرتے ہیں۔ میں سب ملازموں کے جانے کے بعد اکثر سات آٹھ بجے کے قریب جاتا ہوں۔ باقی ملازمین ٹھیک چھ بجے چلے جاتے ہیں۔ لیکن مرٹن اکثر آدھا پون گھنٹہ دیر سے جاتا تھا۔ اس شام میں مصروف تھا۔ مجھے ٹرینٹن بنک کی ایک کتاب سے چند حوالے نقل کرنا تھے۔ لیکن تمام شب کوشش کے باوجود مجھے مطلوبہ حوالے ڈھونڈنے اور نقل کرنے میں خاصی دیر لگ گئی۔ اس وقت تقریباً ساڑھے سات بجے تھے۔ میرا خیال تھا کہ مرٹن جا چکا ہوگا۔ مجھے مرٹن کے جانے کا اس کے کمرے کا دروازہ کھلنے اور پھر بیرونی دروازے کے بند ہونے کی آواز سے پتہ چل جاتا تھا۔ دکان کے درمیان صرف ایک بلب روشن تھا کہ اچانک مجھے سیڑھیوں کے نیچے واقع مرٹن کے کمرے سے ایک دلدوز چیخ سنائی دی۔ میرا خیال ہے میں نے زندگی میں اتنی دلخراش چیخ کبھی نہیں سنی۔ یہ مرٹن کی آواز تھی۔ میں نے تیزی سے اپنے دفتر کا دروازہ کھولا اور دل تھامتے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے بھاگا۔

ہال میں روشن بلب کی ہلکی سی روشنی میں میں نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی اور یہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ مرٹن کے کمرے میں تاریکی چھائی ہوئی ہے اور مرٹن دروازے کا ہینڈل گھمانے میں مصروف ہے۔ اچانک اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ تیزی سے بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ میں اسے آواز دینا چاہتا تھا۔ لیکن الفاظ میرے حلق میں اٹک کر رہ گئے۔

اسی لمحے مرٹن کے کمرے میں کسی چیز کے گرنے کی اس قدر تیز آواز آئی کہ میں کانپ گیا۔ اچانک مرٹن کے کمرے کا دروازہ زور سے کھلا اور ایک سایہ تیزی سے ہال کی طرف جاتا ہوا محسوس ہوا جو بیرونی دروازے کے قریب جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا۔ میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا تھا۔ میں اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑا پھٹی پھٹی آنکھوں سے روشنی میں ہال کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک مجھے فضا میں لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی ہوئی عجیب سی بدبو کا احساس ہوا۔ بدبو اتنی شدید تھی کہ سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ میرا دم گھٹ رہا تھا اور خوف کے مارے چیخیں بھی نہ نکل سکیں۔

ایسی بدبو سے مجھے زندگی میں آج سے پچاس سال پہلے صرف ایک بار سابقہ پڑا تھا۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ کسی تفتیش کے سلسلے میں ہمارے گاؤں کے قبرستان سے پولیس ایک قبر کھودنے کیلئے آئی تھی۔ چند آدمی قبر کھود رہے تھے اور گاؤں کے بہت سے لوگ قبرستان کی چاردیواری کے گرد کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ایک پولیس افسر نے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کے لئے کہا۔ میرے لئے یہ بڑا دلچسپ معاملہ تھا چنانچہ میں پولیس والوں کی نظروں سے بچتا ہوا ایک گھنے درخت کے تنے کے پیچھے چھپ کر سارا منظر دیکھتا رہا۔ جب تابوت قبر سے نکالا گیا تو فضا میں اتنی شدید بدبو پھیلی کہ سانس لینا دوبھر ہو گیا۔

اس وقت دکان میں پھیلی ہوئی بو بالکل ایسی ہی تھی۔ اس قدر تعفن تھا کہ میرے دماغ کی رگیں پھٹنے لگیں اور مجھ پر غشی سی طاری ہونے لگی۔ میں نے اپنے حواس کو مجتمع کیا اور واپس آکر کمرے میں بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھا چند منٹ سوچتا رہا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ کس طرح اور کیوں ہوا۔ اچانک ذہن میں آیا کہ مرٹن بھاگ کر کہیں گیا ہوگا۔ میں نے اپنے دل کو سنبھالا اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ دکان میں سناٹا تھا۔ مرٹن کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچ کر میں نے بجلی کا سوئچ دبایا۔ ہر چیز اپنی جگہ جوں کی توں موجود تھی۔ میں تیزی سے دکان سے باہر نکلا اور ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ لیکن مرٹن کہیں دکھائی نہ دیا۔ مرٹن کی رہائش قریبی محلے میں تھی۔ سوچا

شاید وہ اپنے گھر گئی ہو۔ میں نے دکان کو تالا لگایا اور پیدل بورن کی طرف چل پڑا۔ ابھی میں نے بمشکل آدھا فرلانگ کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سڑک کے درمیان بہت سے لوگ جمع ہیں۔ "حادثہ" ___ میرا ماتھا ٹھنکا۔ میں تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں پہنچا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ میرے پندرہ سالہ رفیق اور غمگسار ساتھی کی لاش خون میں لت پت سڑک پر پڑی تھی۔ اس کا جسم بری طرح کچلا گیا تھا ایک پولیس والے سے معلوم ہوا کہ وہ جھٹکے سے بھاگتا ہوا سڑک عبور کر رہا تھا کہ تیز رفتار بس کے نیچے کچلا گیا اور موقع پر ہی دم توڑ دیا۔ مرحوم کا پوسٹ مارٹم اور تجہیز و تکفین تقریباً رات کے دس بجے مکمل ہوئی۔

میں اپنے ساتھی کو اپنے ہاتھوں لحد میں اتار کر جب واپس دکان میں پہنچا تو میرے جسم کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا اور ذہن کی جو کیفیت ہوگی اس کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں

صرف چند گھنٹوں کے اندر کتنے حیران کن واقعات رونما ہو چکے تھے۔ میں ہال کمرے کی زرد روشنی میں ہر چیز کی طرف دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ مرحوم کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ یہ دیکھ کر میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا کہ وہ منحوس کتاب نمبر ۲ مرحوم کی میز پر کھلی پڑی تھی اور قریب پڑے ہوئے پیڈ پر چند زائچے بنے ہوئے تھے۔ ایک علیحدہ کاغذ پر ایک ہاتھ بنا تھا جس کی تین انگلیاں جھکی ہوئی تھیں۔ میں نے پیڈ کے صفحات کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ روحوں کو بلانے کے سلسلے میں مرحوم کالے جادو کی بہت سی منزلیں طے کر چکا تھا۔

ابھی میں پیڈ کے صفحات دیکھ رہا تھا کہ ہال کمرے میں قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ سنائی دی۔ میں تیزی سے باہر نکلا ہال کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے گھڑی کی طرف نظر دوڑائی اچانک گھڑی نے گیارہ بجائے۔ گھڑی کے آواز میرے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح پڑ رہی تھی۔

میں واپس کمرے میں آیا اور اس منحوس کتاب کو جلتے الاؤ میں پھینک دیا۔ اگرچہ مافوق الفطرت علوم پر ایک نادر نسخہ تھا لیکن اس نے مجھ سے میرا بہت مخلص اور وفادار ساتھی چھین لیا تھا۔ ایک ایسا ساتھی جس نے ایک طویل عرصے تک میرا ہاتھ بٹایا اور مجھے کبھی کام کی زیادتی کا گلہ نہ ہونے دیا۔ اس لئے اس نسخہ کو تلف کر دینا ہی بہتر تھا۔

میں جانتا ہوں یہ سن کر آپ کو یقیناً دکھ پہنچا ہوگا کہ میں نے سارا واقعہ من و عن بیان کر دیا ہے۔ اگرچہ پراسرار علوم کی کتابیں بے حد فیض بخش ہیں لیکن آئندہ ایسی کتابیں میری بک شاپ میں جگہ نہ پا سکیں گی۔ ایسی کتابیں جو انسان کی رفاقت و رہنمائی کے بجائے زندگی سے فرار کی ترغیب کا ذریعہ ثابت ہوں۔ ■■

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

سفید بالوں کا علاج

قبل از وقت بال سفید ہونے کے بھی کئی اسباب ہیں۔ مثلاً دماغی تھکن، سر کی خشکی، عام کمزوری، دیر تک جاگنا، غصہ، رنج، اندیشہ یا فکر، کبھی کبھی کسی اور شدید بیماری کی وجہ سے یا بعد میں بھی بال سفید ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کے بال بیماری کی وجہ سے سفید ہوئے ہیں تو پھر وہ خود بخود سیاہ ہو جائیں گے اور اگر اوپر دیئے گئے کسی سبب سے آپ کے بال سفید ہو رہے ہیں تو اس سبب کو دور کیجئے۔ اس کے علاوہ بالوں کی صفائی کا خیال رکھئے۔ ان میں تارامیرا، سرسوں یا ناریل کے تیل کی مالش کیا کیجئے۔ جسمانی کمزوری دور کیجئے۔ اور ایسی غذائیں استعمال کیجئے جن میں وٹامن "بی" زیادہ سے زیادہ مقدار میں ہو۔ آپ کے بال جلد سیاہ اور مضبوط ہو جائیں گے۔

[illegible]

چھائیاں دور کیجئے

چھائیاں پڑنے کی بڑی وجہ جسم میں کیلشیم کی کمی ہوتی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ کیلشیم پیدا کرنے والی چیزیں زیادہ سے زیادہ کھائیں۔ چہرے کو گرد و غبار سے پاک رکھئے۔ اگر آپ کے چہرے کی جلد خشک ہے تو روزانہ رات کو سونے سے پہلے کوئی اچھی کولڈ کریم چہرے پر لگایا کیجئے۔ چہرے کو ہمیشہ نیم گرم پانی سے دھویئے اور کسی اچھے صابن کا استعمال کیجئے۔ چہرے پر بکثرت پانی کے چھینٹے مارا کیجئے۔ چہرے کو دھونے کے بعد نرم تولئے سے تھپک کر صاف کیجئے اور دو چمچے لیموں کے عرق میں ایک چمچہ بورک ایسڈ حل کر کے چہرے پر لگایا کیجئے۔ چھائیاں جاتی رہیں گی۔

کمزور بال مضبوط بنائیے

بالوں کی سفیدی اور کمزوری کا سب سے بڑا سبب جسمانی کمزوری ہے۔ آپ کسی اچھے ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروائیے۔ اس کے علاوہ مناسب آرام کیجئے رنج اور غصے کو پاس بھی نہ پھٹکنے دیجئے۔ کثرت مطالعہ سے پرہیز کیجئے۔ بالوں کو اچھی طرح دھویا کیجئے۔ اچھے کا شیمپو استعمال کیجئے۔ یہ آپ کو بازار سے آسانی سے دستیاب ہو جائے گا۔ بالوں میں خالص تیل کی خوب مالش کیا کیجئے۔ مالش کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اور نئے بال بھی نکل آتے ہیں۔ روزانہ صبح کم از کم دس منٹ تک بالوں میں مسلسل برش کیجئے۔ برش نرم بالوں والا ہونا چاہئے۔ آپ کے بال گرنے بھی بند ہو جائیں گے اور سفیدی بھی جاتی رہے گی۔

خم دار شانے ٹھیک ہو جائیں گے

عام طور پر زیادہ دیر تک کام کرنے سے شانے اندر کی طرف جھک جاتے ہیں اس کے علاوہ کبھی کبھی صحت کی خرابی سے بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ ہمیشہ سیدھا بیٹھنے کی کوشش کیجئے۔ اسی طرح چلتے پھرتے وقت بھی سیدھا رہنے کی کوشش کیجئے۔ زیادہ دیر تک کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر مت بیٹھئے [illegible] صبح یا شام کو سیر کرتے وقت دونوں ہاتھ پشت پر رکھا کیجئے۔ آپ کے شانے بہت جلد درست حالت میں آجائیں گے۔

کہانی

بھوتوں کا دیش

سری کرم بخش

ایک گزرا ہوا واقعہ اور کی بات ہے کہ ۲۳ اگست ۱۹۱۲ء کو جبکہ میں عمر کی بسنت بہاریں دیکھ رہا تھا۔ اتفاقاً میری ملاقات ایک عجیب و غریب انسان سے ہو گئی جو روحانیت کی لاانتہائی قوتوں کا حامل تھا۔ وہ خود سے تارک الدنیا ہو کر ساحل نیل کے ایک ویرانے میں نہایت خاموشی سے زندگی گزار رہا تھا۔ اسی لئے اس پر اسرار ہستی کے حالات سے کوئی بھی باخبر نہ تھا۔ اگر باخبر تھے بھی تو وہ جن، بھوت، دیو، پریاں یا وہ ہیں جن کو وہ حاضرات کے ذریعے اکثر بلا کر مونس تنہائی بنایا کرتا تھا۔ یا ایک میں تھا جس پر وہ ہر وقت اپنی غیر معمولی نوازشات کی بارش کرنے کو آمادہ نظر آتا تھا۔ اور اگر سچ پوچھو تو مجھ کو بھی اس سے بے انتہا محبت تھی۔ میں اس کی صحبت میں بالکل بے تکلف تھا، اور اس کی مہربانیوں نے مجھے کچھ گستاخ بنا دیا تھا۔

ایک دن میں اس کے مکان پر سیاروں میں امکان آبادی کے موضوع پر تبادلہ خیالات کر رہا تھا اور اپنے نظریہ کی تائید میں دلائل عقل سے ثابت کر رہا تھا کہ چونکہ بعض سیارے آفتاب سے اس درجہ قریب تر ہیں جو اس کی شدت حرارت سے گرفتار رہتے ہوئے کے باعث آبادی سے خالی ہیں اور بعض اس درجہ بعید فاصلے پر واقع ہیں کہ وہاں تک آفتاب کی گرم شعاعیں نہ پہنچنے کے باعث اس درجہ سرد اور تاریک ہیں کہ وہاں کسی جاندار ہستی کا زندہ رہنا ہی ممکنات سے بعید ہے۔

اس نے تمسخرانہ تبسم سے میرے اس نظریہ کا استقبال کیا اور کہنے لگا۔ میرے عزیز دوست آپ ہی کا نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا یہی خیال ہے۔ لیکن آپ یقین جانئے کہ ایسی محدود معلومات والے انسانوں کو ابھی بہت کچھ معلوم کرنا باقی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ کرہ باد میں بے شمار مخلوق دنیا آباد ہیں۔ جن میں سے بہت سی تو ہمیں نظر آتی ہیں۔ جن کو ہم ستاروں کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن بہت سی اتنی لمبی مسافت پر واقع ہیں جن کو ہماری کمزور نگاہیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔ میں تمہاری خاطر اس ناقابل انکار حقیقت کے انکشافات کی زحمت گوارا کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم خوف سے کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو تمہارے اور میرے لئے باعث نزاع بن سکے، کیا تم تیار ہو؟ وہاں جا کر تم کرہ باد کے متعلق ملکوں میں سے کون کون سے ملکوں کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہو۔

میں نے عرض کیا جیسے کرم شفیق اس وقت اہل دنیا کا زیادہ تر رجحان ارواح سے متعلق ہے۔ اگر آپ وہاں کے حالات منکشف کرا دیں تو میں ممنون ہوں گا۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا بہتر ہے کہ ہم لوگ بھی آج شب کو ملک ارواح کی وسعت خیالوں میں آتشیں قبا ہوا لباس اوڑھ کر وقت مقرر ہوا ہے۔ آج ہمارے کرم سے ہم ملک کو قریب آ گیا ہے جس ملک سے ہم ۱۲ سال تک اس درجہ تک ہو ناممکنات سے ہے۔ یہ عجیب و غریب ملک آج ہماری زمین سے ۳۲ کروڑ ۵۰ لاکھ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں کی مناظر قدرت اور آتشی مخلوق ہے جو ہماری طرح عزیز زندگی کی محتاج نہیں۔ وہاں ایک پری کی خوبصورت شکل ہوتی ہے اور ایک خوبصورت سانپ کی کینچلی اس کے جسم پر لپیٹ لینے کے قابل ہوتی ہے۔ یہ علم اپنے عجائبات کے لحاظ سے بالکل الگ ہے۔ وہاں کی تہذیب ہماری تہذیب سے قدرے مختلف ہے جیسی قدرت آفتاب ماہتاب ہے۔ عام طور پر یہاں کے ساکنان بھوتوں کی خوشنما بیلا شگفتگی میں راتیں بسر کرنے کے عادی ہیں۔ لیکن جونہی صبح تازہ دم آفتاب طلائی سمندر سے غسل کر کے برآمد ہوتا ہے تو کائنات کا ہر ذرہ اس کی پذیرائی کے لئے اپنی ہستی کا ثبوت نہایت اہتمام سے پیش کرنے لگتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ صبح کی درخشاں پیشانی پر شب اپنا الوداعی بوسہ ثبت کر کے رخصت ہو تمام معابد گاہوں کی عنفوان شباب میں ڈوبی ہوئی کنواریاں نہایت خدم و حشم سے آبشاروں کے شاداب ساحلوں پر جمع ہو کر سلیمان دیوتا کی پذیرائی کے لئے سجدہ کو سر بہ خم ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کی بیچ و خم سے بل کھا کر شانوں پر نسیم سحر سے لہرانے والی زلفیں اپنی شمیم انگیزیوں سے تمام فضا کو معطر و منور کر ڈالتی ہیں۔ جس سے تمام رات کی بے دار مخلوق مدہوش سو جاتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں سب بجا و درست لیکن اسکا ثبوت؟

اس نے ثبوت کے لفظ کو دہراتے ہوئے کہا کہ اس کا ثبوت میں ابھی دیئے دیتا ہوں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرۂ چلہ گاہ میں لے گیا۔ یہ مختصر سا کمرہ ہر طرف سے بند تھا۔ صفائی کا خاص اہتمام تھا۔ ضروریات کی تمام چیزیں جو ایک عامل کو اپنا پورا عمل کرنے کیلئے درکار ہوتی ہیں۔ مہیا و موجود تھیں۔ اس نے مجھے فرش پر اپنے قریب بٹھالیا اور عمل کا ضروری سامان فراہم کرکے میرے اور اپنے گرد ایک بڑا مدور حصار کھینچا مجھے تاکید کردی کہ میں خواہ کوئی بھی صورت کیوں نہ پیش آئے خوف نہ کھاؤں اور نہ اس کے کسی معاملے میں دخل انداز ہوں۔

میرے وعدہ کرنے پر اس نے اپنا عمل شروع کیا۔ کچھ آیات مقدسہ پڑھتا جاتا تھا اور دہکتے انگاروں پر خوشبودار چیزیں ڈالتا جاتا تھا جس کے خوشبودار دھوئیں سے تمام کمرہ بھر گیا۔ پڑھتے پڑھتے جب وہ ایک خاص منزل پر پہنچا تو لکڑیوں پر دم کرکے چاروں طرف پھینک دیا۔ جن کے پھینکتے ہی تمام سمت سے شور برپا ہوگیا۔ بلیوں کی جنگ کا ایک طوفان بدتمیزی تھا۔ جس کے خوفناک شور سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ خدا کی پناہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صدہا بلیاں جن میں بندر اور لنگور بھی شامل ہیں۔ خونخوار جنگ میں برسرپیکار ہیں۔ گوکہ بندر و بلیوں کی جنگ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ تاہم وہ کیفیت ایسی خوفناک اور ڈراونی آوازیں لئے تھے کہ سینہ میں دل اچھل جاتا تھا۔ مگر اس نے پھر کچھ پڑھ کر بائیں دم کیا۔ وہ خوفناک شور یک لخت بند ہوگیا۔ لیکن ہر چہار سمت سے زرد لیکن دھندلی شعاعیں تاریکی کو پھاڑ کر ہم دونوں پر پڑنے لگیں۔ گویا صدہا سرخ لالٹینیں تھیں جو ہم پر ڈالی جارہی تھیں۔ میں نے حیرت زدہ ہوکر اس روشنی کی برآمدگی کی جگہ کو دیکھا تو خوف سے لرز گیا کہ تاریکی میں بہت سی ہیبت ناک شعلہ بار آنکھیں ہم کو غصے سے گھور کر دیکھ رہی ہیں اور یہ شعاعیں ان ہی کی آماجگاہ ہیں۔ میں شدت خوف سے مثل بید کے کانپنے لگا۔ میرے ساتھی نے کھڑے ہوکر پھر کچھ دم کیا اور زمین پر زور سے پیر مارا اس کی اس حرکت سے ایک ہیبت ناک دھماکا ہوا جیسے کسی نے ڈرینڈ ناٹ توپ داغ دی ہو۔ بھونچال سا آگیا۔ تمام کمرے کی زمین دہل گئی۔ اور زمین میں ایک بڑا سا شگاف پیدا ہوگیا۔ اس شگاف سے چیخنے چلانے کی سی آواز آنے لگی۔ لیکن وہ آواز بتدریج ترقی کرنے لگی۔ اور اس درجہ بلند ہوگئی کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اب اس گھڑگھڑاہٹ میں مختلف جانوروں کی پرشور آوازیں بھی شامل ہوگئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خونخوار درندوں کا اژدہام ہے جو تیزی سے ہماری طرف بڑھا چلا آرہا ہے کہ شگاف سے ہیبت ناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ایک بہت ہی بڑے مٹکے کی جسامت کا سر آہستہ آہستہ برآمد ہوا۔ اس کی آنکھیں گول اور سرخ و سیاہ منہ بہت زیادہ چوڑا ہوا۔ ناک چپٹی، کان ہاتھی جیسے، سر پر بال اگے ہوئے، دانت نکلے تھے لیکن عجیب جسم نہایت مختصر تھا۔ گولائی زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ یا دو فٹ قطر کی ہوگی۔ ہاتھ پیر چھوٹے لیکن ہتھیلیاں طباقی کی طرح چوڑی۔ آنکھوں میں بڑے بڑے خونخوار ناخن۔ اس نے ہم کو دیکھ کر دہشت ناک طور پر خوشی کی ایک چیخ ماری اور درست چھلانگ کر ہماری طرف بڑھا کہ

شگاف سے کسی کے آنے کی چاپ سنائی دی۔ اللہ اکبر عجیب الخلقت مخلوق تھی کہ اور جس طرح بلی چوہے کی تاک میں چھپ جاتی ہے کہ اس کے اندر سے ایک بڑا سا خونخوار بھیڑیا نکلا جس کو اس نے فوراً دبوچ لیا۔ اس نے ہر چند ہاتھ پیر مارے۔ لیکن وہ اس کے قوی چنگل کی گرفت سے چھوٹ نہ سکا۔ اور نہایت درندگی سے چبا ڈالا۔ اس کے بعد وہ گوشہ میں بیٹھا ہوا اس کی ہڈیاں چبا رہا تھا جس کی آواز دلوں میں وحشت پیدا کررہی تھی۔ اس کی نگاہ برابر ہماری جانب لگی ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مختصر ناشتہ سے فارغ ہوکر سب سے پہلے ہماری طرف رجوع ہوگا کہ شگاف میں پھر دھما چوکڑی کی آواز آنے لگی۔ اس نے بھیانک منہ بنا کر کان کھڑے کئے اور پوری توجہ سے اس کے اندر دیکھنے لگا۔ شگاف سے برابر آواز چلی آرہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی زبردست کشمکش ہورہی ہے۔ ایک چیخ کی آواز آئی جس سے میرے تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ کسی کے زور سے جاگنے کی آہٹ سنائی دی اور ساتھ ہی ایک سیاہ فام موٹے ہونٹ اور سرخ انگارہ جیسی آنکھوں والا قوی الجثہ حبشی نکل کر بے تحاشہ بھاگا کہ گھبراہٹ میں بڑے سر والے سے الجھ کر دھڑام سے گرا۔ اس کے پیچھے ہی ایک خونخوار کوہ پیکر ڈیل ڈول کا جن جس کے تمام جسم پر بڑے بڑے ریچھ جیسے سیاہ لمبے بال تھے۔ چہرہ اور پنجہ شیر جیسا خونخوار سر پر دو بڑے بڑے سینگ، ماتھے پر ناک جیسے نوکری جنگلی بھینسے کی طرح، ڈکراتا اور اژدہے کی طرح پھنکارتا ہوا تعاقب میں برآمد ہوا۔ حبشی کو اٹھا کر نہایت بے دردی سے فرش زمین پر پٹک دیا۔ جس سے ہمارے کمرے کی تمام زمین دہل گئی۔ حبشی تھا سخت جان، شدید چوٹ کھانے کے بعد بھی اٹھ کر بھاگنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اس کے خونخوار پنجوں نے اس کے جسم کے چیتھڑے اڑا دیئے غریب کے تمام جسم سے خون کے فوارے چل نکلے جس سے تمام کمرہ لالہ زار ہوگیا۔ فرش زمین پر خون کی کیچڑ ہوگئی۔ خون نشیب میں جمع ہو ہوکر جم رہا تھا کہ بالآخر بیچارے نے نہایت کرب دہ چیخوں سے تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ اس کو وہ خونخوار مردم خور گھسیٹ کر بڑے سر والے کے پاس لے گیا اور دونوں نے اس کی تکہ بوٹی کرکے آناً فاناً میں ختم کردیا۔ آخری لقمہ چباتے ہوئے بڑے سر والے نے دریافت کیا کہ اس کے بعد کیا ارادہ ہے۔ تو اس خونخوار جن نے بھیانک منہ بنا کر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے مہیب آواز سے کہا کہ اس کو کھاؤں گا۔ میری خوف سے ایک چیخ نکل گئی اور میں اپنے ساتھی سے بری طرح چمٹ گیا۔ میری اس حرکت سے تمام کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ نہ تو وہ زرد شعاعیں رہیں اور نہ زمین میں شگاف نہ جنوں کی خوراک گھومیں کا سناٹا تھا۔ اور خوشبودار دھواں گھوم کر ضعیف سی تاریکی پیدا کررہا تھا۔ عامل نے غصہ و ملامت آمیز نظر سے مجھے دیکھا اور میں شرم سے دریائے ندامت میں ڈوب گیا۔ وہ میرا انفعال محسوس کرکے متاثر ہوا۔ اور تسلی دیتے ہوئے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں، وہ واقعہ ہی ایسا خوفناک تھا کہ تم تو کیا اگر رستم بھی دیکھ پاتا تو اس کا زہرہ آب ہوکر بہہ جاتا۔ میں غلطی پر نادم ہوں۔ کیونکہ میں نے

وہ ذریعہ کیوں نہ اختیار کیا جو اس درجہ خوفناک نہیں ہوسکتا۔ میرا مقصد صرف تم کو مریخ کی سیر کرانا ہے۔ یہ مجھ وہاں کی تہذیب و تمدن ہماری دنیا سے بالکل مختلف ہے اسلئے بہتر ہے کہ قبل اس کے کہ تم اس دنیا میں داخل ہو تمہاری ملاقات کسی ایسی ہستی سے کرادی جائے جس سے تمہاری معلومات میں کافی اضافہ ہوسکے۔ میں ابھی خاموش ہی تھا کہ وہ اٹھا اور الماری سے نقرئی گلاب پاش لے کر اس کے چھینٹوں سے کمرہ کو معطر کردیا۔ عمل کا دوسرا سامان فراہم کرکے عود و سوز کی آگ تبدیل کی اور سامنے آگ کے فاصلے پر ایک حصار کھینچ دیا۔ اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میرے پاس بیٹھ گیا۔ آگ پر کچھ خوشبودار اشیاء ڈالیں جن کے جلنے سے خوشبودار دھواں برآمد ہوکر کمرہ میں گونج گیا۔ اس کے بعد وہ کچھ پڑھنے لگا۔ اس کے اس عمل سے عود و سوز سے نکلا ہوا خوشبودار دھواں حیرت انگیز طریق پر حصار کے اندر جمع ہونا شروع ہوگیا۔ حتیٰ کہ زمین سے چھت تک ایک گول ستون بن گیا۔ اس کے بعد اس نے چھری پر کچھ دم کیا اور زمین میں گاڑ دی۔ اُدھر اس نے چھری سے زمین کو چھوا اُدھر دھوئیں کے ستون میں تلاطم برپا ہوا اور اس کے چند منٹ بعد عمل کے کسی خاص مرحلہ پر پہنچ کر اس نے چھری کو طاقت سے نصف زمین میں بھونک دیا۔ اس کی اس حرکت سے دھوئیں کے ستون میں ایک انقلابی طوفان برپا ہوگیا۔ دھواں کسی پوشیدہ قوت سے نہایت زور کے ساتھ گردش کرنے لگا۔ اس نے چھری کو کچھ اور اندر زمین میں پیوست کیا کہ اب دھواں پھٹ کر بادل کی شکل میں روئی کے گالوں کی طرح تیزی سے نیچے اوپر ہونے لگا۔ اور جس طرح بادل اکثر مختلف صورتیں اختیار کرلیا کرتا ہے۔ اسی طرح حصار میں ایک انسانی مجسمہ تیار ہونے لگا۔ حتیٰ کہ دیکھتے ہی دیکھتے اب ایک اچھا خاصا خوبصورت نوجوان جس کا سبزہ آغاز اپنے شباب کا اعلان کررہا تھا، ہمارے سامنے تھا۔ یہ نہایت حسین انسان تھا جس کا گلاب سا شفاف رنگ، بڑی بڑی موتی جیسی چمکیلی آنکھیں، کشادہ پیشانی، جسم اور اعضاء کا دلفریب تناسب سب مجموعی طور پر خوبصورت تھے۔ وہ ہماری طرف نہایت محبت سے دیکھ رہا تھا۔ عامل نے عود و سوز میں خوشبو ڈالتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ اپنا نام و پتہ بتائیے؟

ایک گہری خاموشی اور سکوت کے بعد اس نے نہایت کمزور اور خفیف اور تھکی ہوئی پُردرد آواز میں کہا کہ میں محمد اسمٰعیل ذبیح بریلوی ہوں۔ ہندوستان میرا وطن ہے۔ جس کو آپ نے شاید شکل میں دنیا کے نقشوں اور اٹلسوں میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

سوال:- کیا آپ نے مریخ کی سیر کی ہے؟

جواب:- جی ہاں! میری موجودہ حیران آمیز پسپائی جو جناب کے پیش نظر ہے اسی خطہ کی رہین منت ہے۔

سوال:- کیا آپ مہربانی فرماکر بتلاسکتے ہیں کہ آپ کا قیام وہاں کب تک رہا؟

جواب:- وہاں میں عرصہ تک رہا ہوں۔ وہاں کے تمام دلکش مناظر عرصہ تک میری جولانگاہ رہ چکے ہیں۔ وہاں کی عشرت گاہیں اب بھی میرا انتظار کرتی ہوں گی۔ لیکن آہ افسوس یہ ایک خواب ہے جس کی تعبیر کچھ نہیں۔ ایک ایسا ارمان ہے جس کا پورا ہونا محالات میں سے ہے۔

سوال:- اپنے وہاں جانے کے اسباب بیان فرمائیے!

جواب:- ابتداً تمام لوگوں کی طرح میرا بھی یہی خیال تھا کہ مریخ آبادی سے خالی ہے۔ اور یہی سودا میری موجودہ حالت کا باعث ہوا۔ جب میں اس دنیا میں آپکی طرح انسان تھا۔ عرصہ تک مریخ کی تحقیقات میں سرگرداں پھرتا رہا۔ ہزارہا روپیہ برباد کردیا۔ بالآخر انگارہ شاہ سے ملاقات ہوگئی — وہ ہندوستان کے مایہ ناز لاثانی عامل تھے۔ میں نے اس امید پر اُن کی برسوں خدمت کی۔ بالآخر میری کوششیں رائیگاں نہیں گئیں۔ ایک دن عامل صاحب نے مجبوراً اس شرط پر وعدہ کرلیا کہ واپسی پر عرصہ نہ لگاؤں۔ جہاں تک جلد ممکن ہو واپس آؤں ورنہ تا حشر سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ فوراً رضامند ہوگیا۔ چنانچہ وہ مجھے اپنے چلہ گاہ میں لے گئے جہاں ایک مخصوص انداز سے چلہ فرش پر بیٹھنے کا حکم دیا اور تاکید کردی کہ میں سامنے برابر دیکھتا رہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی نگاہ میری آنکھوں میں گڑا دی اور اپنے دونوں ہاتھ میری آنکھوں کے قریب لاکر انگلیوں کو موڑ کر پیچھے کو ہٹایا۔ گویا کہ کوئی چیز کھینچ رہا ہو۔ اور اپنے بائیں جانب لے جاکر جھٹک دیا۔ اسی طرح کئی بار کرنے سے مجھ پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ حتیٰ کہ میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوکر سوگیا یا بے ہوش ہوگیا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ میں کھڑا ہوں۔ اور میرے قدموں کے پاس ہی میری نعش بے جان پڑی ہے۔ میں نے گھبرا کر اپنی نعش کی نبض دیکھی۔ اس کے بعد نتھنوں پر ہاتھ رکھکر نفس کی آمد و رفت معلوم کی لیکن مطلق پتہ نہ تھا جسم سرد ہوگیا۔ عامل صاحب نے ایک چادر سے میری نعش کو ڈھانپ دیا۔ میں نے گھبرا کر کہا — حضرت کیا کرتے ہو۔ معاف فرمائیے میں مریخ کی سیر سے باز رہا۔ لیکن میری آواز کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا گویا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔ میں نے چیخ کر غصہ سے کہا —

ارے ظالم! یہ تونے کیا کیا۔ مجھ کو جلد سے جلد اصلی حالت پر لا، ورنہ یاد رکھ میں پولیس میں تیری تمام کرتوتوں کا بھانڈا پھوڑ دوں گا۔ اور پھر تو دیکھے گا کہ قانونی شکنجہ کی گرفت کس قدر تکلیف دہ اور سخت ہوتی ہے۔ لیکن اس پر ان الفاظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قطعی بہرہ ہوگیا ہے۔ یا اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا گیا ہے۔ لیکن میں نے کہا۔ اچھا۔ اگر تم نہیں مانتے تو جاکر پولیس میں ابھی اطلاع کرتا ہوں اس کے بعد میں نہایت تیزی سے ہوا کوتوالی پہنچا۔ دروازہ پر سنتری پہرہ پر کھڑا تھا۔ میں نے باہر سے شور مچانا شروع کیا کہ برٹش سرکار کے راج میں مجھ کو لوٹ لیا۔ میری زندگی برباد کر ڈالی۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

لیکن سنتری نے میرے اس واویلے پر کوئی توجہ نہ دی۔ میں چابک سے بچتا ہوا رپورٹ محرر کے پاس پہنچا۔ وہ لکھنے میں مصروف تھا میں نے سلام کیا۔ اس مغرور نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ’منشی جی‘ اس وقت گو کہ میرے پاس آپ کے نذرانہ کیلئے کچھ نہیں ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کامیاب ہو کر آپ کو خوش کر دوں گا۔ لیکن اس مغرور نے میری گزارش پر مطلق التفات نہ کیا۔ میں نے کہا منشی جی! ایک شریف خاندان سے ہوں میرے ساتھ یہ آپ کا برتاؤ قابل افسوس ہے۔ لیکن اس نے بغیر میری طرف مخاطب ہوئے کنسٹبل کو آواز دی۔ میں دل میں خوف سے لرز گیا کہ کہیں مجھ کو پٹوا دے یا گالیاں نہ دلوائے میں خوف سے ایک طرف ہٹ گیا کہ کنسٹبل کچھ بڑبڑاتا ہوا آیا۔ منشی جی نے حکم دیا کہ دیکھو یہ مزدوری سمن آئے ہیں ان کو لے جاکر ان کی تعمیل کرو جب وہ سمن لے کر چلا گیا تو میں نے کہا منشی جی میری بھی رپورٹ لکھ دیجئے۔ آپ کے شہر میں ایک انگارہ شاہ عامل رہتا ہے۔ نہایت چالاک اور دغاباز شخص ہے۔ میں پردیسی آدمی اس کے دام فریب میں پھنس گیا۔ اس نے مجھکو بلاوجہ جان سے مار ڈالا۔ اس پر قتل عمد کا مقدمہ قائم کر کے اس کو پھانسی دلوا دیجئے۔ محلے کے تمام لوگ گواہی دیں گے۔ اور خدا جانے میں کیا کیا بکتا رہا۔ لیکن نیند کے متوالے نے میری ایک نہ سنی میں ناراض ہو کر تھانیدار کے کمرے میں گیا۔ سب انسپکٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے قریب اہل معاملہ بیٹھے ہوئے تھے شہرت اور صفائی میں عرض معروض کر رہے تھے کنسٹبلان موجود بازنگم کے انتظار میں حاضر تھے۔ میں نے شکایت کرنا شروع کر دی آپ کے ماتحت نہایت نالائق، فرعون بے سامان ہو رہے ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ ان کے اس برے برتاؤ کی اطلاع ابھی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کے بنگلہ پر براہ راست جا کر عرض کروں۔ لیکن یہی مناسب جانا کہ پہلے آپ کے گوش گزار کر دوں ورنہ آپ کو شکایت رہتی کہ مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ مہربانی فرما کر میری رپورٹ لکھ لیجئے۔ مجھ کو انگارہ شاہ نے برباد کر دیا ہے۔ اپنے عمل کے ذریعہ سے مجھے مار ڈالا ہے اور میری نعش کو اپنے چلہ گاہ میں سفید چادر سے ڈھانپ کر پوشیدہ کر دیا ہے۔ آپ چل کر فوراً گرفتار کر لیجئے۔ ورنہ نہایت چالاک آدمی ہے۔ کہیں بھاگ جائے گا یا نعش کو غائب کر دے گا۔ اور پھر آپ کو بڑی دقت اٹھانی پڑے گی۔ گو کہ اس وقت میرے پاس دینے کیلئے کچھ نہیں ہے۔ لیکن آپ کو خوش کر دوں گا۔ میں ایک خاندانی شریف النسل آدمی ہوں۔ میرے چچا بدایوں میں سب جج کے عہدہ پر فائز ہیں اور میرے خسر بھائی بریلی میں سول سرجن ہیں ان کو جس وقت خبر ہو گی زمین سر پر اٹھا لیں گے۔ اور ہاں خوب یاد آیا۔ میرے خالو بہت غضبناک آدمی ہیں۔ جو نہ معلوم غصہ میں کیا کر گزریں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ جلد سے جلد کچھ قانونی ضابطہ کی عمل میں لائیں۔ لیکن نہ جانے کس کی بات پر توجہ نہ کی گئی۔ میں نے خوشامد سے گڑگڑا کر کہا کہ میری شادی کو صرف ایک ماہ ہوا ہے۔ میری جوان بیوی بیوہ ہو جائے گی۔ خدا کیلئے اس کی جوانی پر رحم فرما کر میری زندگی کو بچایئے۔ میں عمر بھر آپ کا غلام رہوں گا۔ لیکن میری خوشامد بھی رائیگاں گئی۔ میں اب تھک گیا تھا۔ اور غصہ کی وجہ سے میری سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تھی۔ سب انسپکٹر صاحب نے سگریٹ کی خالی ڈبیہ پھینکی جو سیدھے میں لگی(?) کوئی اثر نہ ہوا اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوئی۔ میں نے دل میں کہا کہ عالم خواب ہے یا بیداری ہے۔ یہ معلوم کرنے کیلئے میں نے اپنے ہاتھ میں زور سے کاٹا۔ لیکن میری چیخ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب مجھے محسوس ہوا کہ یہ میرا جسم مادی نہیں بلکہ کسی لطیف شے کا بنا ہے۔ جس کی ماہیت سے ہنوز میں بے خبر ہوں۔ جس طرح جسم شفاف سے روشنی کی ایک چھڑی یا رو زمین تک معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مٹھی میں نہیں آتا اسی طرح میرا جسم تھا۔ اب میری سمجھ میں آگیا کہ یہ لوگ نہ تو میری آواز سن سکتے ہیں اور نہ مجھکو دیکھ سکتے ہیں۔ میں اپنے اوپر ملامت کرتا ہوا کہ اچھا مریخ کی سیر کی روح جسم سے علیحدہ ہو گئی۔ اب سوائے اس کے چارہ کار نہ تھا کہ میں پھر جاکر عامل صاحب کے چلہ گاہ میں پناہ لوں شاید وہاں کوئی مفید صورت پیدا ہو جائے۔ میری واپسی پر بھی چلہ گاہ خوشبودار دھوئیں سے گونج رہا تھا۔ عامل صاحب بیٹھے ہوئے آوازیں دے رہے تھے کہ اے فانی انسان کی روح! تیار ہو جا تیرے سفر مریخ کیلئے ایک مرکب تیار ہو رہا ہے۔ میں گھبرا کر پہنچا اور زور سے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ لیکن میری آواز کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور عامل صاحب بتوں کی طرح بیٹھے رہے۔ اب مجھے اس امر کا احساس ہوا کہ وہ میری آواز سن ہی نہیں سکتے۔ اس لئے ان سے بار بار مخاطب ہونا بے فائدہ اور بے سود ہے۔ لہٰذا میں اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا۔ کمرہ خوشبودار دھوئیں سے تیرہ و تار ہو رہا تھا۔ عامل صاحب اپنی مخصوص نشست پر بیٹھے ہوئے عمل میں مصروف تھے۔ میری نعش بے گور و کفن ایک گوشہ میں سفید چادر سے ڈھکی ہوئی رکھی تھی۔ عامل صاحب کے عمل سے ایک مہیب شکل کا موکل دست بستہ حاضر ہو کر بجائے حکم کی تعمیل کی جائے کھڑا ہو گیا۔ عامل صاحب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ حضرت ذبیح جن کی یہ نعش رکھی ہے ان کی روح کو آسمانی سلطنتوں میں سے مریخ کی سیر کرائی جائے۔ گو کہ روح کو میری مادی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ لیکن وہ یہیں موجود ہو گی۔ اور تو اسے بخوبی دیکھ رہا ہو گا۔ اس کے سفر کیلئے جلد ایک ایسے مرکب کا بندوبست کر جو اسے مریخ کی سیر کرا لائے۔ یہ سن کر موکل غائب ہو گیا۔ اور میرے پاس ایک شتر مرغ جیسا بلند قامت پرندہ مع عمدہ زین و رکاب سے آراستہ کھڑا تھا۔ میں نے اس کو قریب پاکر اس خوف سے کہیں کاٹ نہ کھائے پیچھے ہٹ گیا کہ موکل نے ظاہر ہو کر عامل صاحب سے عرض کیا کہ محمد اسمٰعیل کی روح اپنے مرکب سے خوف کھاتی ہے۔ عامل صاحب نے قہقہہ لگا کر کہا کہ اے میرے دوست کی روح اب تو ایسی حالت میں ہے کہ کوئی طاقت تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ تجھے کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ تیری آواز سن سکتا ہے۔ تو ہر تنگ مقام پر بلا تکلف ایسا ہی گزر سکتا ہے جیسا کہ ان انسان کسی لمبے چوڑے دروازے میں جا سکتا ہے

کچھ خوف نہ کر اور سوار ہو کر مریخ کی سیر کر کے جلد واپس آ، تاکہ تجھکو پھر تیرے جسم میں داخل کر دوں۔ اس بات کو بھی ذرا فراموش نہ کرنا کہ تیرے مرکب کی عمر صرف ۳ ماہ ہے اگر زیادہ وقت لگایا تو پھر تجھکو تا قیام قیامت مریخ سے واپس آنا نصیب نہ ہوگا۔ جس کے بعد خاموش ہو گیا میں اس پرندہ کی پشت پر سوار ہو گیا تو اس نے اپنی دم مور کی طرح اس طرح کھڑی کر دی جس سے میں نے تکیہ لگا لیا۔ اب اس نے ایک بانگ لگائی۔ گویا مجھ سے اجازت پرواز چاہتا ہے۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ چل کر باہر پہنچا اور وہاں سے بآہستگی پرواز کرنا شروع کر دیا۔ ابتدا تو نہایت سست روی سے اڑنا شروع کیا تھا۔ لیکن پھر اس کی اڑان میں لحظہ بلحظہ سرعت سے تیزی پیدا ہونے لگی۔ اور بالآخر وہ اتنی تیزی سے پرواز کرنے لگا کہ اس کا اندازہ قوت بشر سے بعید ہے۔ میں جوں جوں بلند ہوتا جاتا تھا دنیا سمٹ کر چھوٹی ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ ایک سیاہ نقطہ کی طرح معلوم ہونے لگی۔ اور بالآخر وہ بھی نظروں سے غائب ہو کر آسمان کی نیلگوں وسعتوں میں گم ہو گئی اس وقت میں کتنے کلومیٹر کی بلندی پر تھا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ایک توپ کا گولہ تھا جو اپنے نشانے پر جا رہا تھا۔ ایک شہاب ثاقب تھی جو مرکز زمین سے مریخ کی طرف نہایت تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی کہ یہ فاصلہ طویل صرف گھنٹے ۸ منٹ ۴۰ سکینڈ میں تمام ہو گیا۔ میرا مرکب اس قدر تیز رفتاری سے اڑ رہا تھا کہ اگر راستے کا ایک معمولی واقعہ میری توجہ اپنی طرف منعطف نہ کراتا اور میں بے کار اپنے سفر کا قیمتی وقت ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ ۱۷ سکینڈ ضائع نہ کرتا تو یہ ۲۴ کروڑ ۵۰ لاکھ میل کا طویل سفر صرف ایک گھنٹہ ۲۳ منٹ ۷ سکینڈ میں طے ہو جاتا۔

سوال:۔ وہ کون سا واقعہ ہے جس نے راستہ میں آپ کی توجہ اپنی طرف مرکوز کر لی۔

جواب:۔ جس وقت میں کلومیٹر کی بلندی پر پہنچا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ایک ہوائی جہاز آر ۱۰۱ بھی مریخ کی سیاحت کے شوق میں یورپ سے جا رہا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا ہے جہاں مریخ و زمین کی کشش اپنی اپنی سمت بہ شدت قوت سے کھینچ رہی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاز میں آگ لگ گئی۔ اور نہایت بری طرح جل کر گر پڑا۔

سوال:۔ مریخ کے جغرافیائی حالات سے مطلع فرمایئے۔

جواب:۔ مریخ شب میں جو بظاہر گول سرخ قمقمہ کی طرح نظر آتا ہے۔ دراصل بیضاوی ہے اس کا قطر ۴۲۱۵ میل اور حجم ہماری زمین سے ۵/۱ ہے اس کا سطحی رقبہ زمین سے ... ہے اور اس کی کثافت ... ہے۔ زمین کے مقابلے میں کشش ثقل کم ہونے کے باعث جس چیز کا یہاں وزن ۵۰ پونڈ ہے وہاں ۱۹ پونڈ ہوتا ہے۔ مریخ کے خط استوا کا جھکاؤ اپنے مدار کی طرف تقریباً ۲۴ درجے ۵۰ دقیقہ ہے۔ اس کی رفتار محوری بھی قریب قریب اتنی ہے جتنی کرۂ ارض کی۔ یعنی ۲۴ گھنٹہ ۳۷ منٹ کی ۲۲٫۷ سکینڈ میں مریخ اپنے فلک پر آفتاب کے گرد بحساب ۱۴۰۹۶ میل فی سکنڈ ۶۸۶٫۹۸ دنوں میں گردش کرتا ہے۔ یعنی آفتاب کے گرد مریخ کی گردش کا ایک سال ساڑھے دس ماہ کا ہوتا ہے۔ مریخ کا ٹمپریچر ۵ درجے اوسطاً ۲۵ درجے ۱۰ درجہ تک ہے۔ چونکہ مریخ کا مدار بیضاوی ہے اس لئے وہ زمین سے قریب تر آجانے کے باوجود بہت دور رہتا ہے۔ مثلاً اگر کرۂ ارض کا فاصلہ آفتاب سے اوج شمسی کے وقت صرف ۳ لاکھ میل ہوتا ہے تو مریخ اسی نقطہ پر ۲ کروڑ ۶ لاکھ میل دور ہوتا ہے۔ فروری یا مارچ میں جب آفتاب مریخ اور زمین تینوں ایک خط میں ہوتے ہیں تو اس وقت مریخ اور زمین کے درمیان تقریباً ۶ کروڑ ۱۰ لاکھ میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اور اگر یہ صورت اگست یا ستمبر میں واقع ہو تو فاصلہ کم ہو کر ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ میل رہ جاتا ہے۔ ایسے تمام قرانوں کے مابعد اوسط ۴ کروڑ ۸۲ لاکھ میل ہوتا ہے۔ چونکہ مریخ کے تین چاند ہیں اس لئے وہاں کبھی تاریک راتیں نہیں آتیں۔ مریخ میں فصل بہار ۱۹۹ دن گرما ۱۸۳ دن خزاں ۱۴۷ دن اور سرما ۱۵۸ دن رہتے ہیں۔ مریخ کی خالص ناری آتشی مخلوق دیو، جن، پری وغیرہ ہیں۔

سوال:۔ کیا مریخ میں بھی جنگل، پہاڑ اور دریا ہیں اور وہ کیسے ہیں؟

جواب:۔ ہماری زمین سے مختلف ہیں۔ وہاں کی زمین ہماری زمین سے مختلف ہے۔ وہاں زمین خاکی نہیں ہے۔ بلکہ فیروزی ہے۔ وہاں کے دریاؤں میں پانی کی بجائے آب طلائی بہتا رہتا ہے۔ جو مثل سیماب کے سیال ہوتا ہے۔ اس کے پہاڑ وغیرہ کے پتھر صرف جواہرات ہوتے ہیں۔ اور اس پر اُگنے والے نباتات و درخت دھات کے نہایت خوشنما رنگ ہوتے ہیں۔ اور ان پر قوس قزح کی طرح مختلف، دلکش، چمکیلے رنگوں کے پھول کھلتے ہیں۔ جن کی مہک ہماری یہاں کی خوشبو سے بالکل الگ، لیکن روح پرور ہوتی ہے۔ وہاں کے ساکنان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو اسے دفن نہیں کرتے بلکہ کسی باغ میں اس کی لاش رکھ دیتے ہیں جس سے چند ایام میں تازہ پھولوں کے ساتھ نعش کے اجزا ذرات خود بخود ہوا میں منتشر و تحلیل ہو جاتے ہیں۔ چونکہ وہ آتشی ہیں۔ لہٰذا ان میں سڑنے اور گلنے سے تعفن پیدا ہونے کا امکان نہیں ہے۔

سوال:۔ دوران سیاحت مریخ کا کوئی عجیب و غریب واقعہ بیان کریں۔

جواب:۔ یوں تو وہاں کی ہر بات عجیب و غریب ہے لیکن ہنگام سیاحت مریخ میں جب مسرتوں سے سرشار ہو رہا تھا۔ وہاں کی دلکش رنگینیاں دیکھ کر ایسا محسوس کرنے لگا کہ جنت الفردوس مع اپنی تمام رنگ رنگ بہاروں کے عالم بالا کی افسردگی سے بیزار ہو کر یہاں منتقل ہو کر آگئی ہے۔ میری توجہ ایک المناک واقعہ نے اپنی طرف مائل کر لی۔ زمانہ برشگال کی بہار آفریں چاندنی میں مہ جبین طلسمات مع اپنی بے پناہ طلعت افگن رعنائیوں کے کسی رنجیدہ خیال میں مستغرق کھڑی تھی۔ اس کے سر کا شانوں پر بکھرے ہوئے سنہری ریشمی بال

تیار زمین کے بجائے ہلکے جھونکوں سے لہرا کر شمیم انگیزی کر رہے تھے جس سے تمام فضا نکہت فشانی سے مہک اٹھی تھی۔ اس وقت اس کے نازک جسم پر نرگس شہلا کی بھینی بھینی خوشبو کی ایک ہلکی چادر تھی جو زر نگار تنکوں سے بُن کر تیار کی گئی تھی۔ اور جس میں جا بجا سراندیپ کے سے موتی جگمگا رہے تھے۔ اس کے عقب میں کنیزیں دست بستہ کھڑی تھیں۔ گویا وہ بیکس بے جان مرمریں پتھر کے چند خوبصورت بت تھے۔ جو زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ جس وقت تک پاکباز سحر آور تجلیات ارض سے ان میں جان نہ ڈالے گی وہ اسی طرح بے جان رہیں گی۔

طلیطانیہ کے افق نیلگوں کی وسعتوں پر افسردہ نظر ڈال کر ٹھنڈی سانس لی جس کی خنکی میں نے اپنے گرد و پیش تمام فضا میں محسوس کی۔ اس کی چشم نمناک سے چند قطرات اشک شہاب ثاقب کی طرح آغوش زمین میں گر کر گم ہو گئے۔ کنیزوں کی سرتاج اسٹوک تجرات کر کے آگے بڑھی۔ دامن پر بعد احترام بوسہ دے کر مؤدبانہ التجا کی کہ آج خلاف معمول سلطانہ طلیطانیہ کے دشمن رنجیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ طلیطانیہ جو اس وقت تک ایک تصویر غم ایک پیکر حزن معلوم ہو رہی تھی۔ ایک آہ دل دوز کے ساتھ بولی کہ اسٹوک تو نہیں جانتی کہ آج کرۂ زمین ہندوستان سے ایک جلیل القدر انسان انگارہ شاہ عامل آفاقیہ جادو نے

واپس ملک بقا ہو گیا۔ ورنہ مریخ سے کرۂ زمین کا اس طرح وابستہ کر دینا میری آمد و رفت جاری کر دیتا کہ خاکی دنیا کو میرے وجود کی روشنی اور رنگینی سے روشناس ہونے کا باعث ہوتا۔ یہ سن کر مجھے چکر سا آ گیا۔ پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ (؟) واقعی مر گیا؟ یہ میں فوراً اپنے مرکب پر سوار ہو کر زمین پر آیا۔ مرکب نیچے اتار کر غائب ہو گیا۔ میں نے دیکھا واقعی مکان منہدم ہو کر اینٹوں کا ڈھیر بن گیا ہے۔ لوگ پھاوڑوں اور کدالوں سے مٹی صاف کر رہے تھے۔ اس کے بعد جو میرا حال ہے وہ آپ پر روشن ہے۔

چنانچہ عامل صاحب نے کچھ پڑھ کر گڑی ہوئی چھڑی کو کسی قدر زمین سے اکسایا ہی تھا کہ وہ مجسمہ جو ابھی اپنی دردناک سرگزشت سیاحت مریخ کے متعلق حالات بیان کر رہا تھا۔ راکھ کے ڈھیر کی طرح جھک پڑا اور اس میں پھر زوال شروع برپا ہونے لگا۔ پھر زمین سے چھڑی نکالی جس سے تمام کمرے میں دھواں بھر گیا۔ عامل صاحب اور میں کمرے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اگر تم مریخ میں جانا چاہتے ہو تو روح کے بتلائے ہوئے طریقہ کی شرائط پر میں تم کو مریخ میں پہنچا سکتا ہوں ——— میں وہاں سے خاموش اپنی قیام گاہ پر واپس آیا اور تیسرے دن قاہرہ سے روانہ ہو کر وطن آنے کیلئے لبنان نامی جہاز پر سوار ہو گیا!

زہر کو زہر مارتا ہے

کثیر مقصدی سیرم

"کیورزا" ایک قسم کا افعی سانپ ہے جو وسط ایشیا میں پایا جاتا ہے لیکن "اینٹی کیورزا" نامی زہر مار سیرم جو ویکسین اور سیرم کے تاشقند تحقیقی ادارے کی تیار کردہ دوا ہے۔ اس خاندان کے تمام سانپوں کا زہر ختم کرنے میں کام آ سکتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ بچھو کا زہر بھی مار دیتی ہے۔ بالشک جمہوریوں، قفقاز کے علاقوں، مشرق بعید اور وسط ایشیائی جمہوریوں میں اس کا بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی اس کی کافی کھپت ہے۔

تمیس افعی سانپوں سے ڈیڑھ گرام خشک زہر حاصل ہوتا ہے جو دوا کی ستر خوراک بنانے کیلئے کافی ہے۔ اس دوا کے استعمال کا انسانی بدن کے نظام پر بھی کوئی مضر اثر نہیں ہوتا۔

اسی انسٹی ٹیوٹ میں "اینٹی کاراکرت" بھی تیار ہوتی ہے۔ یہ دوا ان لوگوں کو دی جاتی ہے۔ جنہیں کالے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

خطرناک مکڑا

کاراکرت ایک ننھا سا سیاہ مکڑا ہے جو بے حد خوفناک ہوتا ہے۔ اس ننھے سے مکڑے کے مقابلے میں کالے ناگ کا زہر بھی معمولی نظر آتا ہے۔ کاراکرت کاٹ لے تو آدمی بچتا نہیں۔

ہر سال ویکسین اور سیرم کے تحقیقی ادارے کو پانچ ہزار سے زائد چھوٹے چھوٹے بکس موصول ہوتے ہیں۔ ان میں ہر ایک میں ایک کاراکرت ہوتا ہے۔ اسکا زہر نکالا جاتا ہے۔ اسکی سمیت ختم کی جاتی ہے۔ اور اسے ایک گھوڑے کے جسم میں انجکشن کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر اسکے خون سے زہر مار سیرم تیار کیا جاتا ہے۔ ہر سال "اینٹی کاراکرت" ہزاروں کی تعداد میں وسط ایشیائی جمہوریوں اور دوسرے علاقوں کو بھیجا جاتا ہے۔ یہ دوا ان لوگوں کی جان بچاتی ہے جو خشک جھاڑیوں میں رہنے والے اس خطرناک دشمن سے عین وقت پر بچاؤ نہیں کر پاتے۔ احتیاطی ٹیکہ مہینوں کے لئے ایک آدمی کو کاراکرت کے زہر سے محفوظ کر دیتا ہے۔

علم النفس — ایک قدیم پُراسرار اور حیرتناک علم

پہلی قسط — یہ علم زندگی میں پیش آنیوالے حادثات اور انقلابات سے آپکو پیشگی آگاہ کر سکتا ہے

عربی میں اس کا نام علم النفس اور ہندی میں علم سر ودا کہتے ہیں۔ اس علم میں سانس یعنی نفس سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ بات واضح کی جا چکی اور واضح ہے کہ انسانی زندگی کا دارومدار سانس پر ہے۔ سانس ناک کے دونوں نتھنوں یعنی (سوراخوں) سے کم و بیش ہر وقت جاری رہتی ہے اس سانس کے بند ہو جانے کا نام موت ہے۔ اصطلاح علم میں اسے سُر کہتے ہیں۔ علم النفس میں اس کی تین قسمیں مقرر ہیں۔ اول ایک نتھنے سے بغیر کسی رکاوٹ کے سانس آنا۔ دوم ایک نتھنے میں رک رک کر سانس آنا۔ سوم دونوں نتھنوں سے برابر سانس کا آنا۔ جس نتھنے سے زیادہ سانس آتی ہے اُسے چلتا سُر یعنی نفس جاری کہتے ہیں۔ جس نتھنے سے سانس رک رک کر آتی ہے۔ اسے بند سُر کہتے ہیں یعنی نفس مسدود کہتے ہیں اور جب سانس دونوں نتھنوں سے برابر جاری ہو تو اسے نفس متساویہ کہتے ہیں۔ ہندی میں ان ہر سہ اقسام کے نام یہ ہیں۔ جب سیدھا نتھنا چل رہا ہو اور بایاں بند ہو تو اسے پنگلا کہتے ہیں اور جب بایاں نتھنا چل رہا ہو اور سیدھا بند ہو تو اسے ایڑا کہتے ہیں۔ اور جب سانس دونوں نتھنوں سے برابر چلتی ہے تو اسے سکھمنا یا سوکشمنا کہتے ہیں۔ چونکہ جسم کے داہنے حصے کا تعلق شمس سے ہے اس لئے جب سیدھا نتھنا چل رہا ہو اور الٹا بند ہو تو اسے شمسی سُر کہتے ہیں اور اس کا خاص تعلق سورج سے ہوتا ہے۔ جسم کے بائیں حصہ کا تعلق قمر سے ہے۔ لہذا جب الٹا نتھنا چل رہا ہو اور سیدھا بند ہو تو اسے قمری سُر کہتے ہیں اور اس کا تعلق قمر سے ہوتا ہے۔ اس درمیانی سُر یعنی نفس متساویہ کا نام ہندی میں از روئے سکھمنا لیکن کسی ستارے سے متعلق نہیں اور یہ ایک فرو گذاشت کا اہم غلطی ہے کہ ایک کثیر الوقوع واقعہ کا تعلق کسی ستارے سے نہ ہو۔ حالانکہ نجوم کا یہ دعویٰ ہے اور صحیح ہے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ اور ہر چیز ماتحت اثر سیارگان ہے۔ حکیم مطلق نے مادی دنیا کا نظم و حرکت سیارگان سے ہی متعلق کیا ہے۔ پھر ایک موہوم ایک ناچیز ذرہ ایک بے حقیقت قطرہ ایک نازک بجلی کی تپی بھی سیارگان کے اثر سے خالی نہیں۔ تو پھر ایک معمولی اور قلیل الوقوع کیلئے تو سیارگان کی مناسبت مان لی جائے اور اس کے مقابلے میں کثیر الوقوع کو نظر انداز کر دیا جائے۔ جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے کی طرف آتی ہے۔ یا سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے کی طرف منتقل ہوتی ہے تو دونوں حالتوں کے وسط میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ نفس متساویہ کا دور ہوا اور ہوتا ہے۔ لیکن یہ غلطی متقدمین کی نہیں ہے۔ یہ غلطی ان نام نہاد مصنفین اور مؤلفین کی ہے کہ ادھر ادھر کی چار سطحی باتیں لکھ کر کتاب کی صورت میں شائع کر دیں دنیوی نفع بھی حاصل کیا اور مصنفین میں نام بھی لکھ لیا۔ اگر وہ علم النفس کا بہ نظر غائر مطالعہ کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ نفس کا تعلق مثل دیگر افعال کے سبعہ سیارگان سے ہے علم النفس کی نسبت شمس و قمر پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بظاہر ناک کے دو نتھنوں پر اعتبار کرتے ہوئے دو ستاروں سے ہی متعلق مان لیا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ عوام اور طلباء کیلئے ضروری مقصد علم النفس کا ان ہی دو ستاروں کی نسبت سے حاصل ہو جاتا ہے مگر کتاب خاص نہیں ہوتی۔ اسے عام و خاص دونوں ہی پڑھتے ہیں۔ لہذا کتاب لکھتے وقت خواص کے جذبات کا خیال رکھنا ایک مصنف اور مؤلف کا خاص کام ہے۔ نفس کا تعلق خمسہ متحیرہ سے بھی اسی طرح ہے جس طرح شمس و قمر سے نفس کی رفتار کا تعلق سبعہ سیارگان سے ہے اور لطف یہ ہے کہ نفس متساویہ کا نام تک ایجاد ہی ہے۔ اور اس سے متعلق ہیں لیکن کسی ستارہ سے تعلق نہیں ہے۔ یہ غلطی اور ظلم ہے۔ اور میں دلائل و شواہد سے ثابت کروں گا کہ نفس کی دو قسمیں نہیں بلکہ سات قسمیں ہیں اور جب تک یہ تقسیم نہ کریں گے علم نامکمل رہے گا۔ اور ظاہر ہے کہ جب ایک شے کا وجود پایا جاتا ہے۔ اور نام بھی رکھ لیا جاتا ہے پھر کسی ستارے سے متعلق نہ کرنا قانون علم و عمل کے خلاف ہے۔ دنیا کے کام حسب قوانین مروجہ تین قسم پر عاملان علم النفس نے تقسیم کئے ہیں۔ شمسی، قمری اور درمیانی۔ پھر درمیانی حالت کو بے ستارہ کے مان لینا اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ حالت سلسلہ نظم کائنات سے علیحدہ ہے۔ حالانکہ یہ محال ہے۔ ارباب تحریر پوشیدہ رہے کہ نفس متساویہ کا تعلق عطارد سے ہے اور متواتر تجربے کا سلسلہ مریخ سے منسوب اور غروب کا تعلق مشتری سے ہے۔ والنفس حین یرجع من الیمین الی الیسار منسوب بالزحل وحین یرجع الی الیسار

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

حین الیمین مخصوص من الزھوق ۔ یعنی جب آفتاب نصف النہار (دن کے بارہ بجے جو تخوائے کبریٰ کا وقت شرعی ہے) پر ہو تو اس کا وقت نفس کا تعلق مریخ سے ہوتا ہے اور جب آفتاب غروب ہو رہا ہو تو اس وقت نفس کا تعلق مشتری سے ہوتا ہے اور جب نفس سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے کی طرف پلٹ رہا ہو تو اس کا تعلق زحل سے ہوتا ہے۔

(نفس متساویہ سے قبل)

اور جب نفس بائیں نتھنے سے سیدھے نتھنے میں منتقل ہو رہا ہو تو اس کا تعلق زہرہ سے ہوتا ہے۔

(من قبل نفس متساویا) اور میں ہر نسبت کو انشاء اللہ تعالیٰ براہین قاطع اور دلیل ساطع سے روشن اور واضح کروں گا۔ اور جو رموز و اسرار علم النفس کے ایک منظر عام پر آئے تھے۔ ان کو اجاگر کروں گا۔ اب ہر ایک کی تفصیل اور تاثیر بیان کرتا ہوں۔ اہل تنجیم نے عطارد کو بنفسہ مخنث تسلیم کیا ہے۔ مخنث ایک قسم خاص بنی نوع الانسان کی ہے۔ جو نہ مردوں میں شامل ہیں اور نہ عورتوں میں ان کا شمار ہے۔ اسی طرح عطارد بھی اپنی ذاتی خاصیت اور اثرات کا حامل نہیں۔ بلکہ جس ستارے کے اثر سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی کی خاصیت اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً زحل کے ساتھ نحس اور مشتری کے ساتھ سعد ہے اور یہ عطارد کی ذات ہے اور ہر ستارے کے زیر اثر جو خاصیت عطارد پیدا کر لیتا ہے وہ صفت ہے جو کہ ذات صفات پر مقدم ہوتی ہے۔ اس لئے یہی بات قریب ہے کہ جب دونوں نتھنوں میں برابر سانس جاری ہو یعنی نفس متساویہ کی حالت ہو تو کوئی کام شروع نہ کرو۔ جو کام نفس متساویہ کی ساعت میں شروع کیا جائے وہ اکثر و بیشتر بے نتیجہ اور عبث ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ عطارد اپنی ذات میں نہ نیک ہے نہ بد۔ یہ وقت عبادت اور ریاضت کا ہے۔ آپ کہیں گے کہ عبادت اور ریاضت آخر نیک کام ہی ہے۔ لہٰذا جو عبادت نفس متساویہ کی حالت میں کی جائے وہ بھی نیک و بد اثرات سے خالی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت اور ریاضت کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔ اور خدائے ذوالجلال کی ذات سیاروں کے اثر سے بالاتر ہے۔ یہ تمام علوم امور دنیوی سے متعلق ہیں۔ مذہبی امور کا تعلق ان کی ذات سے نہیں۔ اگر آپ ذرا بھی غور و تامل کریں تو یقیناً یہ بات آپ پر واضح ہوگی کہ نفس متساویہ کو شریعت نے بھی بے اصل اور غیر مؤثر تسلیم کیا ہے۔ نفس متساویہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ وقت نہ شمسی سے متعلق ہے نہ قمری سے۔ اسی طرح مکروہ کبریٰ میں نماز کی شرعاً ممانعت ہے اور مکروہ کبریٰ اوقات میں یہی تین ہوتا ہے۔ وقت طلوع، وقت غروب اور نصف النہار۔ یہ اوقات ثلاثہ ایسے ہیں کہ ان میں دن اور رات کا اطلاق نہیں ہوتا اور شریعت میں یہ وقت عبادت کا نہیں ہے جو خاصیت ان اوقات کی ہے وہی عطارد کی ہے۔ اوقات مکروہہ کبریٰ نہ نحس ہیں نہ سعد ہیں۔ عطارد اپنی ذات میں نہ نیک ہے نہ بد۔ نفس متساویہ نہ شمسی ہے اور نہ قمری ہے۔ لیکن جو کام آپ کرتے رہے ہیں نفس متساویہ کے وقت ہرگز ان کو ترک نہ کرو۔

شروع کئے ہوئے کام پر نفس متساویہ کا چنداں اثر نہیں پڑتا۔ کام کی جو ممانعت ہے وہ ممانعت آغاز کار کی ہے۔ یعنی کوئی کام شروع نہ کرو۔ چونکہ آپ نے کوئی کام نفس متساویہ سے قبل شروع کیا ہے۔ لہٰذا اس کام میں اسی ستارے کا دخل ہے جس کی ساعت میں آپ نے شروع کیا ہے۔ کام کے درمیان میں جو ستارے تبدیل ہوئے ان کا اثر خاص نہیں پڑتا اگرچہ بالکلیہ اثر سے محروم بھی نہیں۔ آپ نے اکثر تجربہ کیا ہوگا اور غور کریں تو دن رات تجربہ کر سکتے ہیں۔ کہ آپ ایک کام کر رہے ہیں اور وہ صحیح طریقہ پر ہو رہا ہے۔ یکایک اس میں خرابی پیدا ہو گئی یا کوئی غلطی ہو گئی۔ آپ حیران رہ جاتے ہیں کہ دیکھو سیدھا کام ہوتے ہوتے ذرا سی دیر میں خراب ہو گیا۔ اس خرابی کا باعث کبھی آپ کی غلطی ہوتی ہے۔ کبھی کسی دوسرے کی۔ بہرحال اچھا خاصا کام چلتے چلتے بگڑ جاتا ہے۔ اسی کا نام نفس متساویہ ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ کام درست ہو گیا۔ اسی کا نام نفس شمسی یا قمری ہے۔ دنیا میں تین قسم کے کام ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ کوئی کام ہم نے شروع کیا اور اول سے آخر تک حسب دلخواہ وہ خیر و خوبی پر ختم ہو گیا۔ یہ خاصیت ہے شمسی یا قمری کی۔ دوسری قسم وہ ہے کہ آپ نے کوئی کام شروع کیا اور اول سے آخر تک وہ بگڑا ہی رہا۔ اور کسی وقت درستی پر نہ آیا اس کا نام نفس متساویہ ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ کوئی کام اچھی طرح ہو رہا تھا یکایک درمیان میں بگڑ گیا۔ تھوڑی دیر بگڑا رہا اور پھر درست ہو گیا۔ یہ اثر نفس متساویہ کا ہے۔ جب درمیان کار میں نفس متساویہ کا وقت آ جائے گا تو کام بگڑ جائے گا۔ اب ایک اعتراض یہ ہے جو وارد ہوتا ہے کہ میں نے نفس متساویہ کی ساعت میں آغاز کار کی مطلق ممانعت کر دی حالانکہ عطارد سعد بھی ہوتا ہے۔ اور نحس بھی، گو کہ ذاتاً عطارد نیک یا بد نہیں مگر صفاتاً تو نیک ہوتا ہے یا بد۔ بدی کی حالت میں آغاز کار کی ممانعت صحیح ہے۔ لیکن حالت سعد میں ممانعت کیوں؟ کیونکہ میں نے آغاز کار کو مطلق منع کر دیا ہے۔ مگر میں نے مطلقاً ممانعت اس وجہ سے کی کہ عوام نہیں سمجھ سکتے کہ اس وقت عطارد کس حالت میں ہے۔ اس لئے بہتر یہی تھا کہ مطلق ممانعت کر دی جائے لیکن جو اصحاب صاحب فہم و ذکا ہیں ان کے واسطے تقسیم کار بھی ہے اور اس کی تقسیم یہ ہے کہ جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے میں منتقل ہو رہی ہو تو وہ کام کرو جس سے نفع حاصل کرنا مقصود ہو اور جب سانس سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے میں آ رہی ہو تو بعض بلاؤں اور دفع آسیب و دفع سحر کا عمل کرو۔

سانس کی تقسیم

جس نتھنے سے زیادہ سانس آ رہی ہو اسے نفس جاری یا چلتا سر کہتے ہیں۔ اور جس نتھنے سے سانس کم آ رہی ہو اس کو نفس مسدود یا بند سر کہتے ہیں۔ اور اب اس حالت پر غور کرو کہ جب سانس ایک نتھنے سے دوسرے نتھنے میں منتقل ہوتی ہے تو انتقال نفس کی یہ صورت ہے کہ چلتے سر کی ہوا آہستہ آہستہ بند سر کی طرف منتقل ہونا شروع ہوتی ہے۔ چند منٹ میں چلتا سر بند ہو جاتا ہے۔ (ختم ہو جاتا ہے)

اور بند سر چلنے لگتا ہے۔ عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے کہ جب دونوں نتھنوں کی سانس برابر ہوگی اور اسی حالت کا نام نفس متساویہ ہے۔ یعنی دونوں نتھنوں کے سانس متساوی الحصہ میں درمیان میں جاری ہو۔ بند سر کے یہ معنی نہیں کہ نتھنا بالکل بند ہو جائے بلکہ جس نتھنے سے ہوا زیادہ خارج ہو رہی ہو اسے چلتا سر کہتے ہیں اور جس نتھنے سے کم ہوا خارج ہو اسے بند سر کہتے ہیں۔

ایک ضروری گذارش یہ ہے کہ ایک عرب کا قول ہے "من صنف فقد استہدف" یعنی جس نے کوئی کتاب تصنیف کی وہ تیر ملامت کا نشانہ بن گیا۔ ؎

دگفتہ ملذرد کسے باتو کار — ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ارباب علم و دانش سے پوشیدہ نہیں کہ دنیا کبھی ایک فکر اور ایک خیال پر جمع نہیں ہوئی "ہر کسے بہر خیال خویش خبطے دارد" ہر دماغ میں ایک نیا عالم آباد ہوتا ہے۔ اگر ایک کتاب پر ایک علم موقوف ہوتا تو دنیا میں ہر فن پر ایک ہی کتاب ہوتی مگر شواہد عالم شاہد ہیں کہ ایک علم پر لاتعداد کتابیں ہوتی ہیں۔ جو جس کی تحقیق ہے۔ جو جس کا خیال اور مذہب ہے وہ اسی کے مطابق لکھتا ہے۔ "اگر ہوزہ جمال بر دامن تر دارد کہ در دامنت" اختلاف انسان کی فطرت ہے۔ میں جو کچھ بھی اپنی کتاب میں لکھ رہا ہوں یہ میری تحقیق اور سالہا سال کی کد و کاوش کا نتیجہ ہے۔ بعض اصحاب ایسے ہوں گے کہ جن کو مجھ سے اختلاف ہوگا۔ مگر میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں جس طرح آپ اپنی فطرت سے مجبور ہیں۔ اگر آپ کی تحقیق اس کے خلاف ہو جو میں نے لکھا ہے تو آپ اپنی تحقیق پر عمل کریں۔ جو بات اس کتاب میں آپکو اچھی اور صحیح معلوم ہو اس کو لے لیں۔ جو خلاف طبع ہو اس کو چھوڑ دیں۔

خذ ما صفا ودع ما کدر

علم النفس ایک وسیع اور بسیط علم ہے۔ اور جس شخص کو اس پر عبور حاصل ہو جاتا ہے وہ بہت سے قدرت کے سربستہ رازوں کو جان لیتا ہے۔ کاموں کے نتیجے اور آئندہ ہونے والے واقعات اس کو نظر آ جاتے ہیں اور یہ علم ایک جو بھی علم ہے۔ دوسرے علوم کی طرح وہم و گمان کا نقشہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے آثار اور نتائج ہم آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً میں یہ سابقہ صفحات میں بتا چکا ہوں کہ الٹا نتھنا قمر سے متعلق ہے اور سیدھا نتھنا شمس سے متعلق ہے۔ اگر آپ اس کا امتحان کریں تو معلوم ہوگا کہ جب ہوا سیدھے نتھنے سے الٹے نتھنے میں جاری ہو یعنی شمس سے قمر میں تبدیل ہو رہی ہو تو انسان کا جسم ٹھنڈا اور سرد ہو جاتا ہے۔ چونکہ چاند سرد ہے اس لئے اس کے اثر سے جسم میں بھی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے میں آ رہی ہو یعنی قمر سے شمس میں منتقل ہو رہی ہو تو جسم میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ شمس گرم ہے اور حرارت اس کی طبیعت اور فطرت ہے اور آپ جب بھی امتحان کریں گے اس قانون کو صحیح پائیں گے بخار کی شدت جب زیادہ ہوگی تو اس وقت شمسی سر چلتا ہوگا قمری سر کی حالت میں بخار کی شدت کبھی نہ ہوگی۔ مالیخولیا، دیوانگی، ہذیان، جنون یہ تمام حالتیں جب ہی ہوں گی جب قمری سر چلتا ہوگا کیونکہ دیوانگی کو چاند سے خاص نسبت ہے جس شخص کو مرگی کا مرض ہوگا اس کو جب دورہ پڑے گا اسی حالت میں پڑے گا اور جب بھی دیوانگی ہوگی۔ جب قمری سر چل رہا ہو کیونکہ مرگی دیوانگی کی ایک قسم ہے اور چاندنی میں جنون زیادہ ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

نظم و ضبط: اپنی تمام چیزیں ان کی جگہوں پر رکھیے اور اپنے روزمرہ کے امور کا الگ الگ وقت مقرر کر لیجئے۔

عزم: جو بات مناسب سمجھتے ہوں اسے انجام دینے کا عزم کر لیجئے اور پھر اُسے انجام تک پہنچا کر چھوڑیئے۔

طہارت: جسم، لباس اور گھر میں گندگی ہرگز برداشت نہ کیجئے۔

سکون: واہیات باتوں کی پرواہ نہ کیجئے۔ ایسے حوادث سے مت گھبرایئے جو عام ہیں یا جن سے مفر ممکن ہی نہیں

انصاف: کسی کو نقصان پہنچانے کی غلطی کیجئے نہ اسے فائدہ پہنچانے سے احتراز۔

محنت: وقت ضائع نہ کیجئے، ہمیشہ کسی نہ کسی مفید کام میں مصروف اور غیر ضروری سرگرمیوں سے الگ تھلگ رہیئے۔

سیب کی چائے

سیب کی چائے، بخار والے مریضوں کیلئے نہایت مفید ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ دو سالم و تازہ سیب لے لیے جائیں انہیں خوب دھو لیا جائے مگر چھیلا نہ جائے پھر انکے پتلے پتلے ٹکڑے کر لیے جائیں۔ اس میں ایک سالم لیموں کے پتلے ٹکڑے کر کے چھلکے سمیت شامل کر دیے جائیں پھر ان سب کو ایک جگہ برتن میں ڈال کر اس میں ڈیڑھ پاؤ یا آدھا سیر کھولتا ہوا پانی ڈالیں ٹھنڈا ہونے تک اسی کا استعمال کریں ٹھنڈا ہونے پر اس کا عرق پانی چائے کی طرح نوش کریں

بعض باتیں سلیقہ اور آرام کی

ماؤں اور بہنوں کے لئے — حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

۱۔ جب رات کو دروازہ کھڑکی بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا، کبھی رات کو جان کا یا کسی اور چیز کا نقصان کر دے کہ اور کچھ نہیں تو رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کیلئے بہت ہے۔

۲۔ کپڑوں کو اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔ ۳۔ گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو۔ ۴۔ اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ، کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی کا پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کا کاتنا ہے۔ اس سے بدن تندرست رہتا ہے۔

۵۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔ ۶۔ سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر پھر وہیں رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو وقت پر ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعضی دفعہ کسی کو چیز نہیں ملتی سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیز خاص تمہارے برتنے کی ہیں ان کی جگہ بھی مقرر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔

۷۔ راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر موسل وغیرہ مت ڈالو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعضی دفعہ دن ہی میں کوئی جیسا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آرہا ہے وہ الجھ کر گر گیا اور بے جگہ چوٹ لگ گئی۔

۸۔ جب تم میں سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تاکہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو یہ سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کرو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسے میں رہا۔ ۹۔ نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج نہیں۔

۱۰۔ دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیونکہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہتے ہیں۔ اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آجاتا ہے تو ان بیجوں سے منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ ۱۱۔ اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ کو کپڑا لگا کر پیو کہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آجاوے۔ ۱۲۔ بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ۔ اللہ بچاوے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جاوے اور ہنسی کی گل پھنسی ہو جاوے۔ اسی طرح لڑکوں کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑے اور چوٹ لگ جاوے۔

۱۳۔ جب برتن خالی ہو جاوے تو اس کو ہمیشہ دھو کر الٹا کھڑا کر دیا کرو، پھر جب اس کو برتنا چاہو تو پھر اس کو دھو لو۔ ۱۴۔ برتن منہ میں بے دیکھے بھالے کھانا پانی مت ڈالو۔ ویسے ہی بچھونا یا دستر خوان مت بچھاؤ جیسا پہلے دیکھ لو اور صاف کر لو۔

۱۵۔ کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے کہ گھر والا اس کو پورا نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔ ۱۶۔ جہاں اور آدمی بھی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر مت تھوکو نہ ناک مت صاف کرو۔ اگر ضرورت ہو ایک کنارے جا کر فراغت کر آؤ۔ ۱۷۔ کھانا کھاتے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو جاتی ہے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ۱۸۔ بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جاوے ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔ ۱۹۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اسی جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو۔ ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہوتا ہے۔

۲۰۔ بات کرتے وقت بہت ہاتھ مت چلاؤ۔ ۲۱۔ دامن آنچل آستین سے ناک مت پونچھو۔ ۲۲۔ پاخانے کے قدمچے میں طہارت مت کرو۔ آبدست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو۔ ۲۳۔ جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو اسی طرح کپڑا بستر بھی۔ ۲۴۔ پردے کی جگہ میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کس جگہ ہے ناحق اس کو شرمانا پڑے۔ ۲۵۔ آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہوگی۔ ۲۶۔ بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو۔ اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو نہا ڈالو۔ ۲۷۔ آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔ ۲۸۔ گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو۔ ۲۹۔ چاقو یا قینچی یا سوئی یا کسی اور ایسی چیز سے مت کھیلو شاید غفلت سے کہیں لگ جاوے۔ ۳۰۔ جب کوئی مہمان آوے سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلاؤ اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے ٹھہرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارہ کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف نہ کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ کھانا

UPLOAD BY SALIMALKHAN

دفتر، پریکٹو چاہئے سادہ اور مختصر ہو اور جب اس کو جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد
اور سویرے ناشتہ تیار کر دو غرض اس کو آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔
۳۱۔ پاخانہ یا غسل سے کر نہ بالکل جلدی مت نکلو۔ بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ کر
تب باہر آؤ۔ ۳۲۔ جب تم سے کوئی بات پوچھے پہلے اس کا جواب دے دو پھر اور
کام میں لگو۔ ۳۳۔ جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر صاف بات
کہو تاکہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔ ۳۴۔ کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو دور سے مت پھینکو۔
شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آئے تو نقصان ہو پاس جا کر دے دو۔
۳۵۔ اگر دو آدمی پڑھتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ
میں اگر بیٹھو یا کسی سے بات نہ کرنا چاہئے۔ ۳۶۔ اگر کوئی کسی کام میں یا بات میں لگا ہو
تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کر دو بلکہ موقع کا انتظار کرو۔ جب وہ تمہاری
طرف متوجہ ہو تب بات کرو۔ ۳۷۔ جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تو جب تک
وہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح سنبھال نہ لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو بعض
دفعہ لوگوں کے بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔ ۳۸۔ اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو
تو خوب خیال رکھو کہ سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے اور ایسی زور سے مت جھلو
جس سے دوسرا پریشان ہو۔ ۳۹۔ کھانا کھاتے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو اسی طرح
کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ جب سب اکٹھا ہو جائیں موقع سے
ایک طرف ڈال دو۔ ۴۰۔ بہت دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو کبھی گر نہ پڑو۔
۴۱۔ کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو اکثر اول و آخر کے ورق مڑ جاتے
ہیں۔ ۴۲۔ اپنے شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہئے۔ بعض مردوں
کو ناگوار گزرتا ہے۔ ۴۳۔ اسی طرح غیر عورتوں کی بھی تعریف شوہر سے نہ کرے شاید
اس کا دل اس پر آجائے اور تم سے ہٹ جاوے۔ ۴۴۔ جس سے بے تکلفی نہ ہو اس
سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت زیور و پوشاک کا حال
نہ پوچھنا چاہئے۔ ۴۵۔ مہینے میں تین دن یا چار دن خاص اس کام کے لئے مقرر کر لو کہ
گھر کی صفائی پورے طور سے کر لیا کرو۔ جالے اتار دیئے فرش اٹھا کر جھڑوا دیئے
ہر چیز قرینے سے رکھ دی۔ ۴۶۔ کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی
ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہئے اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ
بات لکھی ہو۔ اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا
ہو۔ ۴۷۔ سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی
پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو نہ
یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں۔ لڑکیوں اور
عورتوں کو تو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرو۔
۴۸۔ جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ
چاہئے کہ اس آدمی پر گرد پڑے اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے گرد جھاڑنا نہ چاہئے
بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہئے۔

۴۹۔ کسی کی کوئی پریشانی یا رنج یا بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو
جاوے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے
کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسروں کو پریشانی رہی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا
کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی۔ ۵۰۔ اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر
دور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔ ۵۱۔ دیوار پر مت تھوکو پان
کی پیک مت ڈالو۔ اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو
لیکن جلے ہوئے تیل کو پاک مت کہو جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کہتی ہیں۔
۵۲۔ اگر دسترخوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن
مت اٹھاؤ دوسرے برتن میں لے آؤ۔ ۵۳۔ کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا لیٹا
ہو تو اس کو ہلاؤ مت اگر اس سے نکلو تو ایسی طرح بچ کر نکلو کہ اس میں ٹھوکر گھٹنا نہ
لگے اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ذرا سے احتیاط سے اٹھاؤ اور
رکھو۔ ۵۴۔ کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دسترخوان
پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک
کر رکھو۔ ۵۵۔ مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سا سالن روٹی دسترخوان پر
ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا۔ اس سے وہ شرمندہ
ہوتے ہیں۔ ۵۶۔ جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا
کر کے رکھو۔ ۵۷۔ چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر رکھو گھسیٹ کر مت چلو اس میں جوتا بھی
جلدی ٹوٹتا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے۔
۵۸۔ چادر اور دوپٹے کا بہت خیال رکھو کہ اس کا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے۔ ۵۹۔
اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے تو برتن میں لاؤ ہاتھ پر رکھ کر مت لاؤ۔
۶۰۔ لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ان کی شرم جاتی رہے گی۔

گوشت کو جلد گلانے کی ترکیب

گوشت کو جلد از جلد گلانے کیلئے مندرجہ ذیل ترکیبوں میں سے کوئی ایک ترکیب
استعمال کریں۔

- پکتے ہوئے گوشت میں چھالیہ ڈال دیں ایک سیر گوشت کیلئے ایک چھالیہ کافی ہے۔
- جس برتن میں گوشت پک رہا ہو اسکے ڈھکن کے نیچے پپیتا لگا کر ڈھک دیں۔
- پکتے ہوئے گوشت میں ایک چٹکی شکر ڈال دیں اور ایک چٹکی کھانے کا سوڈا۔
- خربوزے کا چھلکا یا چینی کی ایک چھوٹا کنکر ڈال دینے سے بھی گوشت
جلد گل جاتا ہے۔

پسندیدہ رنگوں کے ذریعہ نوشتۂ تقدیر

ماخوذ

اگر رنگ نہ ہوتے تو یہ دنیا بے رونق ہوتی اور پھر شاید رنگ برنگے پھول بھی اتنے پیارے نہ
لگتے۔ رنگوں میں جادو ہے۔ یہ جسم انسانی اور شخصیت پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔
سائنس کے اس دور میں اس پر ریسرچ پر بہت کچھ دریافت کیا جا چکا ہے۔ رنگوں کی
پسندیدگی انسانی فطرت کے بہت سے اسرار اجاگر کرتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے آنکھیں بند کر
کے پہلے سوچ لیں کہ آپ کا پسندیدہ رنگ کون سا ہے۔ پھر وہ رنگ جو سوچ لیں وہ آپ کے
مزاج کا دوسرا ہمسفر ہے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل تفصیل دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ رنگ آپ
کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

سرخ رنگ یہ رنگ سب رنگوں میں زیادہ پسندیدہ ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ یہ
رنگ عام طور سے وحشی قبائل اور کھلاڑیوں کو پسند ہوتا ہے۔ اور
ہم یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اسے کس لئے وحشیانہ قوت اور خطرے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔
اس رنگ کے پسند کرنے والوں میں کئی خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان میں تجربہ کا مادہ ہوتا ہے۔
امنگ ہوتی ہے۔ جوش ہوتا ہے۔ قوت برداشت اور صبر تحمل بھی ہوتی ہے۔ یہ
کھلاڑیوں اور تفریح بازوں کا رنگ ہے۔ ایسے لوگ خوش طبع ہوتے ہیں۔ اور خوش ذائقہ
چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔

گلابی رنگ جن حضرات کو گلابی رنگ پسند ہوتا ہے۔ وہ بہت پُرخلوص ہوتے ہیں۔
دوسروں سے محبت کرتے ہیں۔ اور محبت ہی ان کا ایمان ہوتا ہے۔ وہ
دوسروں کی خدمت اور تعاون کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی حاسد نہیں ہوتے۔
رشک بھی نہیں کرتے۔ دوسروں کو دکھی دیکھ کر خود دکھی ہو جاتے ہیں۔ ان کے جذبات
ذرا سی بات پر مجروح ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی شخصیت معمولی سی تنقید سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔

سفید رنگ یہ رنگ پاکیزگی کی علامت ہے۔ دوشیزگی کی علامت ہے۔
اس رنگ کو پسند کرنے والا پاکیزہ خیالات کا حامل ہوتا ہے۔ غیر
جانبدار ہوتا ہے۔ قناعت پسند ہوتے ہیں۔ صابر ہوتے ہیں۔ اپنے انداز و اطوار میں بہت
محتاط ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں انصاف پسندی اور خلوص کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ان
کی فطرت میں حد سے زیادہ نکتہ چینی کا مادہ بھی ہوتا ہے۔ سفید رنگ عظیم لوگوں کا رنگ
ہے۔ لباس ہمیشہ عظیم لوگوں نے پسند کیا ہے۔

نارنجی رنگ اس رنگ کو پسند کرنے والے مخلص اور خوش مزاج ہوتے ہیں۔ اور ہر جگہ
خوش گفتار بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی اداؤں سے دوسروں کو
متاثر کر سکتے ہیں۔ ان میں سب سے آگے نکل جانے کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ بالعموم مشکل
کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ یہ اپنی مخالفت برداشت نہیں کر پاتے۔ یہ اپنی خواہشات کو
جائز ناجائز کسی بھی طرح پورا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور ہر معاملے میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

سیاہ رنگ یہ لوگ افسردہ طبیعت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خاموش طبع بھی ہوتے
ہیں۔ دوسروں کے مزاج آشنا بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خود پسند
بھی ہوتے ہیں۔ لیکن مغرور نہیں ہوتے۔ انفرادیت پسند ہوتے ہیں۔ انکی طبیعت میں غم
اور تشویش کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ ہنسنے سے زیادہ افسردہ رہتے ہیں کیونکہ سوچتے رہتے ہیں۔

پیلا رنگ یہ رنگ دانشوروں کی دلیل ہے۔ پیلا رنگ پسند کرنے والے
لوگ ہنرمند ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تخلیقی مزاج کے مالک ہوتے ہیں۔
ہلکا پیلا رنگ مختلف طبیعت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ خود اعتمادی اور خطرہ پسندی کی
بھی علامت ہوتا ہے۔ پیلا زرد رنگ اگر کسی کو پسند ہو تو یہ اس کے خود غرض ہونے کی علامت ہے۔

نیلا رنگ نیلا رنگ پسند کرنے والے لوگ روحانیت پسند ہوتے ہیں۔ اور خود
غرضی سے دور رہتے ہیں۔ آسمانی رنگ پسند کرنے والے لوگ مادیت
سے دور ہوتے ہیں۔ اور اچھے کام کرنے کے شائق ہوتے ہیں۔ ہلکا نیلا رنگ پسند کرنے والے
لوگ بااصول اور قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ اور با مقصد زندگی گزارتے ہیں۔ یہ لوگ تعاون پسند
بھی ہوتے ہیں۔ ملنسار بھی ہوتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا ان کا
خاص مزاج ہوتا ہے۔ حسن پسند ہوتے ہیں۔ اور صنف مخالف میں دلچسپی رکھتے ہیں۔
گہرا نیلا رنگ پسند کرنے والے لوگ عاشق مزاج اور دل پھینک ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی جگہ سر
جھکا دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک وقت میں ایک سے زیادہ لوگوں سے عشق کر سکتے ہیں لیکن
بے وفائی کسی کے ساتھ نہیں کرتے۔ جسے اپنا بنا لیتے ہیں اسے زندگی بھر چاہتے ہیں۔

سبز رنگ یہ رنگ شادابی اور خوشحالی کی علامت ہے۔ یہ رنگ صحت اور شفا
کی علامت ہے۔ پاکیزگی اور تقدس کی علامت ہے۔ سبز رنگ
پسند کرنے والے لوگ کاہل نہیں ہوتے۔ مہم جو ہوتے ہیں۔ موقع شناس ہوتے ہیں۔
حاکمیت کو ناپسند کرتے ہیں۔ جذباتی ہوتے ہیں۔ خوش مزاج ہوتے ہیں۔ پر امید ہوتے ہیں۔

انسانی صحت پر مختلف موسموں کے اثرات

سب کو معلوم ہے کہ غذائیات اور مسائل خورد و نوش کی دنیا میں کسی مرد یا عورت یا بچے کی غذائی ضروریات کا اندازہ صرف شکری، زلالی اور لحمی اجزا کی حرارتی مقدار کی قیمت ہی سے نہیں کیا جاتا، بلکہ حیاتینوں کے وجود و مقدار کا بھی خیال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کا غذائی مسئلہ اس وقت بڑی اہمیت رکھتا ہے اور "حیاتین" کا لفظ کثرت سے استعمال کیا جانے لگا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو روزانہ دو وقت پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ جب ملک میں دولت اور غذائی اشیاء کی ارزانی تھی تو سب لوگوں کو غذاؤں کے ذریعے کافی حیاتینیں مل جایا کرتی تھیں۔ مثلاً غذا پر رائل سوسائٹی آف میڈیسن" کی کارروائیوں کے دوران میں انکشاف کرتا ہے۔ ڈاکٹر ڈی میکاؤ نے کہا تھا کہ منطقہ حارہ کے ممالک میں الکثر آدمی معمولی زمانوں میں بھی فاقہ کشی کی سرحد پر زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے اگر کہیں فصل خراب ہو جاتی ہے تو وہ ملک قحط میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ انسان اور اس کی غذا کے اجزا کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مگر اس کے سوا کچھ اور چیزیں بھی ہیں جسے انسانی صحت و زندگی کے سلسلے میں ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے ان ہی میں وہ اثرات بھی ہیں جو مختلف موسموں سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موسم کی تبدیلیاں کچھ ایسے عناصر پیدا کر دیتی ہیں جو ہماری صحت، ہمارے جسمانی نظام اور ہماری غذاؤں کی نوعیت پر پوری طاقت سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ ہمارا ملک جغرافیائی اعتبار سے خط سرطان اور خط جدی کے درمیان خط استوا سے ۲۳٫۵ ڈگری اوپر اور نیچے واقع ہے۔ اسے منطقہ حارہ کہتے ہیں اور اس کی آب و ہوا کو "ٹراپیکل" یعنی گرم ممالک کی آب و ہوا کہا جاتا ہے۔ تاکہ منطقہ معتدلہ" یعنی "ٹمپریٹ زون" کی آب و ہوا سے سائنٹفک طور پر اس کا امتیاز کیا جاسکے۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ ہم جدید تحقیقات کو دیکھ کر بہت جلد غذائی مسائل پر رائے دینے لگے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ غذائیات کے متعلق پہلے اصولی ریسرچ ہوا ہے وہ منطقہ معتدلہ کے باشندوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ وہ لوگ اپنی تحقیقات کے وقت زیادہ تر اپنے ہی ملکی اور قومی غذاؤں کا خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم انتخاب و تعین غذا کے سلسلے میں بھی بعض مشکلات و الجھنوں سے گزر رہے ہیں۔

قدیم رائیں

جب ہم گزشتہ زمانے کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو حکمائے قدیم کے تجربات کا ایک جمع شدہ ذخیرہ ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ "وقت" یا "موسم" ایک ایسی چیز ہے جو غذاؤں اور دواؤں میں ان کی مخصوص ماہیت اور ذائقہ وغیرہ پیدا کرتی ہے۔ مثلاً کسی چیز کو میٹھا، کسی کو کھٹا، کسی کو کڑوا وغیرہ بناتی ہے۔ قدیم حکماء نے سال کو دو "ایانوں" یعنی "اترایانم" اور "دکھنا یانم" میں تقسیم کیا ہے۔ جنہیں انگریزی اصطلاحات میں (SUMMER SOLSTICE) اور (WINTER SOLSTICE) یعنی "راس السرطان" اور "راس الجدی" کے دوران میں جب آفتاب کی حرارت و روشنی بڑھ جاتی ہے تو بعض نباتاتی چیزوں کے "رس" یعنی جوہر سیال کی تلخی، ترشی اور شیرینیت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور تمام جاندار رفتہ رفتہ اپنی قوت اور انرجی کھونے لگتے ہیں اور جب آفتاب کی شعاعوں کی شدت کم ہو جاتی ہے اور ماہتاب کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ تو نمکین اور میٹھے "رسوں" کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور جاندار بھی زیادہ سے زیادہ قوت و انرجی حاصل کرنے لگتے ہیں۔

موسموں کے حساب سے قدیم حکماء نے سال کو چھ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ اگرچہ ہم سال میں چھ مختلف موسم صاف اور واضح طور پر نہیں پاتے مگر یہ ضرور ہے کہ تداخل فصلین کے باعث حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور ایک کے بعد دوسرے موسم کے آنے کا درمیانی وقفہ مخصوص اثرات رکھتا ہے۔ ان حکماء نے ہر موسم کی غذاؤں کے اوصاف بیان کئے ہیں۔

"برسات کے موسم" میں جو ہریالیاں اور سبزیاں اگتی ہیں ان میں آفتاب کی شعاعوں کی کمی اور میلے پانی کے انجذاب کے باعث صحت بخشی کی طاقت کم ہوتی ہے۔ اس موسم میں آسمان پر ابر چھایا ہوتا ہے اور ہوا کی غیر معمولی رطوبت انسان کی ہضم اور عضوی نظام کو کمزور کر دیتی ہے۔ اس لئے اگر ہم ان کمزور اور ثقیل "قوت سے عاری" غذاؤں کو کھاتے ہیں تو ہمارے ہاضمہ پر ان سے ایک تیزابی مادہ پیدا ہوتا ہے اور جسمانی

نئی رہیں صفرا کو افراط زیادہ ہو جاتا ہے۔
اس لئے ہمیں برسات میں سبزیاں کم کھانی چاہئیں اور ان اناجوں کو مثلاً چاول دال یا چنوں کو استعمال کرنا چاہئے۔ جو گزشتہ موسم سرما میں یا اس کے آخری حصہ میں پیدا ہو کر رکھے جا چکے ہوں۔ اور خشک ہو گئے ہوں۔

"موسم خزاں" یعنی بھادوں اور اسوج میں آسمان صاف ہونے لگتا ہے پانی کا میلا پن بھی گھٹ جاتا ہے۔ لیکن برسات کے موسم میں جو صفرا پیدا ہو کر جسم انسانی میں جمع ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ تمازت آفتاب کے باعث زیادہ سیال صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور صفراوی بیماریاں تملہ کر دیتی ہیں۔ اس لئے ہمیں اس موسم میں بہت ہی نرم و زود ہضم غذائیں کھانی چاہئیں۔ گوشت اور زیادہ مقدار میں پروٹین غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے اور شکر بھی کم مقدار میں کھانے چاہئیں۔

"موسم زمستان" یعنی کاتک اور اگہن میں وہ پودے اور سبزیاں جو موسم خزاں میں اگ کر نشوونما پا چکی ہوں اپنی خاصیتوں اور ماہیتوں میں پختہ ہو جاتی ہیں۔ اور اس موسم کے پھل بہت صحت بخش ہوتے ہیں۔

"موسم سرما" یعنی پوس اور ماگھ کے مہینوں میں پانی بالکل شفاف ٹھنڈا اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور آفتاب کی شعاعیں ہلکی اور نرم ہو جاتی ہیں اور سرد و وزنی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جو سبزیاں اور غذائیں برسات اور خزاں میں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں ان کا تیز اثر زائل باقی نہیں رہتا اور جسم میں بلغم کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس موسم میں ہم ایسی گرم اثر رکھنے والی غذاؤں میں کچھ اضافہ کر دیں۔ مثلاً گوشت، مچھلی اور دودھ کی پیداوار یعنی مکھن یا گھی بھی کسی مقدار میں کھا لیا کریں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پوشیدہ جسم کے اندر موجود قوت محرکہ پیدا کرتی ہے اور اس عمل سرگرمی کے باعث بلغم کا اجتماع رک جاتا ہے۔

"موسم بہار" یعنی پھاگن اور چیت کے مہینوں میں وہ بلغم جو جسم میں پہلے سے جمع ہوتا ہے۔ ایک سیال صورت اختیار کرنے لگتا اس لئے ایک ہیجانی کیفیت کی سی پیدا ہو جاتی ہے جو تنفسی امراض یعنی کھانسی وغیرہ پیدا کرتی ہے اگر ہم موسم سرما میں اپنی غذاؤں پر کنٹرول رکھیں تو موسم بہار کے بہت سے خراب اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ جسم میں احتمالک سرگرمی کو بڑھا کر اور تھوڑی سی ناشتہ کی غذا کھا کر ہم بلغم کے اجتماع کو روک سکتے ہیں۔

"موسم گرما" یعنی بیساکھ اور جیٹھ میں اکثر پودے اور غذائی سبزیاں اپنے جوہری سیال اور رطوبت کو کھو دیتی ہیں اور جو چیکنی چیزیں خشک ہو کر بہت ہلکی ہونے لگتی ہیں۔ اس لئے ان کے غذائی خواص بھی کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پانی کی کمی کے باعث جسم میں خشکی اور حرارت پیدا ہوتی ہے اور فطری برداشت کم ہو جاتی ہے۔

آفتاب کی تیز شعاعیں جسمانی نظام کی فطری رطوبت کو بھی گھٹا دیتی ہیں۔ اس لئے ہم موسم گرما میں جو غذائیں کھاتے ہیں ان سے جسم کی اعصابی مشینوں میں نقص پیدا ہونے لگتا ہے اس کا پتہ ہمیں اس پر چڑچڑے پن اور خشکی سے لگتا ہے جو زیادتی حرارت کے باعث دماغ میں پیدا ہونے لگتی ہے۔

اس لئے اس موسم کیلئے ہمیں سیال چیزیں کسی قدر زیادہ مقدار میں استعمال کرنی چاہئیں اور ٹھنڈا پانی اور پھلوں کے رس اور شکر یا گڑ یا کچے ناریل کے پانی کا شربت پینا چاہئے عام طور پر اس موسم میں ہمیں بھوک کم لگتی ہے اس لئے ہمیں غذا بھی زیادہ مقدار میں نہیں کھانی چاہئے بلکہ ہلکی اور زود ہضم صحت بخش چیزیں استعمال کرنی چاہئیں۔ اور کبھی کبھی فاقہ بھی کر لینا چاہئے تاکہ جسم کے زہریلے مادوں کے خراب اور سمیت آمیز اثرات کو زائل کر سکیں۔

اسی طرح علمائے قدیم نے مختلف موسموں کی خصوصیات کو ایک پورے دن اور رات کے مختلف حصوں کی خصوصیات سے تشبیہ دی ہے مثلاً وہ کہتے ہیں کہ موسم بہار کے اوصاف "وقت سحر" کی دلکشی اور اثرات سے ملتے جلتے ہیں۔ اسی طرح "دوپہر" موسم گرما سے مشابہ ہے۔ "شام" میں موسم برشگال کی ٹھنڈک پائی جاتی ہے۔ "نصف شب" کی حالت موسم خزاں کی سی ہے۔ اور صبح سے پہلے چند گھنٹے موسم سرما کی خصوصیات رکھتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر جسم انسانی میں حرارت و برودت کی کمی و بیشی کے باعث چاروں اخلاط یعنی سودا، صفرا، بلغم اور خون وغیرہ کی حالت میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

عمل استحالہ

ان قدیم حکما اور علما نے ہمارے لئے معلومات کا جو ذخیرہ چھوڑا ہے۔ اس میں جدید سائنس نے اچھا خاصا اضافہ کر دیا ہے۔ اب ہمیں معلوم ہے کہ جسم انسانی میں استحالہ کا عمل سرد موسم اور ٹھنڈی آب و ہوا میں بہتر ہوتا ہے اور غذا کے جزو بدن بننے کی سرگرمیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جوں جوں موسم گرم ہوتا جاتا ہے اور حرارت بڑھتی جاتی ہے۔ استحالہ کی سرگرمیوں میں بھی کمی ہونے لگتی ہے۔

یہاں تک کہ ۳۳ء۲ سنٹی گریڈ یا ۹۱ء۲ "فیرن ہائٹ" کے درجہ حرارت میں استحالہ کا وزن ناقص ہو جاتا ہے۔ اگر ہم ایسی گرم و تر آب و ہوا میں رہیں جو کم رطوبت رکھتی ہو تو ہمارے کھانے کی مقدار کسی قدر بڑھ جاتی ہے اور قوت ہاضمہ بھی بہتر ہو جاتی ہے اور اگر ہم ایسی گرم و تر آب و ہوا میں رہیں جو زیادہ رطوبت رکھتی ہو تو اس کا اثر برعکس ہوتا ہے۔ خارجی سردی بھوک کو بڑھاتی اور بیدار کرنے میں بہتر مؤثر ہوا کرتی ہے نہ اسی لئے موسم سرما میں ہم اپنی غذاؤں میں اضافہ کر دیتے ہیں اس سلسلہ میں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ ۳۰ ڈگری اور ۴۰ ڈگری سنٹی گریڈ یعنی ۸۶ ڈگری اور ۱۰۴ ڈگری "فیرن ہائٹ" کے درمیان حرارت کی پیدائش و تنظیم کرنے والی مشین ناقص ہو جاتی ہے اسلئے سرد پانی سے غسل، سرد ہوا اور دوسری فضائی صورت حال مثلاً سطح زمین سے بلندی یا ساحل کی آب و ہوا بھی استحالہ کو ترقی دیتی ہے۔

جب موسم سرد ہوتا ہے تو "اشعاع حرارت" اور "نقل حرارت" کے ذریعہ ہمارے جسم سے پسینہ وغیرہ "حرارت" زیادہ مقدار میں خارج ہوتے ہیں اور جب موسم گرم ہوتا ہے تو جسمانی حرارت کم مقدار میں ضائع ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوا کا ٹمپریچر جسمانی ٹمپریچر یعنی ۹۸٫۴ ڈگری کے برابر ہو جاتا ہے تو کوئی حرارت خارج نہیں ہوتی۔ اس لئے موسم سرما میں جسم خود اپنی حرارت کو عمل استحالہ میں اضافہ کر کے قائم رکھتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس موسم میں غذا آسانی سے جزو بدن بن جاتی ہے۔ قوت ہاضمہ بڑھ جاتا ہے۔ تغذیہ بہتر طور پر پیدا ہوتی ہے اور صحت میں کوئی نقص ہوتا ہے تو وہ بھی دور ہو جاتا ہے۔

سرد و تر آب و ہوا میں جسم سے تبخیر بھی بہت آہستہ آہستہ ہوتی ہے اور گرم تر آب و ہوا میں بخارات زیادہ خارج ہوتے ہیں اگر ہم ان باتوں کو یاد رکھیں تو صحیح غذا اور صحیح لباس کے ذریعہ ہم سال کے مختلف موسموں میں اپنی صحت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پیاز: ایک مشہور ترکاری ہے اس کا مزاج معتدل ہے۔ زیادہ گرم ہے نہ سرد۔ یہ غذائیت سے بھرپور ہے اور صالح خون پیدا کرتی ہے۔ زود ہضم، مقوی دل و دماغ اور اشتہا آور ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے اور پیٹ کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ اور صفراوی گرمی کو دور کرتی ہے۔ مادہ تولید پیدا کرتی ہے اور مقوی باہ ہے۔

کھیرا: اس کا مزاج سرد و تر ہے۔ دیر ہضم ہونے کے باوجود قبض کشا ہے۔ دل اور جگر کی گرمی دور کرتا ہے۔ صفرا اور خون کی تیزی اور گرمی کو کم کرتا ہے۔ جگر کا سدہ کھولتا ہے۔ پیشاب کھول کر لاتا ہے۔ گردوں کے امراض میں مفید ہے۔ پیاس، یرقان اور پیشاب کی جلن میں فائدہ بخشتا ہے۔ کھیرا کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہئے ورنہ ہیضہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

کدو: اس کی کئی قسمیں ہیں گول کدو اور لمبا کدو۔ اس کا مزاج سرد اور تر ہے۔ یہ کافی غذائیت رکھتا ہے۔ اسے کھانے سے اجابت صاف ہوتی ہے۔ گرم مزاج والوں کیلئے مقوی ہے۔ جگر کی گرمی اور صفرا کو دور کرتا ہے۔ قبض کشا ہے پیاس بجھاتا ہے۔ خشک امراض اور بخاروں میں مفید ہے۔ سرد مزاج والوں اور بوڑھوں کو مضر ہے۔ کدو کا اثر حرارت جگر اور اسہال جگری کو نافع ہے۔

آملہ: اسکا مزاج سرد و خشک ہے۔ وٹامن سی والی تمام سبزیوں اور پھلوں کے مقابلے میں آملہ میں سب سے زیادہ وٹامن سی پایا گیا ہے۔ ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ پائیوریا کم خرچ و موثر علاج سبز آملہ ہے۔ سبز آملے کے استعمال سے آپ کے دانت کئی امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آملہ بچے بوڑھے، مرد و عورت سب کیلئے یکساں مفید ہے۔ جس موسم میں سبز آملہ نہ ملے آملہ کا اچار یا مربہ سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ آملہ وٹامن "سی" کا خزانہ ہے۔

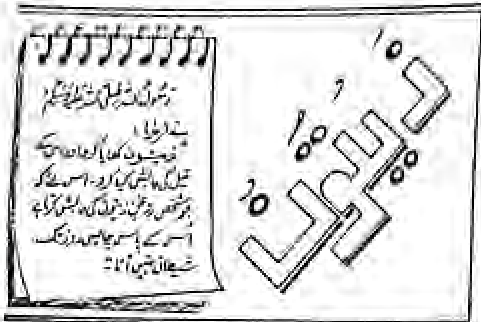

زیتون

کو قدرت کا گرانقدر عطیہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ زیتون کا تیل گوناگوں اوصاف و خواص کا حامل ہے۔ اسپین کی ایک کہاوت ہے "زیتون کا تیل ہر بیماری کی دوا ہے"۔ اس کہاوت کو مبالغہ کہا جائے گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ زیتون کا تیل بہت سی بیماریوں کی قابل قدر دوا ہے اسے استعمال کر کے بیش از بیش فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

اس کا مزاج گرم اور خشک ہے نہ صرف دواؤں میں استعمال ہوتا ہے بلکہ دنیا کے بعض ممالک میں گھی، مکھن اور تیل کی طرح کھایا جاتا ہے۔ بلغم اور ریاح کو دور کرتا ہے۔ آنتوں کو طاقت دینے کیلئے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوا نہیں۔ زیتون کا تیل آنتوں کو طاقت دے کر قبض کو رفع کرتا ہے۔ معدہ اور آنتوں کے زخموں اور چھالوں میں نہایت فائدہ بخش ہے۔ آنتوں کے مروڑ اور پیچش میں نہایت مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مار کر نکال دیتا ہے۔

جو لوگ ریاح سے پریشان رہتے ہیں انہیں زیتون کا تیل استعمال کرنا چاہئے۔ یہ ریاح خارج کرتا ہے۔ بلغم کو رفع کرتا ہے۔ مثانہ معدہ آنتوں اور پیشاب کی سوزش اور درد کو رفع کرتا ہے۔ فالج و استرخا میں مفید ہے۔ زیتون کے تیل کی مالش عرق النسا اور گٹھیا میں نافع ہے۔ کمزور اور لاغر بچوں کیلئے اسکی مالش بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔

دانتوں پر ملنے سے مسوڑھوں اور دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ زیتون کا تیل سوجن کو تحلیل کرتا، زخموں کو بھرتا اور زخم کو رفع کرتا ہے۔ داد اور گنج کیلئے بہت مفید ہے۔ زیتون کا تیل آنکھوں میں لگانے سے بصارت تیز ہوتی ہے آنکھوں سے پانی بہنا بند ہو جاتا ہے۔ پھوڑے آنکھوں میں لگانے رہیں تو موتیا بند کو تحلیل کر دیتا ہے اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ آنکھوں کے دھندلا پن اور جھلی کو رفع کرتا ہے۔ زکام اور درد سر میں نافع ہے۔ زیتون کا تیل کھانا امراض اور بواسیر کے مریض کیلئے مفید ہے۔ پتھری کو توڑتا ہے۔ صفرا دور کرتا ہے۔ پتے کی پتھری کیلئے خاص طور پر مفید ہے۔ پیشاب کھل کر آتا ہے۔ زیتون کا تیل کی مالش سے سردی کا اثر دور ہو جاتا ہے۔ چہرے کا رنگ نکھر آتا ہے۔ پر لگانے سے سرکی کو دور کرتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتا ہے۔ جلد سفید نہیں ہونے دیتا۔ سوتے وقت پلکوں پر لگانے سے پلکیں لمبی گھنی اور چمکدار ہو جاتی ہیں۔ ●●

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

کے مالک ہوتے ہیں۔

ہرے سبز رنگ کو پسند کرنے والے لوگ عام طور پر بے حد احتیاط سے زیادہ ان میں تخیل ہوتا ہے۔ بھوری اور سیاہ رنگ پسند کرنے والے لوگ عام طور پر اپنی غلطیوں کو نہیں مانتے بلکہ اپنی ناکامی پر بھی دوسروں کو قصوروار سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ آہستہ آہستہ ابھرتے ہیں اور جب سب پر چھا جاتے ہیں۔ یہ لوگ دوستی کے شائق ہوتے ہیں۔ ہرے رنگ کے ساتھ زرد رنگ پسند کرنے والے لوگ غیر منظم طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ اور ان میں تجربہ نہیں ہوتا۔

بادامی رنگ

یہ رنگ پسند کرنے والے بے حد عقل اور رسا ہوتے ہیں۔ ایماندار ہوتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو دکھ پہنچاتے رہتے ہیں۔ بچکے پیسے کے ہوتے ہیں۔ بانڈ رہانے کے اہل نہیں ہوتے۔ باتونی ہوتے ہیں۔ اپنے دل کی بات بہت جلد زبان پر لے آتے ہیں۔

زعفرانی رنگ

اس رنگ کو پسند کرنے والے قابل نہیں ہوتے۔ کام کرنے کے بجائے آرائش کرتے ہیں۔ اظہار کی قدرت ان میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

بنفشی رنگ

یہ رنگ بزرگی اور دانائی کا رنگ ہے۔ اس رنگ کو پسند کرنے والے اپنی ذات پر تنقید اور نکتہ چینی کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ لوگ تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ ان میں آرٹسٹک اور ادبی خصوصیات ہوتی ہیں۔ یہ لوگ مسائل بزرگی کی نشانی سمجھتے ہیں۔ اور تو وہ داری کے دعوے دار ہوتے ہیں۔ بعض فلسفیوں نے اس کو پرکشش رنگ سمجھتے ہیں۔

ارغوانی رنگ

یہ رنگ شاہی رنگ کہلاتا ہے۔ اس رنگ میں بڑی طمطراق، شان و شوکت ہے۔ اس رنگ کو پسند کرنے والے اقتدار پسند ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ اور خیالی پلاؤ پکاتے ہیں۔

رنگوں کی ہم آہنگی

ابھی تک رنگوں کا الگ الگ تجزیہ ہوا ہے۔ اب رنگوں کے امتزاج کے بارے میں کچھ باتیں نوٹ کیجئے۔ کسی بھی شخصیت کے بارے میں اپنا تاثر قائم کرنے سے پہلے یہ جان لیجئے کہ وہ کون کون سے رنگ پسند کرتا ہے۔ یا ہر انسان کو دو رنگ یا زیادہ سے زیادہ ایک ہی رنگ پسند ہوا کرتا تھا۔ اگر کسی کو دو رنگ پسند ہیں تو ان دونوں رنگوں کی خصوصیات جمع کر لی جائیں اور جو خصوصیات صاف طور پر ایک دوسرے سے ٹکراتی ہوں انہیں محذوف کر دیا جائے۔ اس کے بعد باقی خصوصیات کو ہم آہنگ کر لیا جائے تو شخصیت کے اوصاف نمایاں ہو جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص جسے سرخ اور سفید رنگ پسند ہیں تو سرخ رنگ کی پسندیدگی بتاتی ہے کہ وہ پرجوش ہے، بیباک ہے اور بہادر ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ سفید رنگ کی پسندیدگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سرخ رنگ کے انہی اوصاف کو پسند کرے گا جو اسے ہوں گے۔ دو رنگوں کی پسندیدگی سے توازن قائم ہو جاتا ہے۔ جبکہ ایک رنگ کی پسندیدگی صرف ایک ہی خصوصیات کو واضح کرتی ہے۔ رنگوں کی دی ہوئی اس تفصیل سے آپ اپنی شخصیت اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کی شخصیت کا بہت کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔

غمِ فردا سے بچیے

علی اسد

جس انداز سے وہ اپنے معالج کے کمرے میں داخل ہوا اسی سے دیکھ کر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا تھا کہ وہ بے حد پریشان ہے۔ اس کی چال ڈھال اس کے مصافحہ کرنے کا طریقہ اور اس کی گھبرائی ہوئی نظروں سے اس کی کیفیت صاف عیاں تھی۔ حالانکہ ابھی اس کی عمر تیس سے زائد نہ تھی۔ پھر بھی اس کے ماتھے پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اور کنپٹی کے پاس کے بال سفید ہو چلے تھے۔ معالج کے پاس پہونچتے ہی اس نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب مجھے اندیشہ ہے —" ان چند الفاظ نے معالج کے اس خیال کی تائید کر دی کہ واقعی وہ بیحد گھبرایا ہوا ہے۔

مریض نوجوان اور تعلیم یافتہ تھا جسمانی لحاظ سے توانا تھا اور ذہین بھی تھا۔ اس کے باوجود سب سے پہلے جو الفاظ اس نے کہے وہ یہی تھے۔

"ڈاکٹر صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ آپ مجھے اچھا نہ کر سکیں گے"۔

یوں تو ہر اعصابی مرض کی جڑ اور بنیاد فکر و تردد ہی ہوتی ہے۔ مگر بہت سے مریضوں کا خوف ان کے دل کی گہرائیوں میں دفن رہتا ہے۔ یعنی مرض کی علامت کی صورت میں صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں معالج مختلف علامات کو تلاش کرنے کے بعد رفتہ رفتہ منزل بہ منزل بیماری کی اصل بنیاد کا پتہ چلاتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مرض کی جڑ دراصل خوف ہے۔ معالج کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ ہوتی ہے کہ مریض لاشعوری طور پر پوری شدت کے ساتھ اپنے مرض کی حفاظت کرتا ہے۔

چنانچہ اس مریض کے سلسلہ میں بھی جو خاص بات نظر آئی۔ وہ بھی اس کا خوف۔ بہرصورت اس مضمون میں صرف خوف ہی کے بارے میں جائزہ لیا جائے گا۔ حالانکہ مریض کی اور بھی بہت سی باتیں ایسی تھیں جو کافی دلچسپ اور اہم تھیں۔ لیکن ان تمام علامات کی بنیادیں بھی اسی خوف سے منسلک تھیں۔ یہاں پر ہرگز یہ تصور نہ کر لینا چاہیے۔ کہ چونکہ مرض کی علامت اور بنیاد دونوں ہی باتیں خوف کی بناء پر تھیں۔ اس لئے تفتیش میں کسی کاوش کی ضرورت نہیں پڑی ہوگی۔

بہت سے مریضوں کو اپنے خوف کا علم ہی نہیں ہوتا لہٰذا وہ اس بارے میں بات چیت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ تو پھر وہ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور اپنے دل کی بھڑاس نکال ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ مریض شروع ہی سے اپنے خوف اور اندیشوں کے بارے میں باتیں کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ گویا اسے کچھ کہنا ہی نہیں آتا تھا۔

چنانچہ اس نے معالج کو بتایا کہ وہ بیمار ہے اور پریشانی کی وجہ سے اس کی حالت دن بدن بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی مختلف پریشانیوں کا ذکر کیا۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ زید نے اپنے بارے میں جو کچھ کہا اس سے اس کی زندگی انتہائی بھیانک معلوم ہوتی تھی۔

سب سے پہلے تو اس نے اپنی نجی زندگی کا تذکرہ کیا اور اپنی کاروباری حالت بتاتے ہوئے اپنے دیوالیہ ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا۔ پھر حادثات اور بیماریوں کے اندیشے بتائے۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اگر ان بلاؤں سے کسی طرح میں بچ بھی گیا تو بڑھاپے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت آمدنی بھی کم ہو گئی ہوگی۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ انتہائی پریشانی کا عالم ہوگا۔ اس کے بعد اس نے جنگ اور قحط کے خطرات کا ذکر کیا۔ وہ ہائیڈروجن بم اور اسی طرح کی مختلف تباہیوں کی باتیں کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا کہ دنیا میں ہر شخص انفرادی طور پر ان تباہ کاریوں کی زد میں ہے۔ یہی نہیں بلکہ پوری دنیا تباہی کے کنارے آگئی ہے۔ اس بات کا بھی خطرہ ہے کہ کسی دوسرے سیارے سے اس دنیا پر حملہ ہو جائے۔

معالج نہایت خاموشی سے اس کی تمام باتیں سنتا رہا۔ اس نے قطعی مداخلت نہ کی۔ مریض کے خیالات کی ذرہ برابر بھی تردید نہیں کی۔ یہ بھی نہیں کہا کہ اسے مایوس نہ ہو۔ امید پر دنیا قائم ہے۔ مختصر یہ کہ مریض کو دل کھول کر بولنے کا موقع دیا گیا۔

ایک گھنٹہ اسی طرح گزر گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی مریض متفکر اور پریشان رہا۔ صاف ظاہر تھا کہ اس کے دل کی بھڑاس پورے طور پر نہیں نکلی تھی۔ آخر کار جب بولتے بولتے تھک گیا تو پھر خاموش ہو گیا۔ مگر خوف اس کے دل میں جوں کا توں قائم رہا۔ باتوں کے ساتھ خوف اس کے دل سے نہیں جا سکا۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

مریض جب چپ ہوگیا تو معالج نے پوچھا۔ "یہ تمام باتیں آخر تم کو اتنا کیوں پریشان کرتی ہیں؟" یہ سوال سن کر مریض نے متعجب ہوکر اپنے معالج کی طرف دیکھا اور بولا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر شخص ان باتوں کی وجہ سے پریشان کیوں نہیں ہوتا!"

معالج نے کہا: "لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ ہر شخص پریشان نہیں ہوتا۔ یوں تو ہر شخص کے لئے اسی قسم کے خطرات موجود ہیں اور زیادہ تر لوگ ان خطرات سے اچھی طرح واقف بھی ہیں۔ یہ لوگ اندھے بھی نہیں اور بیوقوف بھی نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ہر ایک جان بوجھ کر یہ فرار اختیار کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا میں تم سے پھر پوچھتا ہوں کہ صرف تم ان تمام اندیشوں کی وجہ سے اتنے پریشان کیوں ہو۔۔۔؟"

اس کے بعد مریض بار بار اپنے معالج کے پاس آتا رہا اور کئی نشستوں کے دوران اپنے خوف اور اندیشوں ہی کی داستان دہراتا رہا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ معالج نے یہ بھی پتہ چلا لیا کہ جس وقت مریض کے خیالات کسی قدر آزاد ہوتے ہیں تو ان میں اس کے بچپن کے واقعات کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے۔ ان میں سے بعض واقعات سالہا سال سے طاق نسیاں پر رکھے جاچکے تھے اور وہ بالکل بھول میں پڑگئے تھے۔

ایک بار مریض نے بتایا کہ اس نے ایک جنازہ جاتے دیکھا۔ کہنے لگا کہ لوگ مرنے والے کے لئے بیکار غم مناتے ہیں کیونکہ ماتم کرنے والوں کا بھی ایک دن یہی انجام ہوتا ہے۔ ظاہر تھا کہ جنازہ دیکھ کر اس کے جذبات برانگیختہ ہوگئے تھے۔ معالج نے اس سے پوچھا کہ جنازہ دیکھ کر تم کو کس بات کی یاد آئی تھی۔

مریض نے فوراً ایک سڑک کا نام لیا۔ جہاں وہ اپنے بچپن میں رہتا تھا۔ معالج نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مریض کے بچپن کے ایک اور واقعہ کی یاد تازہ کرادی جو کہ اسی سڑک پر پیش آیا تھا۔

مریض کی ماں اس کو اور اس کی بہن کو لئے ہوئے اس سڑک پر ایک دن چلی جارہی تھی کہ سامنے سے ایک جنازہ آتا دکھائی دیا۔ مریض نے جب جنازے کے بارے میں اپنی ماں سے سوالات کرنے شروع کئے تو ماں نے اسے موت کے بارے میں سمجھانا شروع کردیا۔ ماں نے بچے کو بتایا کہ میں بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہوں گی۔ جو تمہیں مرنے مرنے کی چیزیں پکار کر کھلاتی، بیماریوں میں تمہاری تیمارداری کرتی ہوں گی۔ تم لوگوں کو لات مار کر جھاڑ پھینک دو گے تو میں تمہیں اور صاف ستھرا اور ٹھیک ٹھاک کر کے تمہیں سلاتی رہوں گی۔ لیکن ایک دن مجھے بھی مرنا ہے نہ جانے کب وہ دن آجائے کوئی نہیں جانتا ممکن ہے کل ہی مرجاؤں جس طرح یہ جنازہ جارہا ہے۔ اسی طرح ایک دن میرا جنازہ بھی جاتا ہوگا۔

یہ بیان کرتے ہوئے مریض کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کی سمجھ میں کسی کسی تفصیل سے ساڑھے نوسال سے جب بچپن میں اس سے یہ باتیں کی ہوں گی اس وقت بھی اسے اسی مضبوطی سے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ رکھا ہوگا۔

ماں کی جدائی کا خوف اس پر غالب ہوگیا ہوگا۔

یہ تھی اس کے خوف کی اصل تصویر دوسرے تمام خوف اسی خوف کا عکس تھے۔

مریض کے اور اس کی ماں کے تعلقات کے بارے میں بھی معالج نے باتیں کرکے پتہ چلا لیا۔ بہرحال اس ایک تصویر سے سارے معاملات صاف ظاہر ہوگئے کہ بچپن کے اس واقعہ سے مریض کی جذباتی دنیا پر گہرا اثر پڑا تھا۔

مریض کی والدہ کے بارے میں یہ قیاس کرنا غلط نہیں تھا کہ ان کے خیال کے مطابق ماں کی ہستی نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر اس موضوع پر گفتگو کرتی رہی ہوگی کہ اس نے اپنے بچوں کی خاطر اپنی زندگی بالکل تج دی ہے۔ مریض کے والد کاروباری آدمی تھے۔ یوں تو وہ بڑے عزم و استقلال کے آدمی تھے۔ مگر جذباتی اعتبار سے بڑے شدت پسند اور غیر مستقل مزاج تھے۔ لہٰذا اس بات کا کافی امکان ہے کہ مریض نے انتقاماً یہ روش اختیار کرلی ہو اور خود کو اپنے بچوں پر سے قربان کرنے کی ٹھان لی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر جتایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنی صحت، جوانی اور زندگی اپنے بچوں کی خاطر ختم کردی ہے۔

اپنے بچوں کی سچی محبت کے باوجود مریض کی والدہ مریض کے دل میں مسلسل احساس خوف پیدا کرتی رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اچھا بھلا چڑچڑا بن گیا

معالج کا خیال تھا کہ بچوں کی حد سے زیادہ نگہداشت کی بنا پر ماں کے دل میں نفرت اور حسد کے جذبات بھی موجزن ہوگئے تھے۔ چنانچہ ان جذبات کا بھی اس بھیانک تصور کے ذریعہ اظہار بھی ہوتا تھا کہ جب میں نہ رہوں گی تو کیا ہوگا۔ جنازے کو دیکھ کر جس قسم کی باتیں ماں نے کہیں اس سے اس کے رونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے چنانچہ بیچارہ یہ مریض جیسے جیسے بڑا ہونے لگا اسے ہر وقت اپنے سر پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹتے نظر آنے لگے۔ وہ ہر وقت اس خوف سے لرزتا رہا کہ نہ جانے کس وقت میری زندگی کا سکھ چین اجڑ جائے۔ اور میں بالکل تباہ و برباد ہوجاؤں۔

یہی سبب تھا کہ اسے غربت و افلاس اور بھوک کا اندیشہ رہتا تھا اسے یہ ڈر ہر وقت غالب رہتا تھا کہ نہ جانے کس وقت کوئی مجھ پر حملہ کردے مریض کی مایوسی کا سبب اس کی زندگی کے یہ حالات تھے۔ دوران علاج

مریض اپنے معالج کو اپنی ماں کا نعم البدل تصور کرنے لگا نفسیاتی تجربے سے یہ اکثر ہوجاتا ہے کہ انسان اپنے بچپن کے بعض واقعات کو از سر نو محسوس کرنے لگتا ہے اور اس زمانے کی مشکلات کو حقیقت پسندانہ طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ آدمی اپنے بچپن کے واقعات کو اکثر محسوس کرتا ہے اور اس کا لاشعور موجودہ واقعات کو بھی ان ہی پرانی باتوں سے منسلک کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اس کی جذباتی یادیں اسی پرانی روش پر برقرار رہیں اور اسی طرح وہ انہیں محسوس کرتا رہے۔

لیکن جس وقت یہ خاکہ غیر تسلی بخش ہوجاتا ہے تو پھر ایک نئے خاکے کو مرتب کرنا ضروری ہوجاتا ہے اور اس کے لئے دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ یعنی لوگ دوسرے ماں باپ کی تمنا کرنے لگتے ہیں۔

جو لوگ سچے دل سے مذہب پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مسائل اور مشکلات کے لئے خدا سے دعا مانگتے ہیں بہرحال ہر شخص کے لئے اتنی مطابقت و ہم آہنگی حاصل کرلینا آسان کام نہیں ہوتا۔ ماں باپ کا نعم البدل کسی حد تک کسی اچھی کتاب میں مل سکتا ہے یا کسی خاص مقصد اور منزل کی بدولت حاصل ہوسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے سے بڑی کوئی چیز بھی ہو۔ اسی سے یہ بات پیدا ہوسکتی ہے۔

بڑے ہوجانے کے بعد ماں باپ خود اپنی ہی ذات کے اندر ہوتے ہیں لہٰذا اگر کسی حاکم کی تلاش ہے تو اسے خود اپنے ہی اندر تلاش کرنا چاہئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ جس شئے کو ماں باپ کا نعم البدل تصور کریں۔ وہ درست بھی ہو یعنی یہ کہ جس چٹان پر زندگی کی عمارت از سر نو تعمیر کی جائے۔ وہ واقعی اتنی مستحکم اور مضبوط ہو کہ بعد میں دھوکہ نہ ہوسکے۔

خوف اور اندیشوں کے خلاف اگر براہ راست بحث کی جائے۔ تو وہ بالکل بے سود ہوگی۔ صرف انہیں سمجھ لینے سے فائدہ ہوسکتا ہے۔

جس طرح سے اس مریض نے پتہ چلا لیا کیا ہم اور آپ بھی اپنے اپنے خوف اور اندیشوں کا پتہ نہیں چلا سکتے؟ اور اگر پتہ چلا سکتے ہیں تو دو بدو مقابلہ کرسکتے ہیں۔ تاکہ بعد میں ہم کو یہ سکون حاصل ہوسکے کہ جس شئے سے ہم اتنا ڈرتے تھے۔ وہ دراصل ایک فریب تھا۔

لوگ موت سے نہیں ڈرتے۔ جن لوگوں نے انسانی ذہن کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص بھی اندرونی طور سے یہ نہیں سوچتا کہ اسے مرنا ہے۔ تباہی اور فاقہ مستی۔ بیماری اور بڑھاپے کی پریشانیاں آجکل اتنی نہیں رہیں جتنی کہ پرانے زمانے میں ہوتی تھیں۔ پھر بھی ان چیزوں کا خوف باقی ہے۔ اگر براہ راست ہم اس خوف پر قابو حاصل کرنے سے قاصر ہیں تو بھی نہیں چاہئے کہ کوشش کرکے اپنی زندگی کا ایک امید افزا خاکہ مرتب کرلیں۔

آخر میں یہ سمجھ لیجئے کہ اگر آپ آج اچھی طرح اپنی زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کے جذبات اور صلاحیتوں کا استعمال صحیح طور پر ہو رہا ہے تو پھر آپ خود یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کل جن خطرات کا اندیشہ ہے ان کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں۔ لہٰذا اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو آپ صرف ان ہی مسائل کو حل کرنے میں استعمال کیجئے جو آپ کو آج درپیش ہیں۔ ٭

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا رقبہ

حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دو سال میں اپنی کشتی کو تیار فرمایا تھا۔ اور اس کی کشتی کی لمبائی تین سو گز کے بقدر اور چوڑائی پچاس گز کے بقدر اور بلندی تیس گز کے برابر تھی۔ اس کشتی میں آپ نے تین منزلیں بنائی تھیں۔ نیچے کی منزل میں جنگلی جانور اور درندے اور کیڑے مکوڑوں کو رکھا گیا تھا۔ درمیانی منزل میں سواری کے جانور اور چوپائے تھے۔ اور اوپر والے حصے میں حضرت نوحؑ اور ان کی اتباع کرنے والے انسان تھے۔

جب کشتی میں بہت زیادہ لید اور گوبر وغیرہ جمع ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہاتھی کی دُم کو دباؤ۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے ایسا ہی کیا جس کے نتیجے میں ایک سور اور اس کی مادہ پیدا ہوئے چنانچہ ان دونوں نے جھٹ ہی کشتی کی تمام غلاظت کو صاف کردیا۔

سور ایک بے شرم جانور تھا۔ طوفان کے دوران جب حضرت نوحؑ تمام انسانوں اور جانوروں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کررہے تھے تو سب آپ کی بات پر متوجہ تھے اور متأثر بھی تھے لیکن سور ہنس رہا تھا۔ جیسے مذاق اُڑا رہا ہو حضرت نوحؑ نے حکم الٰہی پر اس کے تھپڑ مارا تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے ایک چوہا اور اس کی مادہ پیدا ہوئے پھر کچھ دنوں کے بعد ان چوہوں نے پریشان کرنا شروع کیا۔ یہ کشتی کی رسیوں کو کترنے لگے۔ حضرت نوحؑ نے حکم الٰہی پر شیر کے تھپڑ مارا تو شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے ایک بلی اور بلاؤ برآمد ہوئے اور انہوں نے چوہوں کو کشتی کاٹنے سے باز رکھا۔

ارباب عقل غور کریں کہ چوہے کی شکل سور سے اور بلی کی شکل شیر سے ملتی جلتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دائرۂ جواہرات

پتھروں کی تاثیر معلوم کرنے کا روحانی طریقہ

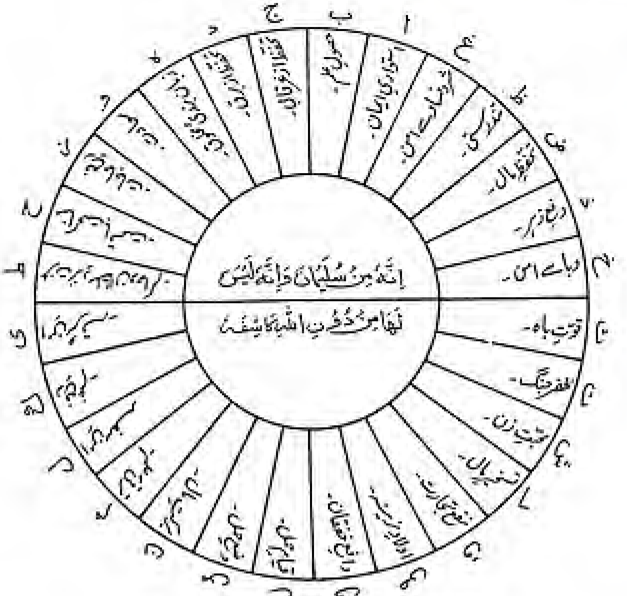

یہ دیکھنے کیلئے کہ آپکے پاس موجود پتھر آپ کو کیا فوائد دے سکتا ہے۔ آپ ایک علیحدہ کاغذ پر اسی قسم کا دائرہ اس طرح بنائیں کہ اندرونی دائرہ کا قطر ۲½ انچ اور بیرونی دائرہ کا قطر ۶½ انچ ہو۔

اب باوضو دو رکعت نماز نفل استخارہ پڑھیں پھر سورۂ یٰسین ایک مرتبہ پڑھ کر اپنے پاس موجود تمام پتھروں (جن کے فوائد جانچنے ہیں) پر دم کریں۔ اور ان میں سے ایک پتھر دائرہ کے وسط میں رکھدیں۔ اس کے اوپر انگشتِ شہادت کو آہستہ سے رکھیں یعنی انگلی پتھر سے صرف مس کرے۔ لیکن پتھر کی حرکت میں رکاوٹ پیدا نہ کرے۔ اب آپ آہستہ آہستہ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ بلا تعداد پڑھتے جائیں۔ چند منٹوں کے بعد ہی پتھر میں حرکت پیدا ہوگی۔ اور دائرہ کے جس خانہ میں جاکر رک جائے پتھر آپ کیلئے اسی تاثیر کا حامل ہوگا۔ اور یہی فائدہ پہنچائے گا۔ اگر پتھر حرکت کرتا ہوا متعدد خانوں میں سے گزرے تو جن جن خانوں سے پتھر گزرا۔ یہ آپکے لئے اتنی ہی تاثیرات کا حامل ہوگا۔ اگر پتھر حرکت نہ کرے تو یہ پتھر آپ کیلئے فائدہ مند نہ ہوگا۔ ایک کے بعد دم شدہ پتھروں میں سے دوسرا پتھر دائرہ میں رکھ کر پھر مذکورہ عمل پڑھنا شروع کردیں اسطرح آپ ایک جلسہ ایک نماز استخارہ اور ایک ہی بار سورۂ یٰسین پڑھ کر بہت سے پتھروں اور نگینوں کے خواص اپنے لئے معلوم کرسکتے ہیں۔

نگ یا پتھر کا وزن تین رتی سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

عجائب الحیوانات

مولانا محمد بشیر صاحب

شیر ببر

شیر جنگل کا بادشاہ ہے اس کے مختلف نام ہیں۔ حرث، حیدرہ، رئبال، زفر، ضرغام، ضیغم، فرافصہ، قسورہ لیث، ہرماس وغیرہا۔ اور ظاہر ہے کہ ناموں کی کثرت نام والے کی شرافت ظاہر کرتی ہے۔

شیر کی کئی قسمیں ہیں۔ ارسطو کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسی قسم کا شیر دیکھا ہے جس کا مونھ انسان کے مونھ سے مشابہ تھا جسم اس کا سرخ رنگ کا اور دم اس کی بچھو کی دم کی مانند تھی۔

عام مشہور شیر کے متعلق ماہر حیوانات حضرات لکھتے ہیں کہ شیر کی مادہ صرف ایک بچہ جنتی ہے اور پیدائش کے وقت بچہ بالکل ایک گوشت کا بے حس و حرکت لوتھڑا ہوتا ہے۔ نہ سانس لیتا ہے، نہ حرکت کرتا ہے۔ مادہ (بچہ کی ماں) تین دن تک اس لوتھڑے بچے کو چاٹتی رہتی ہے۔ چوتھے روز نر اس بچہ کا باپ آتا ہے اور اس بچے کے نتھنوں میں متواتر پھونک لگاتا ہے۔ یہاں تک کہ بچہ سانس لینے لگتا ہے۔ اور حرکت کرنے اور اپنے ہاتھ پیر کھولنے لگتا ہے۔ پھر اس کی مادہ اُسے دُودھ پلانا شروع کر دیتی ہے اور یہ بچہ اپنی پیدائش کے ساتویں روز اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔ اور چھ ماہ کے بعد پھر یہ شکار کرنا سیکھنے لگتا ہے۔ شیر کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ دوسرے درندوں کے برعکس اسے پیاس کم لگتی ہے۔ اس کی شرافت نفس دیکھئے کہ کسی دوسرے جانور کا جوٹھا ہرگز نہیں کھاتا حتی کہ اپنا شکار جب سیر شکم ہو کر کھا کر کچھ حصہ چھوڑ کر چلا جائے تو دوبارہ بھوک لگنے پر پھر اپنا چھوڑا ہوا بھی نہیں کھاتا۔ اور جس پانی میں کتا منہ ڈال جائے اس پانی کو ہرگز نہیں پیتا۔

کسی شاعر نے اسی لئے یوں لکھا ہے کہ ؎

وَاَتْرُكُ حُبَّهَا مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ وَذَاكَ لِكَثْرَةِ
الشُّرَكَاءِ فِيْهِ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلٰى طَعَامٍ
رَفَعْتُ يَدِيْ وَنَفْسِيْ تَشْتَهِيْهِ وَتَجْتَنِبُ
الْاُسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ اِذَا كَانَ الْكِلَابُ
وَلَغْنَ فِيْهِ

"میں اپنی محبوبہ کی محبت بغیر کسی بغض کے چھوڑتا ہوں، اس لئے کہ اس کے بہت سے چاہنے والے اور بھی ہیں۔ میں کھانے میں جب مکھی پڑ جائے تو بھوک کے باوجود اٹھا لیتا ہوں اور شیر اس پانی سے اجتناب کرتا ہے جس میں کتا مونھ ڈال گیا ہو۔"

شیر کی گرج سے سارے حیوان ڈر کر بھاگ جاتے ہیں، مگر گدھا نہیں بھاگتا بلکہ گرج سن کر بیچارہ سہم کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ شیر ایک بہادر جانور ہونے کے باوجود مُرغ کی بانگ، سوپ کے کھٹکے اور بلی سے بہت ڈرتا ہے اور آگ کو دیکھ کر بہت حیران ہوتا ہے۔ شیر کسی درندہ کو اپنا ہمسایہ نہیں سمجھتا، اس واسطے کسی سے دوستی نہیں رکھتا۔ باوجود سخت بھوک کے حائضہ عورت کے قریب بھی نہیں جاتا۔ بدن اس کا ہمیشہ گرم رہتا ہے اور عمر بہت لمبی پاتا ہے۔ اس کے بڑھاپے کی علامت اس کے دانتوں کا گرنا ہے۔ یہ بیمار ہو جائے تو بندر کھاتا ہے اور اچھا ہو جاتا ہے اور اگر خود زخمی ہو جائے تو بھیڑیئے جمع ہو کر اُسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر بھی غلام ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ لوگوں کو رکے ہوئے پایا کھڑے ہو کر پوچھا یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ عرض کیا، ایک شیر رستہ میں آکر بیٹھ گیا ہے۔ لوگ شیر کے ڈر کے مارے رکے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اُتر کر شیر کے پاس چلے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر فرمایا "جاؤ رستہ چھوڑ دو" شیر جنگل کو چلا گیا، پھر آپ نے فرمایا، شیر سے وہ ڈرے

کرشمۂ اعداد

کس کیلئے کس کام کیلئے کونسا دن اچھا ہے

محمد حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

سلسلہ نمبر ۱

انسان اس دنیا میں کسی بھی کام کی شروعات کیلئے یہ چاہتا ہے کہ بہتر سے بہتر دن کا انتخاب ہو تاکہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے اور خیر و برکت بھی حاصل رہے۔ علم الاعداد کے ماہرین نے ایک فارمولہ بنایا ہے، جس سے رہنمائی مل جاتی ہے کہ کسی شخص کیلئے کسی کام کیلئے کونسا دن بہتر ہوگا۔ جو شخص رہنمائی چاہتا ہے سب سے پہلے وہ اپنے نام کے اعداد جمع کرے۔ اور اس میں اپنی والدہ کے نام کے اعداد بھی شامل کرے، اور جس دن رہنمائی حاصل کی جا رہی ہے اُس دن کے اعداد بھی جمع کرے ——— اس کے بعد کل مجموعے کو ۷ سے تقسیم کر دے۔ تقسیم کے بعد اگر ایک باقی رہے تو اتوار بہتر ہے۔ اگر دو باقی رہیں تو پیر کا دن بہتر رہے گا اگر تین باقی رہیں تو منگل کا دن بہتر رہے گا۔ اگر چار باقی رہیں تو بدھ کا دن بہتر رہے گا۔ اگر پانچ باقی رہیں تو جمعرات کا دن بہتر رہے گا۔ اگر چھ باقی رہیں تو جمعہ کا دن بہتر رہے گا۔ اگر سات باقی رہیں تو ہفتہ کا دن بہتر رہے گا۔ اگر صفر باقی رہے تو فی الحال کام کی شروعات میں توقف کرنا بہتر ہوگا۔

مثال ——— محمد زاہد ابن انوری بیگم جمعے کے دن یہ رہنمائی چاہتے ہیں کہ اپنی دکان کا افتتاح کس دن کروں۔

محمد زاہد کے اعداد ——— ۱۰۹
انوری بیگم کے اعداد ——— ۳۳۹
جمعہ کے اعداد ——— ۱۱۸
ٹوٹل ——— ۷) ۵۶۶ (۸
۵۶
۰۶

انہیں تقسیم کیا ہے۔

۶ باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ محمد زاہد کو جمعے کے دن دکان کا افتتاح کرنا چاہئے۔

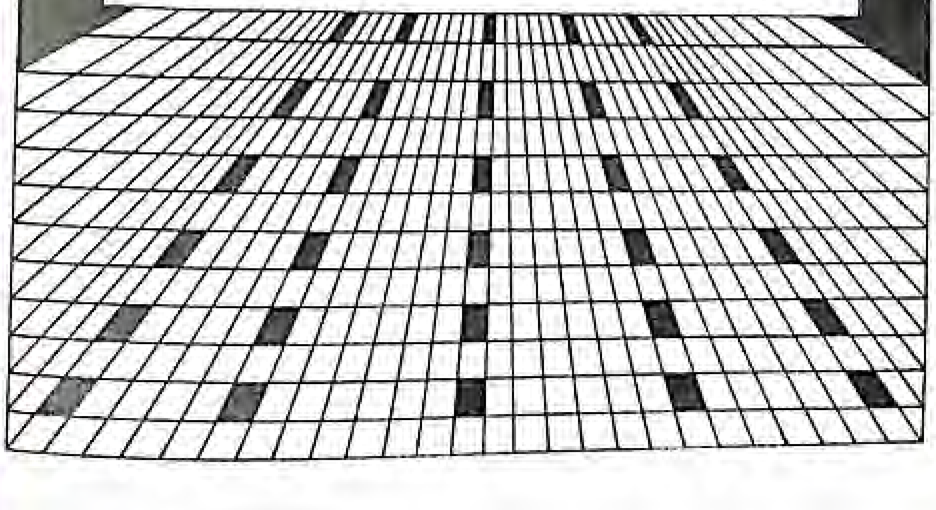

جو اللہ سے نہ ڈرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ارض روم میں اپنے لشکر سے جدا ہو کر کسی جنگل میں آ گئے۔ وہاں انھیں ایک شیر کا سامنا ہو گیا۔ آپ نے اس شیر سے مخاطب ہو کر فرمایا خبردار اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اتنا سنتے ہی وہ شیر آپ کے سامنے سرنگوں ہو گیا اور آپ کے ساتھ ساتھ غلامانہ طور پر چلتے ہوئے آپ کو لشکر میں ملا کر واپس آ گیا۔

شیر کا بدن ہر وقت گرم کیوں رہتا ہے

روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی کشتی میں ہر جانور کا جوڑا بٹھایا تو شیر کو دیکھ کر لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے عرض کی ہمارے مویشی ہمارے ساتھ ہیں۔ وہ شیر کو دیکھ کر ڈریں گے اس کا کچھ تدارک فرمائیے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے عرض کی تو اللہ نے شیر پر بخار نازل کیا تاکہ وہ اس کی وجہ سے پریشانی پیدا نہ کرے۔ اس وقت سے شیر کا بدن گرم رہنے لگا ہے۔

لوگوں نے پھر چوہے کی شکایت کی کہ ہمارے ساتھ جو کھانے پینے کا سامان ہے، یہ چوہا اسے خراب کرے گا۔ اس کا بھی کچھ تدارک فرمائیے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے عرض کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیر کو ایک چھینک آئی جس کے ساتھ ایک بلی نکل آئی جسے دیکھ کر چوہے اپنی اپنی جگہ دبک کر بیٹھ گئے۔

تجربے شیر کی چربی جو شخص اپنے بدن پر مل لے تو اس کے قریب کوئی درندہ نہیں آتا۔ اور اس کے بدن میں جوئیں بھی نہیں پڑتیں۔ اور جو نابالغ بچہ مرگی کا مریض ہو اس کے گلے میں شیر کی کھال کا پاؤں سمیت ٹکڑا ڈال دیا جائے تو مرگی جاتی رہتی ہے اور اگر بالغ ہونے کے بعد مرگی لاحق ہو تو پھر فائدہ نہیں ہوتا۔ اور جس مکان میں شیر کے بال جلائے جاتے ہیں وہاں سے سارے درندے بھاگ جاتے ہیں اور اگر کپڑوں کے صندوق میں شیر کی کھال کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو کپڑوں کو کسی قسم کا کیڑا نہیں لگتا اور شیر کا دانت جو شخص اپنے پاس رکھے اسے دانت درد نہیں ہوتا اور شیر کی کھال پر بیٹھنے سے بواسیر اور گنٹھیا کا مرض جاتا رہتا ہے۔

تعبیر شیر کو خواب میں دیکھا۔ اگر اس طرح دیکھا کہ شیر نے اس کو نہیں دیکھا اور یہ بھاگ آیا ہے۔ تو دشمن سے نجات ملے گی اور اگر اس طرح دیکھا کہ شیر نے دیکھ لیا ہے اور حملہ آور ہوا ہے اور یہ بھاگ آیا ہے تو کسی حاکم سے تکلیف پہنچے گی اور پھر اس سے نجات بھی مل جائے گی۔ اور اگر بیمار ہے تو صحت ہو جائے گی۔ اور اگر شیر نے حملہ کر کے پچھاڑ دیا ہے مگر مارا نہیں۔ تو بخار ہونے کا یا قید کا سامنا ہو گا۔ اور جو اپنی گود میں شیر کا بچہ دیکھے۔ اس کے ہاں امیر بچہ پیدا ہو گا۔ (حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۱۰۱ ج ۱)

حکم حرام ہے ـــــ (حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۱۰۱ ج ۱)
اور (عجائب المخلوقات صفحہ ۱۰۱ ج ۱)

ہمارا تبصرہ

- مسلمان بھی اللہ کا شیر ہے۔ اللہ نے اسے رعب و دبدبہ اور جلال عطا فرمایا ہے اور یہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّار کی زندہ تفسیر ہے۔ اس کے نعرۂ تکبیر کی گرج سے سامنے کا فر ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔
- مسلمان دوسرے لوگوں کے برعکس کھانے پینے کا شائق نہیں اور یہ اس کی شرافتِ نفس ہے کہ دوسرے کا ذبیحہ نہیں کھاتا، اپنا ہی ذبیحہ کھاتا ہے۔
- جس طرح شیر ایسا پانی نہیں پیتا جس میں کتا منہ ڈال جائے اسی طرح مسلمان بھی ایسی چیز ہرگز نہیں اپناتا جس میں حرام چیز کی ملاوٹ ہو جائے۔
- شیر اتنا بہادر ہونے کے باوجود اگر مرغ کی بانگ سے ڈرتا ہے تو مسلمان اتنا بہادر ہونے کے باوجود رب کی آہ سے ڈرتا ہے۔
- اور مسلمان ایک ایسا شیر ہے جس کا بدن اللہ کی محبت کی حرارت سے گرم رہتا ہے اور خدمتِ خلق میں ہر وقت سرگرم کار رہتا ہے۔

بھیڑیا بھیڑیا ایک مشہور درندہ ہے (عربی میں) ذئب کے علاوہ اس کے نام خاطف، عملس اور سلق بھی ہیں اور مادہ کو ذئبہ، سلقہ اور سمسام کہتے ہیں۔ کنیت اس کی ابوجعدہ ہے۔ تمام درندوں میں سے شیر اور بھیڑیا یہ دونوں بھوکے رہ کر بھی صبر کرتے ہیں۔ اس کے پیٹ میں ہڈی بھی گل جاتی ہے۔ مگر کھجور کی گٹھلی نہیں گلتی۔ اور یہ اپنے شکار پر جھپٹ کے پڑتا ہے۔ اور مثل شیر کے یہ سیر شکم ہو کر کھا کے چھوڑے ہوئے اپنے جوٹھے کو پھر کھانے پر تیار نہیں ہوتا اور اس کی عجیب بات یہ ہے کہ یہ اپنی ایک آنکھ سے سوتا ہے اور ایک کھلی رکھتا ہے۔ ایک سے گویا اپنی حفاظت کے لئے پہرہ دیتا ہے اور ایک سے اپنی نیند پوری کرتا ہے اور ایک آنکھ سے خوب سو لیتا ہے تو پھر اسے کھول کر دوسری آنکھ سے سو جاتا ہے۔ اس طرح اپنی نیند بھی مکمل کر لیتا ہے اور اپنی حفاظت بھی کر لیتا ہے۔ اس کی قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت تین میل تک کام کرتی ہے۔ اتنی دور سے اسے بو آ جاتی ہے اور زیادہ تر حملہ اس کا بکریوں پر ہوتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اگر بھیڑیئے اور بکری کی کھالیں بھی کہیں اکٹھی ہو جائیں تو بکری کی کھال کے بال فوراً جھڑ جاتے ہیں۔ اور خود بھیڑیئے کی موت دیکھئے کہ یہ اگر پیاز کے کھیتوں پر سے گزر جائے تو فوراً مر جاتا ہے۔ اور جب یہ بھوکا ہو تو چلاتا ہے اس کی آواز سن کر دوسرے بھیڑیئے جمع ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی بھیڑیا نکل جائے تو سب اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اسے کھا جاتے ہیں۔ اور جب اس کا مقابلہ

انسان سے ہو جائے اور دیکھے کہ میں دبا جاتا ہوں تو امداد کے لئے چیختا ہے۔ اس کی آواز سن کر دوسرے بھیڑیئے جمع ہو جاتے ہیں اور سارے مل کر انسان پر حملہ کر دیتے ہیں اور اگر انسان ان سب میں سے ایک بھیڑیئے کو بھی زخمی کر دے تو پھر انسان بچ جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ سارے کے سارے اپنے ہی زخمی بھائی پر حملہ کر دیتے ہیں اور انسان کو چھوڑ دیتے ہیں اور جب یہ بیمار ہوتا ہے تو الگ تھلگ رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میرے بھائیوں کو میرے ضعف کا پتہ چل گیا تو وہ مجھے کھا جائیں گے اور جب یہ بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کرنے آتا ہے تو پہلے ایک طرف آ کر چیختا ہے اور پھر جھٹ دوسری طرف چلا جاتا ہے تاکہ بکریوں کا محافظ اس کی چیخ کی آواز دوسری طرف سے سن کر اس طرف آئے اور یہ حملہ اس طرف سے کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ دوسری طرف آتا ہے اور یہ حملہ دوسری طرف سے کر دیتا ہے۔ اور حملہ اکثر صبح کے وقت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ محافظ کتا ساری رات جاگتا رہا ہے اور اس وقت وہ نیند کے غلبے سے سو رہا ہو گا۔

معجزہ حدیث میں ہے کہ ایک یہودی چرواہے کی بکریوں پر ایک بھیڑیئے نے حملہ کر دیا۔ چرواہے نے بھیڑیئے سے بکری چھڑا لی تو بھیڑیا بزبان فصیح کہنے لگا کہ خدا کا دیا ہوا رزق تو نے مجھ سے کیوں چھین لیا؟ یہودی چرواہا حیران ہو کر کہنے لگا۔ تعجب ہے کہ بھیڑیئے بھی باتیں کرنے لگے۔ بھیڑیا پھر بولا کہ اس پر تعجب کرتے ہو۔ زیادہ تعجب کی تو یہ بات ہے کہ (مدینہ منورہ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) اس طرف اللہ کا رسول تشریف لا چکا ہے۔ جو اگلی پچھلی ہو چکیں اور جو ہونے والی ہیں۔ ساری باتوں کا بیان کرتا ہے۔ پھر بھی لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ سن کر وہ چرواہا بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا اور صحابی بن گیا۔

تجربے گائے کی چراگاہ میں بھیڑیئے کی دُم لٹکا دی جائے تو وہاں کوئی بھیڑیا نہ آئے گا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی بھوکا کیوں نہ ہو۔ اور اس کی کھال پر بیٹھتے رہنے سے قولنج سے بچا رہتا ہے اور اس کی آنکھ مرگی کے مریض کے گلے میں ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

تعبیر جو شخص خواب میں بھیڑیا دیکھے وہ کسی پر غلط اتہام لگائے گا۔ اور جس پر اتہام لگائے گا وہ باعزت بری ہو جائے گا اور اگر بھیڑیئے کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو اس گھر میں چوروں کا خطرہ ہو گا۔

حکم حرام ہے ـــــ (حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۴۳ تا ۴۵ ج ۱)
اور (عجائب المخلوقات صفحہ ۲۱۵ ج ۲)

ہمارا تبصرہ

- سود خوار اور خائن اور غیر شرعی طریقے سے مال جمع کرنے والا بھی بھیڑیا ہی ہے۔ بڑی بڑی سخت چیزیں بھی اس کے پیٹ میں گل جاتی ہیں۔
- اس کے دین کی آنکھ بند رہتی ہے۔ اور دنیا کی آنکھ کھلی۔
- اس کے ظلم و ستم کی زد دور دور تک پڑتی ہے اور زیادہ تر اس کا حملہ سادہ لوح افراد پر ہوتا ہے اور انجام اس کا اتنا ہولناک ہوتا ہے کہ معمولی سے نقصان والے باعث بھی اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے۔
- اور اسی طرح بد عقیدہ افراد بھی بھیڑیئے ہوتے ہیں جو فرمانِ نبی کے مطابق انسانوں کی شکل میں بھیڑیئے نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ محض اپنے بچاؤ کی خاطر دین کی آنکھ کھلی رکھتے ہیں اور ان کا حملہ بھی زیادہ تر سادہ لوح مسلمانوں پر ہوتا ہے۔
- بھیڑیا پیاز کی کھیت سے گزر جائے تو مر جاتا ہے اور یہ بد دین نیاز کی جگہ سے گزر جائے تو مر ہی جاتے ہیں۔

چیتا یہ شیر سے بھی زیادہ خبیث درندہ ہے اور شیر کے بعد اس کا دوسرا درجہ ہے۔ اس کے بدن پر سیاہ و سفید چھوٹے چھوٹے نقطے ہوتے ہیں۔ اس کی کنیت ابو جہل ہے۔ یہ جب غصہ میں آ جائے تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ بڑی قوت و سطوت کا مالک ہے۔ چالیس گز تک بھی اونچی چھلانگ لگا کر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ جب یہ سیر شکم ہو جائے تو تین دن تک متواتر سویا رہتا ہے۔ بیمار پڑ جائے تو چوہا کھاتا ہے۔ اور اچھا ہو جاتا ہے۔ بامطلق بیان ہے کہ اسے شراب پینے سے بڑی محبت ہے چنانچہ بعض شکاری اسے اسی طرح پکڑتے ہیں کہ کسی جگہ شراب رکھ دیتے ہیں۔ چیتا اسے پی لے تو مدہوش ہو جاتا ہے اور شکاری اسانی سے اسے گرفت میں لے آتے ہیں۔ یہ اپنا مارا ہوا شکار ہی کھاتا ہے۔ خود شکار نہ ملے تو بھوکا رہتا ہے مگر دوسرے کے شکار سے ہرگز نہیں کھاتا اور مردار بدبو سے بھی پرہیز رکھتا ہے۔

تجربے اس کے پتے کا سرمہ بنا کر آنکھوں میں لگانے سے نزول آب کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کا دماغ اگر بدبودار ہو جائے تو اسے جو آدمی سونگھے گا۔ فوراً مر جائے گا۔ اس کے بال جلانے سے گھر سے چوہے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی چربی پگھلا کر زخموں میں لگانے سے زخم اچھے ہو جاتے ہیں۔ اس کا دو تین ماشہ درہم کے وزن کے مطابق کھا لینے والے پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا۔

تعبیر چیتا خواب میں نظر آئے تو کسی سخت دشمن کا سامنا ہو گا۔ اگر چیتے کو مار ڈالا ہے تو دشمن کو شکست ہو گی اور خواب میں چیتے کا گوشت کھایا تو مال ملنے کی نشانی ہے۔

حکم حرام ہے۔
(حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۲۹۲ ج ۲)

ہمارا تبصرہ

- جو شخص اپنے غصہ پر قابو نہ پا سکے اور غصہ میں آ کر ظلم و ستم پر آمادہ ہو جائے وہ چیتا ہو جاتا ہے۔
- کھا پی کر غفلت کی نیند سوئے رہنا، اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی پکار

صدا کو بھی نشستا اور رشانہ کرنے کے لئے خاموشا اور ساری عمر اسی طرح سو سو کر گذار دیتا اس جنگلی ابو جہل کا بھی باپ بنتا ہے۔

- شراب پینے والوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ انسانیت کی سطح سے گر کر وہ زندگی کے کس گڑھے میں جا گرے ہیں۔
- شیطان بھی جب کسی بندے کو اپنی گرفت میں لانا چاہتا ہے تو اس کے سامنے شراب رکھ دیتا ہے اور جب غافل انسان اُسے پی کر مدہوش ہو جاتا ہے تو وہ بڑی آسانی سے شیطان کی گرفت میں آجاتا ہے۔

گینڈا گینڈا اتنا ہاتھ لمبا ہوتا ہے۔ بسا اوقات اس سے بھی زیادہ۔ اس کے تین سینگ ہوتے ہیں۔ ایک دونوں آنکھوں کے درمیان اور دو دونوں کانوں کے پاس۔ یہ ہاتھی پر حملہ کر کے اپنے درمیانی سینگ سے اُسے مار ڈالتا ہے۔ اس کا بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں چار سال تک رہتا ہے۔ ایک سال گذر جانے پر بچے کا سر باہر آجاتا ہے اور وہ اُسی حالت میں جو وقت دفعہ اس کے قریب آجائے اس کے پتے کھاتا رہتا ہے اور جب چار سال پورے ہو جائیں تو سارا باہر آجاتا ہے اور باہر آتے ہی بجلی کی طرح دوڑ جاتا ہے۔ اس ڈر سے کہ اس کی ماں اُسے اپنی زبان سے چاٹنے نہ لگے گینڈے کی زبان پر ایک بہت بڑا کانٹا ہوتا ہے جس کو وہ چاٹ لے اُس کے جسم پر گوشت باقی نہیں رہتا۔ ہڈیاں ہی رہ جاتی ہیں۔ چنانچہ چین کے بادشاہ جب کسی مجرم کو سزا دینا چاہتے تو اُسے گینڈے کے حوالے کر دیا کرتے تھے۔ جو مجرم کے بدن کو چاٹ کر ہی ہلاک کر دیتا تھا۔

اس کے درمیانی سینگ میں اتنی صلابت و قوت ہوتی ہے کہ بسا اوقات ہاتھی پر حملہ کر کے اُسے اسی سینگ سے اُٹھا لیتا ہے۔ اور اس کے سینگ کے وزن سے گینڈے کا سر جھکا رہتا ہے اور یہ اتنا مہیب درندہ ہے کہ جہاں یہ موجود ہو۔ اور گرد کے سب درندے اس کی ہیبت سے بھاگ جاتے ہیں۔ یہ انسان کا بڑا دشمن ہے جہاں اس کی آواز بھی سُن لے اُس کا پیچھا کر کے اُسے مار ڈالتا ہے اور اُسے کھاتا نہیں۔ مارتا صرف دشمنی کے لئے ہے۔ کھانے کے لئے نہیں۔

تجربے اس کا سینگ ہاتھ میں پکڑ لینے سے قولنج کا مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ عسر ولادت کے وقت عورت اگر اسے ہاتھ میں پکڑے تو ولادت آسانی سے ہو جاتی ہے۔ اس کے تھوڑے سے حصّہ کو پیس کر مرگی کے مریض کو پلایا جائے تو افاقہ ہو جائے۔ اُسے گرم پانی میں ڈالا جائے تو پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس کی داہنی آنکھ پاس رکھنے سے جن اور سانپ قریب نہیں آتے۔

تعبیر گینڈے کا خواب میں دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ کسی سے لڑائی جھگڑا ہو گا۔

حکم حرام ہے۔
(حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۱۹ ج ۲)

ہمارا تبصرہ

- راشی و خائن شخص بھی ایک گینڈا ہے جو اپنے رشوت کے سینگ سے بڑا بڑا مال مار لیتا ہے اور اس کے بل بوتے پر بڑی بڑی بلڈنگیں اٹھا لیتا ہے اور اسے اس کی ایسی چاٹ پڑ جاتی ہے کہ جسے یہ چاٹ لے اس غریب کا کچھ نہیں رہتا۔ نئی تہذیب کی زبان پر ایک ٹیڈیٹ کا کانٹا بھی ہے کہ جسے اس نے چاٹ لیا اُس کے بدن کا لباس چٹ کر گئی۔ اور وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہی نظر آنے لگا۔
- بعض لوگ مولوی کے بڑے دشمن ہوتے ہیں۔ جہاں اس کی آواز بھی سُن لیں اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اپنے طعن و تشنیع کے سینگ سے اُسے مجروح کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ انسانی صفت نہیں ہے۔
- ماڈرن شخص کے سر پر نئی تہذیب کا جو سینگ ہے اس کے وزن سے اس بیچارے کا سر اپنی بیگم کے آگے جھکا رہتا ہے۔
- بدعقیدہ شخص بھی گینڈے کی طرح مدت تک تعصب کے پیٹ میں چھپا رہتا ہے۔

علی گڑھ میں

طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
کتاب سینٹر شمشاد مارکیٹ علی گڑھ

الٰہ آباد میں

طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
شمع بک اسٹال گھنٹہ گھر چوک الٰہ آباد

جمشید پور میں

طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
آزاد کتاب گھر ساکچی بازار جمشید پور

آسام میں

طلسماتی دُنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
اسلامی بک سیلر ایف ۹۲ نیو مارکیٹ تنسکھیا

آیاتِ قرآنی سے رہنمائی
ایک عجیب و غریب استخارہ

اکابرین نے فرمایا ہے کہ یہ استخارہ بعض اوقات میں آیاتِ قرآنی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اس استخارے کو تمام معاملات میں مفید اور موثر پایا گیا ہے۔ اپنے قارئین کے استفادے کیلئے اسے نقل کیا جاتا ہے۔

اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اس طریقہ کو بہت غور و فکر کے ساتھ پڑھ لیا جائے ـــــــ طریقہ اس کا یہ ہے کہ صاحب فال اپنے دل میں اس کام کی نیت کرے جس میں وہ اللہ کی رہنمائی چاہتا ہے۔ صاحب فال کو چاہئے کہ وہ باوضو تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کا ایصال ثواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے۔ اس کے بعد وہ اپنی آنکھیں بند کر کے شہادت کی انگلی ـــــــ ذیل میں دیئے گئے کسی حرف پر رکھے جس حرف پر انگلی رکھی جائے اس کے بعد چار حرف چھوڑ کر پانچواں حرف لکھ لے۔ پھر اس حرف کے بعد چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لکھ لے۔ اسی طرح جدول کے آخر تک حروف لکھتا رہے۔ جدول ختم ہونے کے بعد پھر شروع سے یہی عمل کرے ـــــــ یہاں تک کہ اس حرف تک آجائے جہاں انگلی رکھی گئی تھی ـــــــ ان سب حروف کے جمع کرنے سے قرآن کی آیت بن جائے گی ـــــــ اور صاحب فال کے مدعا کے مطابق ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

مثلاً کسی کو یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کام اچھا ہے یا برا! ـــــــ اس نے وضو وغیرہ کے بعد سب سے پہلے ایک حرف پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی۔ معلوم ہوا کہ انگلی ساتویں سطر کے ساتویں حرف پر رکھی گئی جو "و" ہے۔ اس کے بعد چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لکھ لیا جو "الف" ہے۔ اس کے بعد پھر چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لیا جو "ن" ہے۔ اسی طرح چار حروف چھوڑ کر پانچواں حرف لیا تو یہ حروف لکھے ہی آئے ـــــــ ا، ن، ت، ا، ن، و، ل، ک، م، ن، ع، ز، م، ا، ل، ا، م، و، ر۔

یہاں اگر جدول ختم ہو جائے تو چار حروف چھوڑتے ہوئے شروع سے حروف اٹھالیں گے۔ یہ حروف اٹھیں گے۔

و، ا، ن، ت، ص، ب، ر، و، ا، و، ت، ت، ق، و، ا

ان تمام حروف کو جمع کرنے سے یہ آیت بنی ـــــــ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ـــــــ یعنی اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

بس اسی مثال پر باقی دوسرے اشاروں کو قیاس کیجئے۔ اور سوچ سمجھ کر اس سے رہنمائی حاصل کیجئے۔

(جدول آگے ملاحظہ فرمائیں)

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

جدول یہ ہے ـــــــــ یہ کام اچھا ہے یا بُرا؟

ی	و	ق	ق	٭	ب	ا	ا	ا	م
خ	ن	ن	ص	د	س	ت	ت	ب	س
ی	ص	د	ر	ح	م	ب	ع	ع	ا
س	س	ہ	ل	ت	ب	و	م	ی	ع
ہ	ا	ا	م	ن	م	و	ل	ا	د
ب	ت	ی	ی	ا	ر	ت	ا	ق	ل
ح	ق	ل	و	ل	م	و	لا	ل	لا
ث	ا	د	و	د	م	ف	ی	ن	ا
ن	ا	ب	و	ل	ہ	ا	ل	ا	ل
و	ذ	ن	لا	ہ	ر	ل	ی	ح	ب
ض	ع	لا	ر	ص	و	م	ت	لا	ی
ا	ن	د	م	ر	ن	ع	و	لا	ب
و	ذ	ا	ح	م	ج	م	ا	ر	ا
ن	ا	د	ا	ی	ا	ل	ا	ح	ع
ت	ا	ا	م	م	ل	م	ب	ی	ل
لا	د	د	ل	و	م	ر	ا	آ	ن

جدول یہ ہے ـــــــــ یہ نکاح کرنا اچھا ہے یا نہیں؟

ف	ی	ذ	و	و	ا	س	ی	ل	ل
ع	ث	ن	ا	ا	ت	ف	ل	ج	ت
ش	ت	ل	ن	ع	ل	ف	ن	ا	ش
و	ن	ا	ح	م	ا	ك	س	ع	و
ا	ف	ح	ل	ا	ل	ی	ب	ی	ع
ن	ا	ا	ك	ق	س	ل	ل	م	د
ا	ن	ق	ا	ث	ع	س	لا	ن	ا
ف	ا	و	ت	ل	ی	ع	ا	ت	ن
ا	ق	ت	ك	ك	ل	ل	م	ح	ا
م	ا	ن	و	ح	ح	ل	ا	لا	ح
ی	ل	ل	ن	ن	ص	لا	ہ	ا	ی
د	ی	س	ذ	ی	ل	ف	ا	ا	ب
ا	ث	ء	ا	ل	ت	ی	و	ت	ع
ق	ك	ا	ی	ا	ر	م	ل	ت	ل
ب	ث	ب	م	ك	و	ی	ن	و	ت
ہ	ہ	ی	ہ	ا	ن	ب	ت	ت	ب

آیاتِ قرآنی | نتیجہ

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ۔ ان کا پروردگار ان کی اپنی رحمت اور خوشنودی کی خبر دیتا ہے اور ان کے لئے جنتیں تیار ہیں۔ **اچھا ہے۔**

وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔ اگر تم صبر اور پرہیزگاری سے کام کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں۔ **اچھا ہے۔**

وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا۔ اگر تم انہیں سیدھے راستے پر بلاؤ تو یہ ہرگز نہیں آئیں گے۔ **بُرا ہے۔**

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا۔ اور جو باتیں لوگ کہتے ہیں ان کو برداشت کرو، ان سے اچھی طرح کنارہ کش ہو جاؤ۔ **بُرا ہے۔**

هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ۔ خدا کے یہاں ان کے کئی درجے ہیں اور وہ سب کے اعمال دیکھ رہا ہے۔ **اچھا ہے۔**

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ۔ ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ **اچھا ہوگا**

يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ۔ اے پیغمبر! لوگ تم سے یتیم عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں، کہہ دو خدا تم کو اجازت دیتا ہے۔ **اچھا ہوگا**

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ۔ لوگوں کو ان کی خواہش کی چیزوں یعنی عورتیں اور … مرغوب ہیں۔ **اچھا ہوگا**

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ۔ اور پھر تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو۔ **اچھا ہوگا**

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ۔ اور جب تک عدت کا حکم اپنی مدت کو نہ پہنچ جائے یعنی عدت پوری نہ ہو لے عقد نکاح نہ کرنا۔ **اچھا ہوگا**

دانتوں کی روزمرہ تکالیف اور مسواک

حکیم ایس۔ ایم۔ اقبال

ایک بار ایک مریض نے بیان کیا کہ چند روز سے اس کے اوپر کے سامنے والے ایک دانت میں کچھ عجیب سی تکلیف پیدا ہو گئی ہے۔ دانت میں مسوڑھے کے پاس تیزی سی معلوم ہوتی ہے، ذائقہ بھی نمکین سا ہوتا ہے اور بعض اوقات محسوس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دانت سے خون آرہا ہے۔ بہت سے پیسٹ بدل بدل کر استعمال کئے، بہت سے ٹوتھ پاؤڈر بھی استعمال کئے مگر دانت کی تکلیف میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ بلکہ روز بروز شکایت زیادہ ہی ہو رہی ہے۔

راقم نے غور کیا تو اس کا سبب برش ہی سمجھ میں آیا۔ چنانچہ مریض کو برش کا استعمال ترک کرنے کا مشورہ دیا اور مسواک کرنے کی تاکید کی۔ صرف ایک ہفتے کے بعد مریض نے آکر بیان کیا کہ اسے بہت فائدہ ہوا بلکہ وہ شکایت بالکل ہی جاتی رہی۔

اسی طرح ایک صاحب نے لندن سے خط لکھا کہ روز بروز ان کے دانتوں میں تکلیف زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ نہ کوئی ٹھنڈی چیز کھا سکتے ہیں اور نہ گرم۔ ٹھنڈا گرم دانتوں کو لگتا ہے اور شدید تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں بڑے بڑے اسپیشلسٹ حضرات سے علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مختلف قسم کے پیسٹ بھی استعمال کئے اور ڈاکٹروں نے دانتوں میں روئی کی بھر بھر لائی … مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ نہ چائے پی سکتا ہوں نہ آئس کریم کھا سکتا ہوں اور تر اور ٹھنڈے پانی سے محروم ہوں۔ مریض دوا کا طلب گار تھا۔ راقم نے دو عمدہ قسم کی مسواکیں مریض کو لندن بھجوا دیں اور ساتھ ہی مسواک کے استعمال کا مفصل طریقہ تحریر کر دیا۔ اور ہدایت کی کہ جب دونوں مسواکیں ختم ہو جائیں تب دوبارہ حال تحریر کریں۔ کچھ دنوں بعد مریض نے لکھا کہ حیران ہوں کیا جادو تھا الحمد للہ بمسواکوں میں، ابھی ایک مسواک ختم نہیں ہوئی مگر میری تکلیف قطعی طور پر جاتی رہی۔ اب تو میں ساری عمر مسواک ہی کروں گا۔

اصل میں ہوتا یہ ہے کہ برش خواہ کتنا ہی نرم ہو تین نقصانات سے خالی نہیں۔ برش کا پہلا نقصان تو یہ ہے کہ یہ مسوڑھوں کو چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے۔ برش خواہ کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو اور کیسی ہی احتیاط سے کیوں نہ کیا جائے یہ مسوڑھوں کو دھکیلتا ہے اور بسا اوقات کچھ تو اپنی خاصیت کی وجہ سے اور کچھ برش کرنے والے کی لاعلمی یا غفلت کی وجہ سے مسوڑھے کچھ زیادہ ہی جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے دانتوں میں ٹھنڈا گرم لگنے کی شکایت عام ہے۔

برش کا دوسرا نقصان اس کا مسوڑھوں پر خراش ڈالنا ہے کیونکہ اس کے ریشے سیدھے ہوتے ہیں اور بسا اوقات نوکیلے ہوتے ہیں اس لئے ان سے مسوڑھوں کے کنارے پر بہت باریک باریک خراشیں پڑ جاتی ہیں اور بعض اوقات عفونت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح یا مُسوڑا زخم لیتا ہے۔ برش کا تیسرا نقصان یہ ہے کہ برش جلد جلد تبدیل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اکثر لوگ تو سال سال بھر تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک ایک ہی برش استعمال کرتے رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو میل کی اتنی موٹی تہہ جم جاتی ہے کہ برش کا رنگ بھی پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا برش دانتوں میں مختلف شکایات پیدا کر دیتا ہے جن کا علاج عام طور پر دانتوں کا نکالنا ہی تجویز کیا جاتا ہے۔

برش کو استعمال کرنے سے پہلے اس کے استعمال کا طریقہ جاننا بے حد ضروری ہے اور اس سے بھی پہلے ایک اچھے برش کا انتخاب کرنا بھی بے حد اہم ہے۔ اچھا برش وہ نہیں ہے جس کے ریشے سخت ہوں یا نوکدار ہوں اور اس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہو کہ اس کی رسائی دانت کے انتہائی حساس حصوں تک ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ برش خواہ کتنا بھی اعلیٰ معیار کا ہو

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

اور اسے کسی بھی احتیاط سے کیا جاتا ہو وہ مسواک کا نعم البدل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ برش کے استعمال سے زیادہ تر پائیوریا ہونے کے واقعات تو عام ہیں مگر ایک بات جو میرے مشاہدے میں ہے وہ یہ ہے کہ برش دانتوں کو صاف نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ برش کرنے والے لوگوں کے دانت صاف نہیں ہوتے۔

دراصل برش کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ یہ ایک اسی قسم کا خلال ہے جو دانتوں کی درزوں کو صاف کرتا ہے۔ اگرچہ خلال کی طرح مکمل طور پر صاف نہیں کرتا مگر بہرحال کسی حد تک خلال کا کام کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کبھی برش کے استعمال سے کسی کو منع نہیں کیا البتہ ہمیشہ اس بات کی تاکید کی کہ اچھی قسم کا نرم برش معروف طریقے سے کرنا چاہیے۔ خراب قسم کا برش اور غلط طریقے سے برش کرنا دانتوں جیسی نعمت کے دو بڑے دشمن ہیں۔ ان دو اسباب سے لوگوں کے بے حد خوبصورت دانت خواہ مخواہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور پائیوریا جیسا گندا مرض جنم لیتا ہے۔

عام آدمی نہیں جانتا کہ پائیوریا کیا ہے! یاد رکھیے پائیوریا ایک ایسا غلیظ مرض ہے کہ جس میں بالآخر دانتوں کے مسوڑھوں میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اول تو پیپ بذات خود ایک شدید گھناؤنی چیز ہے اور جب وہ منہ میں ہو تو اس کا گھناؤنا پن مضاعف ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے دانتوں پر پیپ گی تہہ بات کرتے ہوئے صاف نظر آتی ہے۔ اور ذرا سا مسوڑھوں پر دباؤ پڑنے سے یہ بدبودار پیپ مسوڑھوں سے باہر ابل آتی ہے۔ ایسے لوگ جب بات کرتے ہیں تو پوری فضا میں ان کے منہ کی بدبو پھیل جاتی ہے حتیٰ کہ ان کے سانس بھی اس بدبو سے خالی نہیں ہوتے۔ نماز پڑھتے ہوئے اگر قابل سے بھی منہ کھل جاتا ہے تو برابر والے نمازی کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ ایک عجیب کراہیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

پائیوریا والے کی اگر واقعی زندگی تو وہ جانے خود اس کا باقی جسم بھی اس مرض کی ہولناکیوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ منہ جسم انسانی کا دروازہ ہے۔ غذا انسانی جسم میں یہیں سے گذر کر جاتی ہے بلکہ کافی دیر تک غذا اور دانتوں کی کشتی رہتی ہے۔ تب کہیں جاکر غذا حلق سے نیچے اترتی ہے۔ ایسی صورت میں تمام غذا دانتوں کی پیپ کے ساتھ مل کر عجیب و غریب مرکب بن جاتا ہے ایسی غذا خواہ کتنی بھی قیمتی اور معیاری کیوں نہ ہو جسم میں لاتعداد بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔

ایک صاحب جو میڈیکل سے وابستہ ہیں پائیوریا میں مبتلا ہوئے۔ وہ چونکہ پائیوریا کی ہولناکیوں سے پوری طرح واقف نہ تھے اور کچھ اپنی مصروفیت بھی عود حائل رہی ہوگی اس لئے مناسب علاج نہ کرا سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دن ہارٹ اٹیک ہوا۔ ہسپتال لے گئے وہ ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ اور شدید معائنوں کے گذرنے کے بعد ڈاکٹر معلوم ہوا کہ دانتوں کے پائیوریا کی پیپ دل کے باہر والی جھلی پر جمع ہو گئی ہے۔ چنانچہ کوئی بڑا آپریشن ہوا اور پیپ صاف کی گئی۔ باقی جو کچھ ہوا دوا وغیرہ تو جو نتیجہ ہونا تھا وہی ہوا۔ تکلیف ہوئی۔ دانت اکھڑ گئے۔ وہ یہ قصہ سنا رہے تھے اور ان کے منہ سے پائیوریا کی بو مسلسل آ رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مرض پائیوریا جو اس تمام مصیبت اور زحمت کا باعث بنا تھا وہ اب بھی ان کے مسوڑھوں میں موجود تھا جس سے وہ اب بھی غافل تھے۔

اصل میں پائیوریا کا سوائے دانت نکلوانے، مسوڑھے کٹوانے کے کوئی اور علاج تجویز نہیں کیا جاتا۔ جب ایک مرض کا علاج ہی نامعلوم ہو تو وہ مرض خود بخود لاعلاج ہو جاتا ہے۔

میں پائیوریا کے مریضوں کو اکثر یہ تاکید کرتا ہوں کہ لاہوری نمک سرسوں کے تیل میں ملا کر رکھیں اور روزانہ ایک دو بار انگلی سے بہت نرمی کے ساتھ مسوڑھوں پر آہستہ آہستہ مل کر کلیاں کر دیں۔ یہ پائیوریا کا کسی حد تک بہت ہی آسان سا علاج ہے اور سب سے عمدہ احتیاطی تدبیر ہے۔ اس سے زندگی بھر پائیوریا نہیں ہوتا۔ لاتعداد لوگوں نے اپنے خطوط میں اس نسخے کی تعریف کی ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ پائیوریا میں مبتلا ہونے کے بعد بھی بلکہ پائیوریا کا علاج کروانے کے دوران بھی اور مسوڑھے کٹوانے اور دانت نکلوانے کے بعد بھی برش کا استعمال جاری رہتا ہے۔ یعنی جس برش کی وجہ سے ایسی بے بہا نعمت گئی بلکہ بڑی محنت گئی کیونکہ آپ نے سنا ہوگا۔ کہ دانت گئے صحت گئی۔ اس برش کو پھر بھی نہیں چھوڑتے۔ اس سے بدستور چپکے ہوتے ہیں۔ یعنی جو میر صاحب نے فرمایا تھا کہ بیمار ہوئے جس کے سبب اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں والی بات ہے۔

عام طور پر برش کے استعمال کا یہ طریقہ بتایا جاتا ہے کہ برش کو اوپر والے دانتوں میں اوپر سے نیچے کی طرف کریں اور نیچے والے دانتوں میں نیچے سے اوپر کریں مگر اس احتیاط کے باوجود مسوڑھے زخمی ہوتے ہیں۔ اور جگہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

مسوڑھے جب جگہ چھوڑتے ہیں تو اچھا خاصا آدمی نہ گرم چیز کھا سکتا ہے اور نہ ٹھنڈی چیز۔ چنانچہ چائے پیتا ہے تو ٹھنڈی کرکے پیتا ہے، پانی پیتا ہے تو گرم کرکے پیتا ہے اور نہ ہی میٹھی چیزیں کھجور وغیرہ کھا سکتا ہے کیونکہ میٹھی چیز کھانے سے بھی دانتوں میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ مسواک کو برش پر ترجیح دیتا ہوں۔

میرا خیال ہے کہ انسان کو جب پہلی مرتبہ دانت صاف کرنے کا خیال آیا ہوگا تو اس نے انگلی سے دانتوں کو مل کر صاف کیا ہوگا اور پھر انبیاء کی رہنمائی میں ان دانتوں کی صفائی کیلئے مسواک کی طرف توجہ دلائی گئی ہوگی۔ شروع میں انسان نے منجن یا پاؤڈر یا پیسٹ سے دانتوں کو ہرگز نہ مانجھا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ دانتوں کو منجن یا برش سمجھ کر کسی قسم کے پاؤڈر یا پیسٹ سے مانجھنا فطری طریقے کے خلاف ہے۔ دانتوں کو مانجھنے، دھونے یا صاف کرنے کا واحد فطری طریقہ یہی ہے جو اللہ کے پیغمبروں نے انسانوں کو بتایا یعنی مسواک کرنا۔ کروڑوں لاکھوں سال پہلے اس طریقے کو آج بھی سائنس دانتوں کو صاف کرنے کا سب سے بہتر اور محفوظ طریقہ ثابت کر رہی ہے کیونکہ دانتوں کو صاف کرنے کیلئے جتنی شرائط ہو سکتی ہیں وہ سب

تریا سائنس نے عائد کیا ہے وہ سب کی سب بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ دانتوں کو صاف کرنے کے اس فطری طریقے میں موجود ہیں۔

جدید سائنس کا تقاضا ہے کہ ہر روز مسوڑھوں کی مالش ضروری ہے مسوڑھوں کی یہ مالش ہو سکتی ہے صرف دو طریقوں سے ممکن ہے انگلی سے یا مسواک سے۔ انگلی سے دانت مانجھنے یا مسوڑھوں کی مالش کرنے میں یہ خرابی ہے کہ بسا اوقات مسوڑھے انگلی کا زیادہ دباؤ برداشت نہیں کر پاتے اور وہ ناخن سے زخمی ہو جاتے ہیں جس سے خون آنے لگتا ہے۔ انتہائی دوڑ دھوپ کے بعد سائنس والوں نے بتایا کہ دانتوں کو مانجھنے اور صاف کرنے کا سب سے اچھا ذریعہ ریشہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ریشے مسواک ہی میں ہوتے ہیں۔ ریشوں سے مراد گھوڑے گدھے یا سور کے بال یا نائلون اور پلاسٹک کے تنکے نہیں ہیں۔ جو لوگ مسواک کرتے ہیں اگر وہ کبھی برش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو یہ فرق ان کی سمجھ میں فوراً آ جاتا ہے۔ اسی طرح تمام عمر برش کرنے والوں کو جب مسواک کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ بھی اس فرق کو فوراً ہی سمجھ جاتے ہیں۔ اور اس بات کے قائل ہو جاتے ہیں کہ دانتوں کی حفاظت اور صفائی اگر کسی چیز سے ممکن ہے تو وہ صرف مسواک ہے۔

مسواک میں صرف ریشے ہی نہیں ہوتے بلکہ اس میں نباتاتی رس بھی ہوتا ہے اور یہ نباتاتی رس اپنی نوعیت کے اعتبار سے دانتوں اور مسوڑھوں پر مختلف اثرات مرتب کرتا ہے۔ مثلاً ہند و پاک میں نیم کی مسواک کا عام رواج ہے۔ نیم کی مسواک میں مارگوسین، انیمبین، نمبیفین، نیمبیڈین، گندھک اور رالیں ہیں جو کہ سب جراثیم کش ہیں۔ ان میں سے کچھ اجزاء مصفی خون ہیں اور کچھ قاتل کرم، دافع عفونت، دافع جراثیم، دافع بخار اور کچھ ورم کو تحلیل کرنے والے اور کچھ دردوں اور آلام کو تسکین دینے والے ہیں۔ جو لوگ مسلسل متواتر یا تا عمر نیم کی مسواک کے عادی ہیں ان کے مسوڑھے تقریباً تمام امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کو منہ کے امراض بھی کم ہی ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے لوگوں کے منہ میں آبلے اور چھالے دیکھنے میں نہیں آتے۔ اور نہ ان کے منہ سے کسی بھی قسم کی بدبو آتی ہے۔ نیم کی مسواک کرنے والوں کے مسوڑھوں کو پائیوریا بھی نہیں ہوتا اور نہ ان کے مسوڑھوں میں ڈھیلاپن آنے پاتا ہے۔ دراصل نیم پر ابھی اچھی طرح تجربات نہیں کئے گئے ہیں۔ کیونکہ نیم ساری دنیا میں بکثرت نہیں ہے اور یورپ کی سائنس والوں نے جڑی بوٹیوں کو زیادہ در خور اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ آج کے سائنس داں نہیں جنگلوں یا عموماً صحراؤں، پہاڑوں اور ویرانوں میں کم اور اپنی بند لیبارٹریوں میں زیادہ مصروف نظر آتے ہیں۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ جڑی بوٹیاں ابھی تحقیق کی منتظر ہیں اگرچہ ان میں بیماریوں کا علاج یقیناً موجود ہے۔ مگر ان سے استفادہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس طرف توجہ دیں۔ اب نیم ہی کو لیجئے۔ نیم کا استعمال کرنے والا کوئی انسان ایک تمام عمر کوڑھ یا جذام میں کبھی مبتلا نہیں ہوا تو منہ کی اور مسوڑھوں کی معمولی بیماریاں کس شمار میں ہیں۔

آپ مسواک کسی بھی درخت کی شاخ سے حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ریشے دار ہو کیونکہ مسواک کا عمل دراصل ریشوں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ ہمارے یہاں نیم، کیکر اور پیلو کی مسواکیں زیادہ مقبول ہیں لیکن جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مسواک کا عمل دراصل مسواک کے ریشوں پر منحصر ہے اور مسواک کا اصل مدعا یہ ریشے ہیں جس قدر یہ ریشے زیادہ ہوں گے، اسی قدر مسواک بہتر ہوگی اور اگر مسواک میں نباتاتی رس بھی موجود ہیں جو ہونے ہی ہیں تو مستزاد ہے یعنی سونے پر سہاگہ والی بات ہے ورنہ اصل چیز ریشے ہیں۔

ریشے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ نیم کی مسواک کے ریشے اور کیکر کی مسواک کے ریشے یا کسی دوسرے درخت کی مسواک کے ریشے عام طور پر کڑے اور سخت ہوتے ہیں۔ ان سے مسواک کا اصل مقصد پورا نہیں ہوتا یعنی صفائی بھی ہو جاتی ہے اور سنت رسول ﷺ بھی پوری ہو جاتی ہے۔ مگر طبی طور پر ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ البتہ ان کے رسوں کی افادیت اپنی جگہ پر مسلم ہے جیسا کہ نیم اور کیکر کی مسواک دانتوں کے بیشتر امراض کا علاج ہیں مگر وہ جو صفائی ہے جس کے لیے مسواک کی جاتی ہے وہ طبی طور پر مکمل نہیں ہوتی اس کیلئے پیلو کی مسواک سب سے زیادہ موزوں ہے۔ پیلو کی مسواک کے ریشے گچھے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک خاص نرمی ہوتی ہے اور یہ دونوں خوبیاں پیلو کی مسواک کے علاوہ کسی دوسری مسواک میں نہیں ہیں۔ پیلو کی مسواک سے جہاں دانتوں کی صفائی ہوتی ہے وہیں اس سے مسوڑھوں کی مالش بھی ہوتی ہے اور یہ محفوظ ترین مسواک بھی ہے اس سے کبھی مسوڑھے زخمی نہیں ہوتے۔ اس پر وہ رس مستزاد ہے جو پیلو کی مسواک میں موجود ہوتا ہے اور غالباً یہی وہ مسواک ہے جسے اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک سے مس ہونے کا شرف حاصل رہا اور یہاں تک کہ آپ کے آخری لمحوں میں دنیا کی آخری چیز جو آپ کے دہن مبارک میں داخل ہوئی وہ بھی پیلو کی مسواک ہے اور دنیا سے جاتے وقت آپ کا آخری عمل مسواک کرنا ہی تھا۔ اس سے ہم مسلمانوں کے لئے جہاں مسواک کرنے کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے وہیں اس سے اس خاص مسواک یعنی پیلو کی مسواک کی افادیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

(یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ میں نے پیلو کی مسواک کا ذکر کیا ہے۔ روایتوں میں نے یہ کہیں نہیں پڑھا ہے کہ آپ نے آخری لمحوں میں جو مسواک استعمال کی تھی وہ پیلو کی مسواک تھی)

پیلو کی مسواک میں کون سا رس ہوتا ہے؟ اس کے کیا اجزاء ہیں؟ اس کے کیا فوائد ہیں؟ ان کا تجزیہ ابھی تک نہیں کیا جا سکا ہے ورنہ ابھی تک کسی مسلمان سائنسداں کو موجودہ دور میں اس کی توفیق ہوئی ہے کہ وہ اس کا تجزیہ کرے بلکہ یہاں تک نے دیسی طاری ہے کہ آب زم زم کا تجزیہ کرنے کا خیال بھی غیر مسلموں کو آیا اور یہ کریڈٹ بھی غیر مسلم سائنسدانوں کو جاتا ہے کہ انہوں نے آب زم زم کے اجزاء معلوم کرکے اس کے مفید ہونے کو دنیا کے سامنے پیش کیا

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

آب زم زم کو سب سے اچھا پانی ثابت کر دکھایا۔

اگر آپ کو پیلو کی تازہ بہ تازہ مسواک کرنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ کو ضرور یہ شکایت ہوگی کہ میں پیلو کی مسواک کی تعریف کرنے میں بخل سے کام لے رہا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف جن کی تقریر سننے کے بعد بے ساختہ زبان پر یہ آ جاتا تھا کہ ما فی الضمیر کا اظہار اس سے بہتر طریقے پر نہیں ہو سکتا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ تبلیغ کا کام سمجھانے کا نہیں کر کے دکھانے کا ہے۔ یہ کام سمجھانے سے سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا اور نہ میں سمجھا سکتا ہوں۔ بس یہی کیفیت اس وقت میری بھی ہے۔ اس کے اصل فائدے کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ آپ پیلو کی تازہ بہ تازہ مسواک لیں اور استعمال کریں۔ آپ کو خود بخود اس کے فائدوں کا علم ہو جائے گا۔ پیلو کی مسواک ہندوستان کے تمام شہروں میں تازہ بہ تازہ دستیاب ہے اور گویا ایک بڑی خوبی پیلو کی مسواک میں یہ بھی ہے کہ یہ بین الاقوامی مسواک ہے اور ہر ملک میں یہ بہ آسانی دستیاب ہے۔ یہ بات کسی اور مسواک میں نہیں ہے۔

مسواک کا طریقہ

مسواک کے انتخاب کے بعد سب سے اہم بات اس کے استعمال کا طریقہ ہے۔ مسواک کرنے کا معقول طریقہ یہ ہے آپ تازہ مسواک لے کر اسے پانی میں ڈال دیں۔ جب وہ بھیگ کر نرم ہو جائے تو نکال کر دانتوں سے چبائیں۔ چباتے وقت تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مسواک کو پانی سے گیلا کرتے رہیں۔ خشک مسواک چبانے سے اس کے ریشے بکھر جاتے ہیں اور اگر مسواک کو چباتے وقت اسے پانی سے گیلا کرتے رہیں تو اس کے ریشے بکھرتے نہیں بلکہ بالکل نرم اور باریک ہو جاتے ہیں۔ ریشے باریک ہو جائیں تو انہیں دانتوں سے کھینچ کھینچ کر توڑ دیں اور پھر نئے سرے سے مسواک کو گیلا کر کے چبائیں اس سے مراد یہ ہے کہ جب چاقو سے کٹا ہوا سرا چبایا جاتا ہے تو نرم ہونے کے باوجود مسواک سے مسوڑھوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور خاص طور پر ایسے آدمی کو جسے پہلے کبھی مسواک کی عادت نہ ہو۔ اس سے سخت الجھن ہوتی ہے۔ لیکن اگر مسواک کو چبا کر نرم کر کے چاقو سے کٹے ہوئے سرے کو دانتوں سے کھینچ کھینچ کر توڑ دیا جائے اور پھر نئے سرے سے مسواک کو پانی میں گیلا کر کے چبایا جائے تو بالکل ہی نرم ملائم ریشے نکل آتے ہیں جن سے مسوڑھوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ ایک خاص انداز میں مسوڑھوں کی مالش ہو جاتی ہے اور یہی دانتوں کی صفائی کے ساتھ مقصود بھی ہے۔

پیلو کی مسواک کرنے والے لوگوں کے دانت سفید، ہموار اور خوبصورت ہوتے ہیں جب کہ برش کرنے والے لوگوں کے دانت میلے کچیلے ہوتے ہیں۔ ان میں تناسب ہوتا ہے اور نہ صفائی۔ اسلام میں پانچ پانچ مرتبہ مسواک کرنے کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ یعنی ہر نماز سے پہلے مسواک۔ اگر تہجد کی نماز کو شامل کیا جائے تو چھ بار ورنہ پانچ بار تو لازمی ہے۔ مسواک سے محبت گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے اور دینی و اخروی فائدہ اس طبی اور بدنی فائدہ کے علاوہ ہے جو مسواک سے بہر صورت حاصل ہوتا ہے۔

طبی فارمولے

کشادگی پیشاب کیلئے ـــ اگر کسی کا اتفاقیہ پیشاب بند ہو جائے تو زعفران کا ایک تار لیکر پیشاب کی نال میں رکھ دو پیشاب آجائے گا۔

امراض پیٹ کیلئے ـــ آم کی گٹھلی کا گودا جس میں حسب ذائقہ نمک ملا ہوا ہو ایک طرح کا چورن ہے، جو پیٹ کی سیکڑوں بیماریوں میں کام آتا ہے۔ اور حیرت انگیز فائدہ پہونچاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے کھانا ہضم ہوتی ہے اور بھوک کھل کر لگتی ہے۔ یہ چورن قیمتی دواؤں سے زیادہ قابل قدر ہے۔

جوئیں مار سفوف ـــ شریفے کے بیج پیس کر اگر عورتیں سر میں ڈال لیں تھوڑی دیر کے بعد پھر سر کو دھولیں تو اس سے جوئیں مرجاتی ہیں

بواسیر کے لئے ـــ چھپکلی کو سرسوں کے تیل میں اس قدر جلایا جائے کہ وہ بالکل خاک ہو جائے پھر اس تیل کو اس قدر گھوٹیں کہ وہ مرہم کی صورت اختیار کرلے۔ اس مرہم کو بواسیر کے مسوں پر لگائیں إن شاء اللہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مسے بالکل مرجھا کر ناپید ہو جائیں گے۔

منہ کے زخموں کیلئے ـــ اکثر منہ میں زخم ہو جاتے ہیں۔ نمک مرچ کھانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے واسطے دھنیا اور مسور کی دال دونوں کو سرکے میں ڈال کر منہ میں رکھ کے منہ میں ادھر اُدھر کریں (حلق میں نہ جانے دیں) انشاء اللہ چند بار ایسا کرنے سے زخم بھر جائیں گے۔ منہ میں غرارہ کی صورت اختیار کرنے کے بعد اس کو تھوک دیا کریں۔

زیادتی پیشاب کیلئے ـــ جاڑے کے دنوں میں رات کو پیشاب بار بار آتا ہے۔ اس کے لئے یہ فارمولا نوٹ کریں۔ تل سفید آٹھ تولہ مسال کنگنی چار تولہ دونوں کو کوٹ کر باریک کرلیں۔ اس سفوف کو سوتے وقت پانی سے کھالیں إن شاء اللہ دو تین دن لگاتار کھانے سے پیشاب کی زیادتی میں فرق پڑے گا۔

دانتوں کے درد کیلئے ـــ جس کے دانت میں درد ہو نیم کے پتوں کو جوش دے کر اس سے کلی کرے ایک دو مرتبہ کرنے سے إن شاء اللہ درد موقوف ہوگا۔

ہر قسم کے درد کیلئے ـــ درخت آک کے پھول اور پتے ایک سیر لیکر ایک پاؤ تلوں کے تیل میں اس قدر جلائیں کہ سب خاک ہو جائیں ـــ پھر ان کو اسی تیل میں گھونٹ لیں۔ اس کے بعد بدن میں جہاں بھی درد ہو وہاں اس تیل سے مالش کریں۔ اس کے بعد اس پر پرانی روئی لپیٹ کر پٹی باندھ دیں۔ یعنی مالش کے بعد اس پر ہوا نہ لگے۔ إن شاء اللہ چند روز ایسا کرنے سے درد جاتا رہے گا۔ گٹھیا کا درد بھی اسی کی مالش سے موقوف ہو جاتا ہے۔ معمولی درد تو دو یا تین دن کی مالش سے رفع ہو جاتا ہے۔ اور اگر درد پرانا ہو تو ایک ہفتے کی لگاتار مالش سے ختم ہو جاتا ہے۔

کالی کھانسی کیلئے ـــ درخت شیشم کی لکڑی کے بیچ میں سیاہی مائل لکڑی ہوتی ہے۔ اس سیاہ لکڑی کا ٹکڑا جلا کر کوئلہ بنالیں۔ اس کوئلے کو باریک پیس کر شکر ملا کر کھانے سے کالی کھانسی دور ہو جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو نصف رتی اور بڑوں کو ایک رتی دینی چاہئے۔

پتھری کے لئے ـــ ایک مولی لیکر اس کو اندر سے خالی کریں اور اس میں شلجم کے بیج بھر کر اسی مولی کے برادے سے جو مولی خالی کرتے وقت نکالا گیا ہے۔ منہ بند کرکے اس مولی کو اچھی طرح گل حکمت کرکے تنور میں رکھ دیں۔ جب مولی پک جائے تو اس میں سے شلجم کے بیج نکال کر دو ماشے کے برابر صبح کو نہار منہ کھانے سے مثانے کی پتھری ریزہ ریزہ ہو کر پیشاب کے راستے سے نکل آئے گی ـــ

UPLOAD BY SALIM SALKHAN

کعبے سے بتخانے تک

مقصدی طنز و مزاح

ابن ملا ابن العرب مکی

ایڈیٹر طلسماتی دنیا نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی مضمون پیش کرنے سے پہلے اپنا مفصل تعارف کرادوں۔ اس حکم کی تعمیل سے میں گھبراتا رہا کیونکہ جو خرافات سے اب تک سلاسل میری گردن مبارک میں پڑا ہوا ہے۔ لیکن کیا کروں، جیسا ہوا تھا خرافات کی ایک دعاؤں سے بالکل آثار یقین ہو گیا دشمنوں کے بد دعاؤں کی وجہ سے غلام غفلت اور دوسرے کا ذکر اب اتنا ہی مجبور ہوں۔ جتنا مجبور تھے حضرت قیس علیہ الرحمہ لیلیٰ کے والد کے ساتھ ____ یہ قیس وہی ہیں جنہیں ارباب خرد نے خطاب عطا کیا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے مجنوں کا اور تسلیم کیا ہے انہیں مجاہد حسن و عشق اس لئے کہ ان میں وصف تھا دانا بانے عشق کرنے کا بے پرواہ ہو کر سارے زمانے سے۔ میں بیان کرتا ان کی داستان عشق تو لا۔ اگر اجازت مل جاتی مجھے ایڈیٹر صاحب کی جانب سے لیکن چونکہ وہ بالکل خشک ہیں۔ بلکہ جیسے چاولوں کے لڈو کی طرح بالکل پھیکے اور بے مزہ بھی۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں ان کے سامنے وہ باتیں کرتے ہوئے کہ فرصت جن کیلئے سرے سے ہی نہیں دی گئی۔ آہ کاش میں ملازم ہوتا ماہنامہ کے دفتر میں۔ پھر نکالتے اپنے خطوط اور داستان آپ کو رنگین داستانیں سنا کر جھوم اٹھتے۔ آپ بالکل بادلوں کی طرح۔ اور ہر باتیں کرتے الف لیلیٰ سنانے کی ان رات سب محروم ہیں۔ اور جب محروم ہی تو فائدہ ہے۔ زبان اور کان بند رکھنے میں اور عافیت ہے اسی میں کہ حسن و عشق کی رنگین گلیوں سے دم بالکل گزر جائیں۔ ان بوڑھوں کی طرح جو مایوس ہو چکے ہیں اپنی حیات پُر بہار سے عین جوانی میں .... شاید کہ میں کچھ غلط کہہ گیا۔ العیاذ باللہ۔

بہر حال ایڈیٹر صاحب نے حکم نامہ شاہی جاری کیا ہے کہ مجبوری کے رسالے میں مکمل کر دوں میں اپنا تعارف۔ کہ کب اور کہاں پیدا ہوا تھا۔ اور کہاں اور کس نے بڑی صفحات میں روشن ہوگا ____ واہ بھئی واہ ____ کیسے ہیں یہ ایڈیٹر صاحب بھی جنہیں آج تک یہ خبر نہیں کہ بڑے لوگ نہیں کرا سکتے اپنا تعارف خود، ان سے کیونکہ ہے کہ وہ عادی نہیں ہوتے جھوٹ کے۔ اور اپنا کوئی تعارف نہیں کرایا جا سکتا۔ کیونکہ خطرہ ہے اس میں اپنی شخصیت کے مجروح ہونے کا صادق ____ اور اندیشہ ہے کہ پولیس کے ایسا کیا ہے الا ماشاء اللہ لیکن کی نہیں ہے

مجھ میں بالکل صلاحیت ہو جیسا ہونے ایک ولی کے گھر میں۔ خواہ مخواہ۔

اگر میرا تعارف صرف محدود کرانے تو دوان حقائق سے پردے اٹھانے کی کوشش ضرور کرتے۔ جو علم و حکمت کے باہمی اتصال سے جنم لیتے ہیں۔ اور میری سوچ کی ابن آدم کو آدمیت کا ایوارڈ عطا کرتی ہے۔ لیکن میں بزبان خود کس طرح اپنی ان عظمتوں کا ذکر خیر کروں۔ جو بغیر زبان سے بتائے کسی کو دکھائی نہیں دے سکتیں۔ اور اگر میں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ میں فی الحقیقت ہوں کیا، اپنی پوشیدہ عظمتوں کا تذکرہ شروع کر دوں تو تمام وہابیوں کے جگر میں مروڑ شروع ہو جائے گا۔ اور دو دو بیٹے بھی کسی اندھے کنوئیں میں چھلانگیں لگانے کیلئے منصوبے بنانے لگیں گے۔ یا پھر مجھے ہی کسی کنوئیں میں دھکا دے کے خود کو مجاہد وقت تصور کرنے لگیں گے۔ اور کچھ جمہوریت سے تعلق رکھنے والے لوگ تو اتاریں گے مجھے پاتال میں۔ اور جو بچیں گے خودکشی کر کے خود جہنم رسید ہو اور لگا دیں گے قتل کا الزام مجھ پر۔ پھر گرفتار کر لیا جاؤں گا میں خواہ مخواہ ٹاڈا کے قانون کے تحت اور سزا دیا جاؤں گا کسی جیل میں مانند سنجے دت کے جو دت کا باپ اپنے وقت کا اچھا خاصا تھا۔ لیکن جب ہوا بے چارہ گرفتار تو نہیں بچا سکی کسی افسر اس کے باپ کی بھی۔ جب کہ گزری ہے اس کے باپ کی زندگی، ملک کے ساتھ وفاداری کرنے میں اور نہ ہو سکی اس کی ضمانت کسی بھی طرح جب کہ ہو جاتی ہے ہمارے وطن عزیز میں ضمانت اندرا گاندھی کے قاتلوں تک کی بھی۔ تو اے میرے بھائیوں کیا فائدہ ہے، ان تفصیلات میں جانے کا۔ اس سے بہتر ہے کہ میں احتیاط کے ساتھ کھولوں اپنی زبان اور بیان کروں اپنی شخصیت کے وہ چیدہ چیدہ واقعات کہ جن کو بیان کرنا از روئے شریعت ضروری ہے۔ لیکن گزارش ہے آپ سے خصوصی طور پر کہ جو محاسن میں بیان کروں آپ انہیں مکمل اور ہر گز سمجھیں۔ بلکہ یہ عقیدہ بنائے رکھیں کہ میں سیاسی اور مذہبی مصلحتوں سے کام لیتے ہوئے اپنے ہزاروں اوصاف حسنہ اور خصائل حمیدہ پر لگا دیئے ہیں پردے ڈال دیئے ہیں اور یہ پردے اس وقت اٹھیں گے جب مدینے سے اجمیر تک اور دیوبند سے بریلی تک اہل سنت والجماعت کی ہری بھری فصلیں لہلہا رہی ہوں گی اور وہابی دنیا سے اس طرح نیست و نابود ہو جائیں گے جس طرح گدھے کے سر سے سینگ غائب کر دیئے گئے ہیں۔ اور جس طرح شیخ

چلی کی اولادیں زمانے سے اس طرح نیست و نابود کر دی گئی ہیں کہ آج ان کا تذکرہ کسی تقویم تک میں موجود نہیں ہے۔ ان کی تباہی کا سبب پھر کسی دن بتاؤں گا۔ فی الحال تو اپنا مختصر تعارف بطور برکت پیش کرتا ہوں۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ____ اما بعد ____ یہ تو یاد نہیں کہ کب اور کیوں پیدا ہوا تھا اور اس دنیا میں تشریف لانے کے ذرائع کیا تھے۔ البتہ اتنا اچھی طرح یاد ہے کہ میری پیدائش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی تھی جو علم و ادب اور حسن و عشق کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا ____ سنا ہے کہ میرے خاندان کے شریف علم لوگ کتاب کے بغیر زندہ نہ رہ سکتے اور خاندان کے تیز شریف لوگ بغیر محبوب کے ایک رات بھی نہ کاٹ سکتے۔ نامعلوم مورخین نے لکھا ہے کہ عشق ہمارے گھر کی لونڈی تھی۔ بلکہ عشق ہمارے خاندان کی وراثتی میراث تھی۔ چنانچہ شہر میں کسی کو کسی سے عشق کرنے کیلئے ہمارے بڑوں سے اجازت حاصل کرنی ضروری تھی۔ ورنہ یہ عشق اس وقت کے قانون کے مطابق ناجائز سمجھا جاتا تھا۔ اور بلا اجازت عشق بازی کرنے والے کو بیس سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی جاتی تھی ____ افسوسناک بات یہ تھی کہ اس وقت صرف سزائیں سنانے ہی پر قناعت کی جاتی تھی۔ کیونکہ کسی پر لاگو کرنا ہمارے بڑوں کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ وہ غریب تھے اور سوائے دولت علم و ادب بھی ہمارے خاندان کی جاگیر تھی۔ شہر میں کسی کو بھی اس بات کا حق نہ تھا کہ وہ ہمارے بڑوں سے اجازت لئے بغیر با ادب با ملاحظہ ہوشیار بننے کی ناجائز کوشش کرے۔ بہر کیف میں بفضلہ ایسے خاندان میں پیدا ہوا تھا جس کے جھنڈے ساتویں آسمان پر گڑے ہوئے تھے اور جس کا تذکرہ بازاروں سے تہہ خانوں تک پوری گرما گرمی کے ساتھ بکھرا ہوا تھا۔ اور خاندان کی یہ شرافت سفید کبوتروں اور بریانی اور کوفتوں کی حد تک آج بھی باقی ہے چشم بد دور۔

ہمارے خاندان کا ہر عاقل بالغ اس بات سے واقف ہے کہ میں تو پیدائشی بھی اسی قدر ہوشیار اور خردمند تھا کہ اہل عقل کو جتنا اب دکھائی دیتا ہوں میری پیدائش سے غالباً پانچ دن اور چار رات قبل میرے والد مرحوم کی اکلوتی بیوی نے جو از روئے شرع میری سگی ماں لگتی تھیں یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک نوری گیند ہے جو فرشتوں کی غلط بولنگ کرنے کی وجہ سے ان کی آغوش میں آگری ہے۔ صبح کو انہوں نے یہ خواب اپنے پیر و مرشد کے ہونے والے داماد کو سنایا جو ان کے وقت کے بہت بڑے مخبر بھی تھے۔ اور سجادہ نشین حضرت سیاست داں بھی تھے۔ ان کے مشورے پر والد محترم نے اس خواب کی تعبیر صرفی اخبار کے خلیفہ عارف کامل صوفی علی سے دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ خوش نصیب ہے تمہاری زوجہ، کہ وہ عنقریب ایک ایسے لڑکے کو جنم دے گی جو وقت کا بہت بڑا آدمی ہوگا اور جلاؤ گھر میں گھی کے چراغ۔ جاگ گئی تمہاری قسمت اور کھل اٹھیں تمہاری باچھیں، اور آگئی تمہاری موج۔ تمہارے گھر پیدا ہونے والا لڑکا صرف نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ ہوگا ولایت سے سرفراز بھی۔ اور ہوگا وہ مادر زاد

عقل مند اور اس کی عقل کی لمبائی ہوگی سے پریشان ہوں گی سمندری مچھلیاں تک۔ وہ ہوگا وقت کا سب سے بڑا ماہر طنزیات۔ دکھی ہوں گے اس سے دنیا کے سارے جاہل لوگ اور اس لڑکے کی زندگی کا مقصد ہوگا خدمت خلق اور اس کے ہاتھ ہوگا قلم۔ ہوگا اس کی تلوار، برچھی، اور بھالا، اور پستول اور بندوق، اور یہ تحسین کیا گیا۔ صوفی علی کی یہ تعبیر ملک کے انگریزی اخباروں میں بھی شائع ہوئی تھی ____ حیرت ناک بات یہ ہے کہ یہ تعبیر لفظ بالفظ درست ثابت ہوئی کہ میں انشورنس اور بندہ ہوں۔ چنانچہ میں ایام طفولیت ہی سے اس درجہ فہیم اور ذکی واقع ہوا ہوں کہ جب میں تین برس کا تھا تو اخبار والے مجھ سے انٹرویو لینے آ گئے تھے ____ لیکن طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے صرف ایسے ہی آٹوگراف لے کر چلتے بنے تھے۔

مزید عقل مندی کے چند نمونے ملاحظہ کیجئے۔

غدار مجھے تین سال کی عمر میں میرے دوست کا ایک اُلجھا ہوا مسئلہ سلجھا کر اپنے اہل خانہ کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ بالخصوص ان لوگوں کے کہ جن کے منہ میں دانت ہی نہیں رہے تھے۔ اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ عالم اور مفتی بننے کیلئے کسی مکتب کے چکر لگانا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ ذہانت کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ میں نے تین سال کی عمر میں اپنے کارنامے دکھا کر بڑے بڑے لوگوں کو چاروں خانے چت کر دیا تھا۔ اور یہ واضح کر دیا تھا کہ اس دنیا پر بڑوں کی اجارہ داری نہیں ہے۔ بلکہ بچے بھی من کے سچے ہوتے ہیں۔

۵ سال کی عمر میں میں نے اپنے والد کا ____ اب ____ ادب ____ ارادب لئے معاف کیجئے گا۔ زبان لڑکھڑا گئی۔ اپنے چچا کا سہرا لکھ کر شاعروں کی پوری برادری میں کھلبلی مچا دی تھی بعض شاعر تو اسی وقت غش کھا کر گر گئے تھے۔ اور بعض شاعروں نے چلو بھر پانی کی تلاش شروع کر دی تھی۔ اور بعض بے چارے ناحق مارے گئے تھے۔ لیکن ان کی لاشوں کا آج تک کوئی سراغ نہ لگ سکا۔ ورنہ آج ان کے مزارات تعمیر کر کے میں مقدس چادروں بار چڑھا دیتا۔ اور بے نیاز ہو جاتا تیل اور نمک کے جھمیلوں سے۔ اور ہو جاتا مالا مال صوفی کی طرح جو چلا رہے ہیں ایک مزار کا اور کر رہے ہیں ایک اچھا بزنس کہ جو چلتا ہے بلیک ... دن اور رات۔ اور جو بچا ہے بزنس انکم ٹیکس کی دراندازی سے۔

۷ سال کی عمر میں مجھے ایک مکتب میں داخل کر دیا گیا تھا۔ وہاں تین دن میں میں نے پورا قرآن حکیم اور سات دن میں پوری بخاری مع اسناد حفظ کر لی تھی۔ پھر دونوں چیزیں ایک دن میں بھلا دیں۔ قرآن حکیم کی چند سورتیں اور ایک دو حدیث کے ورد ہے اولیاء اللہ کے طفیل ابھی تک یاد ہیں۔

۱۰ سال کی عمر میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو کر میں اپنے محلے کا لیڈر بن گیا تھا۔ اور بیس سال کی عمر تک میں نے لیڈری کے فرائض پوری تندہی کے ساتھ انجام دیئے۔ مثلاً ہر سیاسی جلسے میں شرکت لازمی سمجھتا تھا۔

جڑ پکڑ گئی تھی۔ دھوپ برس رہی ہو یا اولے، میں شریک سیاسی جلسوں میں لازمی طور پر آتا تھا۔ کی ٹولی اور شعلہ کر صف اول میں حاضر بیٹھ جاتا تھا۔ اور جب تک پنڈال سمیٹنے کی نوبت نہ آتی، ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا۔ تقریریں تو ظاہر ہے کہ کچھ میں نہیں آتی تھیں۔ لیکن میں اسی طرح گم سم بیٹھا رہتا تھا۔ جیسے میں لیڈروں کی باتیں سب سے زیادہ سمجھ رہا ہوں۔ درمیان میں خواہ مخواہ تالیاں بھی بجاتا رہتا تھا۔ تاکہ اپنے زندہ ہونے کا ثبوت پیش کرتا رہوں۔

لیڈری کے بنیادی اوصاف میری فطرت میں پوری طرح رچ بس چکے تھے۔ چنانچہ ایک طویل مدت تک سادہ لوح اور شریف الطبع لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف خوب بھڑکایا۔ اور خوب ان میں سر پھٹول کرائی۔ مدارس کے تمام شر پسند طلباء سے خود غرضی کے تعلقات قائم کر کے انہیں اساتذہ کے خلاف بھڑکانے اور اسٹرائک پر مجبور کیا۔ اور اساتذہ سے گٹھ جوڑ کر کے شر پسند طلباء کا کھانا بند کرائے اور ان کا نام خارج کروا دینے کے مشورے دیتے۔ اس طرح ہمیشہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لڈو رہے۔ بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹے کے خلاف صف آرا کر کے گھر گھر میں منافرت کی آگ بھڑکائی۔ بے شمار علاقوں میں ہندو مسلم فساد کرائے۔ مسلمانوں کے درمیان حنفی اور علاقائی تعصبات کے بیج بوئے۔ انصاریوں کو قریشیوں کے خلاف اور غریبوں کو نا قابل علاج روگوں کے خلاف صف آرائی کر کے نہ جانے کتنی مرتبہ شہر کی فضا کو مکدر کیا۔ بجاریوں اور منگاریوں کے درمیان دشمنی کی مستقل دیوار کھڑی کر کے جانبین سے اپنے روابط برقرار رکھے۔ اور ادھر کی ادھر کر کے اپنا الو سیدھا کیا۔ اور ان دونوں کا کام کر کے ثابت کیا کہ بے شمار الو کے پٹھے انسانوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ رشتے داروں میں لاٹھیاں چلوائیں۔ الٹے سیدھے حاشیے دے کر علماء کرام اور عوام المسلمین کے درمیان حقارت و افتراق کی خلیج حائل کردی۔ برہمنوں سے ہریجنوں کے جھونپڑے پھونکوائے اور ہریجنوں سے برہمنوں کا قلع قمع کرایا۔ ذات پات کو آڑ بنا کر قوموں کے سر پھڑوائے۔ پولیس والوں سے سانٹھ گانٹھ کر کے مجرموں کے فرائض انجام دیئے اور شریفوں کی شرافت کا قصہ ہی لے جا کر پھونکا۔ محلے کے کسی شریف آدمی کو نہیں چھوڑا۔ کسی کو بلیک لیا، کسی کو دھمکایا۔ کسی کے گھر میں پولیس والوں کو گھسا کر اپنی چھت پر سے اُن کی آمد و رفت کا تماشہ دیکھا۔ پھر خود درمیان میں لے دے کر سرخرو بھی بنا رہا۔ اور اس طرح بھی دونوں ہاتھوں میں لڈو رہے۔ غرضیکہ ہر وہ کام کیا جو ہمارے جنت نشان بھارت کے لیڈران کرام پوری مستعدی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ تا قیامت انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ سنکر آپ کو حیرت ہوگی کہ کم سنی ہی سے میرے ظاہر و باطن میں لیڈرانہ رنگ پوری طرح رچ بس گیا تھا۔ اور میرے دل کی دیواروں پر بے شمار پوسٹر چسپاں رہا کرتے تھے جن میں قوم کیلئے پیغامات بھی ہوتے۔ حکومت کیلئے دھمکیاں بھی۔ بچپن ہی سے میری عادت تھی کہ مختلف چوراہوں، چوراہوں اور بازاروں پر کھڑے ہو کر ارباب اقتدار کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اور عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے ہر وقت رو پڑتا۔ اور ہچکیاں لینے لگتا۔ اس شوق کیلئے مجھے کئی دن ایسی فلمیں بھی دیکھنی پڑی تھیں جن کا ہیرو گھر سے شام تک بس روتا ہی رہتا تھا۔ ہر سال ایک دو مرتبہ بھوک ہڑتال بھی کرتا تھا۔ میں نے اندازہ کیا تھا کہ بھوک ہڑتال کے دوران عمدہ قسم کے مشروبات اور جوس وغیرہ کا ال حصہ ہو جاتے تھے۔ اسی لئے میں نے طے کر لیا تھا کہ سال میں کم سے کم ایک بھوک ہڑتال کرتا ہے۔ کوئی مسئلہ نہ ہوتا تو مسئلہ خود پیدا کر کے بھوک ہڑتال کرتا تھا۔ اسی دور میں ایک محلے کے بچوں کو دوسرے محلے کے بچوں سے بھڑوا دیا۔ میرا خاص الخاص مشغلہ تھا۔ اور اسی مشغلے سے مجھے کافی فائدہ بھی پہنچا۔ اور میری لیڈرانہ صلاحیتوں کو کافی تقویت بھی ملی۔ چنانچہ جب آپس میں بچے دست و گریبان ہو جاتے تو میں فوراً موقعے کا فائدہ اٹھا کر ایک غیر جانب دارانہ جلسہ منعقد کرتا اور اس میں اپدیش دیتے ہوئے لڑائی کے نقصانات اور امن و شانتی کے فوائد پر بھرپور روشنی ڈالتا۔ اسی وقت جو رجتا۔ تالیاں بجتیں۔ زندہ باد کے نعرے لگتے ——— واہ واہ ہوتی ——— پھول اچھلتے، کبھی کبھی دشمنوں کی سازش سے گندے انڈے بھی اچھل جاتے، تعریف و تحسین کے ڈونگرے برستے اور اسی طرح "محبِ وطن" "ادہ قد ائے امن" کا خطاب میں نے کمسنی ہی میں بالجبر الفلاں کمتب سے وصول کر لیا تھا۔

اس دور میں عقائد بھی میرے لیڈروں کی طرح بالکل صاف شفاف تھے۔ مثلاً میرا عقیدہ تھا کہ یہ دنیا ایک حمام ہے اور اس حمام کا ہر شخص برہنہ ہے۔ اور اسے برہنہ ہی کہنا چاہئے۔ خواہ اس کے بدن پر کپڑوں کا پورا تھان موجود ہو۔ میرا عقیدہ تھا کہ فی الحال دنیا میں کوئی شریف آدمی موجود نہیں ہے۔ تمام شرفاء شرافت کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں چلے گئے ہیں۔ اب جو لوگ باقی ہیں وہ قطعاً ناقابل اعتبار ہیں۔ لہٰذا ان پر اعتبار کرنا سیاست کی توہین ہے۔ کیوں کہ اچھی سیاست اس بات کی قائل ہے کہ جو لوگ سیدھے ہری دوار سے آرہے ہیں۔ انہیں بھی پاپی ہی سمجھو۔ میرا عقیدہ تھا کہ ظاہر و باطن کے درمیان کھلا اختلاف رکھا جائے۔ زبان سے جو کچھ کہا جائے عمل اس کے بالکل خلاف ہو۔ زبان پر رام کا نام ہے۔ لیکن کام راون ہی کا کرتے رہو ——— تعریف حسین کی کرو اور سلامی یزید کو دو۔ یہ میں نے اپنے ہم عصروں سے سیکھا۔ اور اسی کی اپنے جانشینوں کو تعلیم دی۔ چنانچہ اس دور میں میرا عالم یہ تھا کہ عمل اور زبان میں کوئی واسطہ ہی باقی نہیں رہا تھا۔ ہماری زبان دودھ کو سفید کہا کرتی تھی اور عمل یہ ثابت کرتا تھا کہ ہمارا خون سفید ہو گیا ہے۔ جو لوگوں کو لوٹا۔ خوب دولت بٹوری۔ خوب تجوریاں بھریں۔ اور تھانے دار سے مل کر آتے تو ایسا باور کراتے جیسے اللہ میاں سے مل کر آرہے ہوں۔ میرا عقیدہ یہ بھی تھا کہ ہر شخص اس دنیا میں ابن الوقت ہے۔ لہٰذا کسی کو مخلص اور ایماندار نہ سمجھو۔ کہنے میں تو چلئے کوئی حرج نہیں۔ البتہ کسی کو مخلص سمجھنا قطعاً غلط اور مجملاً حرام ہے۔

میرے عقائد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خود غرضی، مفاد پرستی، رشوت خوری، احسان فراموشی، بغض و عناد، دجل و فریب، دوغلا پن اور دیدہ دلیری، بد اخلاقی اور بے شرمی وغیرہ ہمارے ہر ایک خیر خواہ کے سیاست کی پازیب اور بام ترقی تک پہنچنے کی لفٹ ہے اور ان جیزوں کو حرزِ جان بنائے بغیر دنیا سیاست میں بیجا ہونے کا بھی اسے کوئی استحقاق نہیں ہے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ میں اور جملہ لیڈروں کی طرح مستقل مزاجی سے بھی قطعاً محروم تھا۔ کبھی کسی ایک جماعت کا ہو کر نہیں رہا۔ پہلے خدا جانے کیا تھا لیکن پھر ۱۹۵۰ء میں کمیونسٹ ہو گیا۔ کئی سال تک بڑی زندہ داری کے ساتھ خدا اور اسلام کے خلاف بکواس کرتا رہا۔ پھر ۱۹۶۱ء میں پھر اسلام کے گن گانے لگا اور اسلام میں خوبیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ اس دوران میں نے کمیونسٹ پارٹی سے تعلقات منقطع کر کے پھر کچھ عرصے کے بعد لائے دڑی میں جا پھنسا۔ چند سال بی کے ڈی کی پرزور حمایت کی لیکن کچھ دن کے بعد اس کو بھی طلاق دے ڈالی اور کانگریس سے نکاح کر لیا۔ شروع شروع میں ہماری ازدواجی زندگی ٹھیک رہی۔ اس کے بعد اس سے بھی دامن چھڑانا پڑا۔ کانگریس سے نجات حاصل کر کے میں مسلم لیگ سے وابستہ ہو گیا لیکن بعد میں مجھے اندازہ ہوا کہ یہ تو نام کی مسلم جماعت ہے، اندر خانہ یہ تو کانگریس ہی کی خالہ زاد بہن ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کو بھی اپنی زندگی سے الگ کر دیا۔ اور اس کے بعد میں نے مسلم مجلس مشاورت سے تعلقات بڑھائے۔ شروع شروع میں یہ مجھے گلبدن اور صدا بہار محسوس ہوئی۔ لیکن پھر یہ بھید کھلا کہ یہ تو دو سو سال کی بڑھیا ہے۔ اور اس کے بعد میں نے مجرد زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن مجرد زندگی گزارنا اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا رشتہ زندگی اہل سنت والجماعت سے وابستہ کر لیا ہے۔ اب بحمد اللہ خالص سُنّی بن چکا ہوں۔ وہابیوں سے سخت نفرت ہے۔ بجو دیوبندیوں کا خالص دشمن ہوں۔ اب تک تقریباً ایک سو چودہ اصلی اور نقلی بھی قسم کے مزارات پر چھوٹے بڑے معمولی اور شاندار قسم کے عرس کرا چکا ہوں۔ اور ان عرسوں سے مجاوروں کو بھاری کمیشن دینے کے باوجود کافی لابھ اٹھا چکا ہوں۔

غالباً پندرہ سال کی عمر تھی۔ ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے کہ ظالم قوم نے مجھے اہل سمجھ کر حمایت کر کے اسمبلی کی سیٹ کیلئے میدان الیکشن میں دھکیل دیا تھا۔ الیکشن ہی کی وجہ سے حق تعالیٰ سے تعلقات بڑھے۔ اس سے پہلے یہ تو معلوم تھا کہ نماز بھی ایک رکن ہے۔ اور اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ لیکن بھول گیا تھا کہ نماز کو چھوڑنے کے کیا کیا نقصانات ہیں۔ بچپن میں تو سبھی کچھ پڑھا تھا پھر سب کچھ بھلا دیا۔ یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ سُبحانکَ اللّٰہمّ قاعدہ اولیٰ میں پڑھا جاتا ہے یا رکوع میں۔

الیکشن میں کھڑا ہوا تو میں نے ایک پیر و مرشد کے ہاتھ پر تجدید ایمان کی اور تعلیم الاسلام کا پہلا حصہ قیمتاً خرید کر لایا اور پھر وضو اور نماز کے طریقے از بر کئے۔ اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا نماز روزہ جب تک نہیں بن جاتا میں ممبر پارلیمنٹ الا رونے الیکشن۔

اس زمانے میں میری روزانہ وقت سے وقت مسجد تک ہوا کرتی تھی۔ جب ہوڑ ہوا مسجد میں جا بیٹھا اور باندھلی نیت واسطے اللہ کے۔ ایک رات تہجد بھی پڑھی اور انتہائی الحاح کے ساتھ یہ دعا مانگی۔

"اے لیڈری اور الیکشن کے خالق اکبر! اور اسے تجھے جتانے والے رحمٰن و رحیم! میری غیرت مندی اور خودداری کا تجھے علم ہے۔ انتہائی خودداری یہ ہے کہ میں نے آج تک تجھ سے بھی کچھ نہیں مانگا۔ لیکن آج میں اپنی غیرت اور خودداری کا گلا گھونٹ کر تیری چوکھٹ پر چلا آیا ہوں۔ آج میں سجدے کی پیشانی پر سجدہ ریز ہوں۔ جب ساری دنیا سو رہی ہے میں تجھ سے ہم کلام ہوں۔ میرے مالک! میں تجھ سے خلوص و محبت کے ساتھ اسمبلی کی سیٹ کی درخواست کرتا ہوں۔ اے عالم الغیب! تجھے نہیں معلوم کہ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں کیسے رشوت خوروں اور فاسقوں اور فاجروں نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ یہ شب و روز تیرے گروہ بندوں کا خون چوس رہے ہیں۔ میرے خالق مجھ جیسے دیانت دار دیندار داڑھی والے کا پارلیمنٹ کے پہنچ جانا بہت سی مصلحتوں کے پیش نظر ضروری ہے۔ اے رب کائنات میری دعا قبول فرمالے اور مجھے ایک مرتبہ کامیاب فرما۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مقبروں کے قبرستان میں ایک عدد مسجد تعمیر کرا دوں گا۔"

اس دعا کا جو حشر ہوا تھا۔ وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ آپ خود سوچئے کہ اگر دعا قبول ہو جاتی تو میں طلسماتی دنیا جیسے معمولی ادارے کیلئے اللہ ہو جاتا۔ اور اس مکان میں رہائش کیسے اختیار کئے رہتا۔ جس کی دیواریں رکوع اور چھتیں سجدۂ تلاوت کیلئے تیار ہیں۔ اگر دعا قبول ہو جاتی تو میرے گھر کی ہر چیز گھر کی پر رونق ہوتی اور رنگ برنگی شیروانیاں ان پر لٹکی ہوتیں اور ——— اور میرے پاس عالیشان مکان ہوتا۔ جتنا عالیشان مکان سیٹھ کروڑی مل کے پاس ہے۔ اور میں اپنے حاشیہ برداروں کو اسی طرح ڈپو کھلوا کر دیتا جس طرح ڈپو کے جا بجا تعمیر کی ہیں لاری برادران نے۔ ادھر ادھر سے اڑا کر اور کھسکا کر چندے اور دعائیں اور لون کی بہاریں ——— اور میرے پاس بھی کار ہوتی جیسی کے کار لئے پھرتے ہیں نا ظر قوم اور گدائے امت المسلمین۔ اور میرے بچوں کی صورت بھی اتنا ہی نور ہوتا جتنا نور خیابانی شیر محمد شیر علی کے غلاموں کی صورت پر ہے۔ مایہ میں نے لیڈری کو طلاق مغلظہ دے دی ہے۔ اور طلسماتی دنیا کے دفتر میں ملازمت کر لی ہے۔ تنخواہ طے ہوئی صرف اتنی کہ میں کھا سکوں دونوں وقت مسور کی دال روٹی۔

میں نے اپنے مختصر تعارف میں اپنی زندگی کے اس حصے پر روشنی ڈالی ہے جس کا تعلق ہے اس دور سے جو گزرا سیاست اور لیڈری میں۔ لیکن ایک حصہ میں نے حسن و عشق کی دنیا میں بھی گزارا ہے اور ایک حصہ میں نے عاملی میں بھی صرف کیا ہے۔ ان حصوں کے بارے میں فی الحال اتنا ہی کہنے پر اکتفا کروں گا کہ میں نے پہلا عشق اس وقت بے ارادہ شروع کیا تھا جب کہ میرے بالغ ہونے

ہیں کئی سال باقی تھے۔ اور اس کے بعد عشق کرنا میری فطرت بن گیا جب بھی کوئی عورت مجھے حسین لگی اس پر ... یعنی میں اس کو اپنی محبوبہ سمجھنے لگتا۔ اور اس کے گھر کے چکر لگانا شروع کر دیتا۔ اس حرکس عادت سے کافی رسوا کیا۔ کئی بار ان کے شوہروں سے پٹا کئی بار ان کے والدین نے تھانے میں رپٹ درج کرائی۔ اور کئی بار دیسی جو اکثر اپنی بیوی سے پٹتے پٹتے رہ گیا جب برآمد ہوئے کرتے کی جیبوں سے نوجوان لڑکیوں کے پرچے جن میں لکھا ہوا تھا ڈیئر آج نہیں آ سکتی میں تمہارے بغیر وغیرہ۔

اور وہ دورہ تو کافی خوش گوار گزرا جو گزرا تھا جن میں اور اولیا اللہ کے بیچ اور اولیا اللہ ایسے ہیں جیسے ہمارے ارد گرد رہتے ہیں۔ ان کو جو اولیا اللہ بہت اعلیٰ قسم کے جن کے نماز روزے بھی ازراہ ولایت معاف کر دیئے گئے اور جن سے حلال و حرام کی تمام حد بندیاں ختم کر دی گئی تھیں۔ اور اس دنیا میں رجال الغیب کے مشوروں پر زندگی گزار رہے تھے۔ اور شریعت کی پابندیوں سے بے نیاز کر دیئے گئے تھے ___ روشنی ڈالوں گا میں اس دورے کے خیر سے واقعات پر پھر کبھی۔

جانتے ہیں یہ تھا میرا تعارف جو پیش کیا ہے تم اڈیٹر کی وجہ سے اور گھروں میں رکھیں ... دل ہے کہ۔ اب اگلے ماہ سے میں کچھ: مجھ سے کر حاضر ہوتا رہوں گا میں کوشش کروں گا آپ کو ہنسانے کی لیکن اگر ہنستے ہنستے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جائے تو مجھے نا تمام کریں نے آپ مجھ پر ... وعدہ کے تحت۔

خدا مجھے توفیق دے تو قلم چلاتا رہوں گی اور ہر وقت ایڈیٹر کو مضمون پیش کر دے گی۔ کیوں کہ اس وقت میں ماہ نہ بیماری میں مبتلا ہوں۔ بیماری یہ ہے کہ جب بھی مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں یاد آ جاتی مجھے کوئی محبوبہ اور کھو جاتا ہوں میں گزرے ہوئے واقعات کی بھول بھلیوں میں۔ دعا کیجئے اللہ مجھے اس انتہائی مشکل قسم کی لاعلاج بیماری سے نجات دے ورنہ ڈر ہے کہ اڈیٹر صاحب کان پکڑ کر مجھے اپنے دفتر سے گیٹ آؤٹ نہ کر دیں۔ اب پہلی ملاقات اگلے ماہ یعنی کہ ماہ فروری میں تھا ___ اُسی وقت میں بیان کروں گا وہ واقعہ جو پیش آیا دوستوں کی دعوت کے بعد میرے اپنے مکان میں جب کہ پوچھا تھا میں نے اپنی زوجہ سے کہ میری پیاری بیگم آج آنکھ کیوں روئی تھی۔ وما علینا الا البلاغ۔

BY SALIM SALKHAN